بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پاکستان میں

شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر واشاعت حقائق الاسلام
لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ھدیۂ منجانب : الشیخ مولانا حامد علی سند رانہ -
الباکستانی - بھلوال سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پاکستان میں

شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
لاہوری گیٹ چنیوٹ

جملہ حقوق بحق مولف و مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب　پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ

نام مولف و مصنف　سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر　ادارہ انتشارات حقائق الاسلام چنیوٹ

کمپوزنگ　خالد کمپوزنگ سنٹر' لاہوری گیٹ چنیوٹ

فون 331611 - 0466 فیکس 00-92-466-332910

تعداد　ایک ہزار

طبع　اول

مطبع　معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور

درخواست

میں اپنی اس کتاب کو ہر شیعہ امامیہ اثنا عشری کے نام وقف کر کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اس کتاب کے اچھے متولی بن کر اس کا شیعیان امامیہ اثنا عشریہ کے زیادہ سے زیادہ افراد کو مطالعہ کرائیں۔

والسلام

سید محمد حسین زیدی برستی

نزد ڈاکخانہ لاہوری گیٹ' چنیوٹ

TEL = 0466 - **331446**

تاریخ کمپوزنگ=20 ستمبر 1999 بتاریخ 9جمادی الثانی 1420ھ

فہرست

پیش لفظ

اس کتاب میں شیخیت کا پاکستان میں شیعیت اور شیعہ علماء کے ساتھ ٹکراؤ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء کے ساتھ ٹکراؤ صرف پاکستان میں ہوا ہے۔ اور کہیں نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے کربلائے معلیٰ میں، کربلائے معلیٰ کے بزرگ ترین شیعہ علماء اعلام و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں کا خود شیخ احمد احسائی کے ساتھ اصالتاً ٹکراؤ ہوا۔ اور انہوں نے اس کے عقائد کو خلاف اسلام و مذہب تشیع ہونے کی بنا پر اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور اس کے ایجاد کردہ عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام انہوں نے ہی مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ اور شیعہ علماء اعلام و مجتہدین عظام اور مراجع تقلید شیعیان جہاں میں ان سے بزرگ تر اور کوئی نہ تھا، چنانچہ خود سید کاظم رشتی جانشین اول شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین کے صفحہ 93-92 پر ان کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

"اور لوگوں نے اول امر میں صرف اس لئے کہ وہ خاندانی بزرگ تھے اور بیت رفیع رکھتے تھے۔ اور تمام شہروں اور تمام لوگوں میں اس گھر کی شہرت تھی۔ اور وہ متقی و پرہیزگار اور زاہد تھے۔ لہذا اس بنا پر لوگوں نے شیخ کے خلاف ان کی تکفیر کی تصدیق کر دی، اور ان کی طرف سے شیخ کے کافر قرار دینے کو لوگوں نے مان لیا۔ اور جس کسی کو وہ اجازہ دیتے تھے۔ وہ بھی شیخ کے بارے میں ان کی پیروی کرتا تھا۔ پس یہ پیروی کرنے والے پاپی آگے چل کر رؤسائے قوم و مذہب و ملت ہو گئے۔ اور اجماع میں داخل ہو گئے اور مخالفت کرنے والے افاضل تین اقسام میں ہیں۔ ایک مشہد سیدنا حسین علیہ السلام میں رہتے تھے۔ اور دو نجف اشرف میں رہتے تھے.......... دلیل المتحیرین صفحہ 93-92

کاظم رشتی نے اپنی مذکورہ تحریر میں جن بزرگ مراجع عظام کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کربلائے معلیٰ کے مرجع تقلید شیعیان جہاں تو آقا سید محمد مہدی پسر سید علی صاحب ریاض تھے۔ اور وہ دو مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں جو نجف اشرف میں رہتے تھے۔ ان میں ایک آقا سید محمد حسین صاحب فصول ہیں۔ اور دوسرے آقا شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام ہیں۔

سید مرتضیٰ فاضل لکھنوی نے اپنی کتاب حیات حکیم میں صفحہ 9 سے صفحہ 17 تک ابو جعفر محمد بن یعقوب کلنی سے لیکر آقا سید حسین بروجردی تک تمام مجتہدین عظام اور مراجع تقلید شیعیان جہاں کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان علمائے اعلام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہاں میں صفحہ 14 نمبر شمار 47 میں سینتالیسوں مرجع کا نام اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ 47۔ فقیہ کبیر شیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام متوفی -1266 نجف اشرف۔ اور منتخب التواریخ چاپ 1317 کے صفحہ نمبر 132 پر

نجف اشرف کے اس مرجع عالیقد شیعیان جہان کا نام اس طرح لکھا ہے۔ العاشر۔ الشیخ الامام والعلامۃ الفہام و خزالمجتہدین مولانا الشیخ محمد حسن بن شیخ باقر صاحب جواہر الکلام۔ یہ تین حوالے ہی کافی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہے کہ شیخ احمد احسائی کو محضر علماء میں کافر قرار دینے والے' اور اس کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام مذہب شیخیہ رکھنے والے' نجف اشرف اور کربلائے معلٰی کے بزرگ ترین مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہان تھے۔ اور اس وقت ان سے بزرگ تر و برتر اور کوئی شیعہ مجتہد دینا میں نہیں تھا۔ اور یہ بات خود کاظم رشتی نے دلیل المتحیرین میں تسلیم کی ہے۔ کہ وہ جس عالم و مجتہد کو اجازہ اجتہاد دیتے تھے۔ وہ بھی ان کے اجماع میں ذاخل ہو جاتا تھا۔ اور وہ قوم و مذہب و ملت کے سر براہ اور رؤسا تھے۔

جس طرح بزرگ تریں شیعہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہاں نے خود شیخ سے اس کے عقائد' اس کی زبان سے سن کر اس پر کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام مذہب شیخیہ رکھا۔ اسی طرح مذہب شیخیہ کے عقائد کے رد و ابطال میں سب سے پہلی کتاب بھی خود شیخ احمد احسائی کے کربلائے معلٰی کے قیام کے زمانہ میں لکھی گئی۔ جیسا کہ خود سید کاظم رشتی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین کے صفحہ **40-41** پر لکھا ہے۔

"حتی ان شخصًا لا برد اللہ مضجعہ و لا رزقہ جنتہ قد کتب کتاباً..........انح

یہاں تک کہ ایک شخص نے۔ خدا اس کی قبر کو ٹھنڈا نہ ہونے دے۔ اور اس کو جنت نصیب نہ کرے۔ ایک کتاب لکھی اور اس میں تمام مذاہب باطلہ کا ذکر کیا۔ مذہب ملاحدہ' مذہب زنادقہ' مذہب صوفیہ' مذہب غلاۃ' مذہب مفوضہ' مذہب نصاریٰ اور تمام اہل باطل کے مکائد کو تحریر کر کے سب کو اس عالم ربانی اور ولی صمدانی یعنی شیخ احمد احسائی کی طرف منسوب کیا۔ کہ شیخ کے عقائد ان تمام مذاہب باطلہ کے افکار و عقائد باطلہ کے موافق ہیں اور وہ شخص عصر کے وقت ایک مجلس منعقد کرتا تھا۔ جس میں کربلائے معلٰی کے تمام شیعہ عوام' اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ پس وہ ان کو وہ کتاب پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور ان سے یہ کہتا تھا۔ کہ یہ ہیں عقائد شیخ احمد احسائی کے' پس لوگ چیختے تھے اور زور زور سے نعرے لگاتے تھے۔ کہ شیخ احمد احسائی پر لعنت' شیخ احمد احسائی پر لعنت۔ دلیل المتحیرین کے صفحہ نمبر **40-41** پر یہ اقبال ہے۔ شیخ احمد احسائی کے جانشین اول کا۔ کہ مذہب شیخیہ کے عقائد کے خلاف سب سے پہلی کتاب کربلائے معلٰی میں' شیخ کی موجودگی میں' اس کے فرار کرنے سے پہلے لکھی گئی۔ اور مذہب شیخیہ کے عقائد کے بارے میں جو کچھ اس میں لکھا تھا۔ مجمل طور پر کاظم رشتی نے وہ بھی بیان کر دیا ہے۔

بہر حال اس میں شک نہیں ہے کہ جب باطل زور شور سے پھیل رہا ہو' تو اس کی مخالفت بھی

اسی وقت بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے۔ اور جب باطل ٹھنڈا پڑ جائے تو اہل حق بھی اس کی مخالفت میں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ شیخ احمد احسائی کے کربلائے معلّی سے فرار کر جانے اور راستے ہی میں وفات پا جانے کے بعد کربلائے معلّی میں بھی یہ معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن اس کے فرار کے بعد وہ اپنے شاگردوں کی ایک اچھی خاصی تعداد پیچھے چھوڑ گیا۔ لہذا کچھ عرصہ بعد انہوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ جانشین اول شیخ احمد احسائی یعنی سید کاظم رشتی اپنی کتاب دلیل المتحیرین کے صفحہ **54** پر اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتا ہے۔و بالجملته فبعد وفاته اعلی الله مقامه و انار برهانه ظنت الجماعة قد تضمحل آثارد' و تبلی اخباره و تخمد ناره ....انح

یعنی شیخ احمد احسائی کی وفات کے بعد کربلا و نجف کے شیعہ علماء کی اس جماعت نے یہ گمان کر لیا تھا۔ کہ اب اس کے آثار مٹ جائیں گے۔ اور یہ آگ سرد پڑ جائے گی۔ اور اس کا نور بجھ جائے گا۔ تو تقریباً کم و بیش دو سال تک وہ خاموش رہے۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ شیخ کے عقائد و افکار پھلتے جا رہے ہیں ۔ تو ان کے روکنے کے در پے ہو گئے اور انہوں نے اس بندہ مسکین یعنی کاظم رشتی کی مخالفت شروع کر دی۔
"دلیل المتحیرین صفحہ **54**

کاظم رشتی کے اس بیان سے بطور واضع ثابت ہے۔ کہ شیخ احمد احسائی کے عقائد و افکار کربلا و نجف کے شیعہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہاں کے قدیم سے چلے آرہے مکتب تشیع اور اسلام کے خلاف تھے۔ دوسری بات کاظم رشتی کے اس بیان سے یہ ثابت ہوتی ہے۔ کہ جب شیخ کے عقائد کے پھیلنے کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا تو علمائے شیعہ بھی خاموشی اختیار کر گئے۔ اور جب مذہب شیخیہ کے عقائد کی تبلیغی سرگرمیاں بڑھ گیں۔ تو علمائے شیعہ بھی میدان میں نکل آئے اور یہ کام آج تک اسی طرز پر چل رہا ہے۔

بہر حال جب مذہب شیخیہ کے عقائد و افکار نے کاظم رشتی کی سربراہی میں پھر پھیلنا شروع کر دیا تو کربلائے معلّی کے شیعۂ اعلام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہاں نے شیخ احمد احسائی کے شاگرد ارشد اور جانشین اول سید کاظم رشتی کو مجمع عام میں طلب کر لیا۔ کاظم رشتی شیعہ علمائے اعلام کے روبرو پیش ہونے کا حال خود اپنی کتاب دلیل المتحیرین کے صفحہ نمبر **66** پر اس طرح سے لکھتا ہے۔

ثم جمعوا واجمعوا وجلسوا مجلساً يوم الجمعة اول جمعة من شهر رجب و اجمع فيه خلق كثير يجمع عدد هم الوفا............الخ

یعنی پھر وہ سارے شیعہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں ایک جگہ جمع

ہوئے اور انہوں نے جمعہ کے دن تمام لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور اس میں خلق کثیر اکٹھی ہوئی۔ جن کی تعداد لئی ہزار تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور ان میں ایک بھی ایسا نہیں تھا۔ جو میرا ساتھ دینے والا ہو۔ اور اس مجلس شدید میں مجھے طلب کیا گیا۔ اور وہ انتہائی سخت دن تھا۔ ساری قوم چاروں طرف سے دوڑتی ہوئی اٹدی چلی آرہی تھی۔ اور ان کو ان کے رؤسا یعنی مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعیان جہاں کی تائید حاصل تھی۔ اور میں یکاو تنہا بے یارو مددگار تھا۔ پس اس مجلس میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمام سردار تیرے قتل کا ارادہ کررہے ہیں۔ پس تم یہاں سے نکل جاؤ۔ لیکن میرے لئے نکل بھاگنے کی گنجائش کہاں تھی۔ اس قوم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ اسلحہ چمکاتے ہوئے اس طرح سے آرہے تھے۔ جیسا کہ رب العباد کی طرف سے کسی مبعوث کے ساتھ جہاد کے لئے آئے ہوں............... دلیل المتحیرین صفحہ نمبر 66

غرض اس مجلس شدید میں اور اس مجمع عام میں بزرگ ترین شیعہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعان جہاں کے روبرو اس سے یہ لکھوایا گیا اور اس سے یہ تحریراً اقبال کرایا گیا کہ شیخ احمد احسائی کے یہ عقائد و افکار کفر ہیں۔........ دلیل المتحیرین صفحہ 68

اور رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان نے اپنی کتاب فہرست کتب مشائخ عظام کے صفحہ نمبر 151 پر اس حقیقت کو بالفاظ واضع تسلیم کیا ہے۔

"چنیری کہ مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلفہ پیدا است ہمانا مسالہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ"... فہرست کتب مشائخ عظام صفحہ 151

یعنی جو بات مسلم ہے۔ اور جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہ بات مختلف روایات سے بطور واضع ثابت ہے۔ وہ شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیئے جانے کا مسئلہ ہے۔ کہ یہ واقعہ تکفیر قطعی طور پر واقع ہوا ہے۔

کاظم رشتی کی موت کے بعد محمد کریم خان کرمانی نے کاظم رشتی کی جانشینی کا دعوی کیا اور مذہب شیخیہ کے عقائد پر مشتمل کتاب ارشاد العوام کے نام سے لکھی، تو اس کے وقت کے شیعہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام نے اس کے ردو ابطال میں کتابیں لکھیں۔ جن میں سے چند ایک کتابوں کے نام بطور نمونہ پیش خدمت ہیں =

1= تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام — تالیف حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام مرجع دینی شیعیان جہان آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی

2=	تریاق الفاروق	یہ کتاب بھی آقائے السید محمد حسین المرعشیٰ الشبرستانی کی تصنیف ہے۔ اور اس میں شیخ احمد احسائی۔ کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی تینوں کی کتابوں کا ردو ابطال ہے
3=	البرھان المبین	تالیف حجتہ الاسلام آقائے ابراہیم محسن
4=	مضلاۃ الغلاۃ	تالیف حجتہ الاسلام آیت اللہ آقائے سید محمد ہادی خراسانی
5=	ہدیۃ النملہ الی رئیس الملہ	تالیف حجتہ الاسلام آیت اللہ آقائے ملا رضا ہمدانی
6=	السیف المسلول علی مبدعی دین رسول	تالیف حجتہ الاسلام آیت اللہ آقائے ملا رضا ہمدانی
7=	غش الرکنیہ	تالیف حجتہ الاسلام نخبۃ الفقہاء العظام السید محمد مہدی کاظمی القزوینی
8=	بوار الغالین	تالیف السید الاوحد والعلامۃ الفرد السید محمد مہدی کاظمی القزوینی
9=	ھدی المصفین	تالیف السید الاوحد والعلامۃ الفرد السید محمد مہدی کاظمی القزوینی

یہ سب کتابیں خالصتاً مذہب شیخیہ کے ردو ابطال میں ایران و عراق میں لکھی گئیں ان کے علاوہ اور بہت سی کتابوں میں ایران و عراق میں ضمنی طور پر مذہب شیخیہ کے عقائد کا ردو ابطال کیا گیا ہے ان میں چند ایک کتابوں کے نام یہ ہیں۔

10= عنوان البراہین 11= الشیخیہ والبابیہ 12= کفایۃ الموحد بن علامہ طبرسی
13= اجوبۃ المسائل الدینیہ 14= کربلا از آقائے شہرستانی 15= نور الھیہ فی رد الشیخیہ 16= مدینہ الحسین از محمد حسین کلیتدار آل طعمہ کربلا 17= الکواکب الدریہ 18= مجلۃ البیان
19= اعیان الشیعہ از فاضل العلامہ محسن الامین العاملی 20= روضات الجنات از محمد باقر خونساری 21= فلاسفۃ الشیعہ از عبد اللہ نعمت 22= فلاسفۃ الشیعہ از مرتضیٰ مدرسی چہاردہی

23=البابیوں والبہائیوں فی حاضر ہم وماضیہم از عبد الرزاق حسنی 24=اعلام الشیعہ از حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے بزرگ طہرانی 25=الذریعہ از حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے بزرگ طہرانی 26=البارقۃ الحیدریہ 27=تذکرہ شیخ احمد احسائی از مرتقی مدرس چہاردہی وغیرہ وغیرہ

بہر حال شیخ احمد احسائی کے زمانے میں عراق و ایران کے اس وقت کے شیعیہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہان نے اس کے عقائد کا ردوابطال کیا اور کتابیں لکھیں۔

شیخ احمد احسائی کی وفات کے بعد اس کے شاگرد ارشد اور جانشین اول سید کاظم رشتی کے زمانہ میں اس وقت کے بزرگ شیعیہ علمائے اعلام و مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہاں نے ایران و عراق میں مذہب شیخیہ کے عقائد کا ردوابطال کیا۔ اور ان کے رد میں کتابیں لکھیں۔

کاظم رشتی کی وفات کے بعد اس کے شاگرد اور شیخیہ رکنبہ کرمان کے رئیس مرزا محمد کریم خان قاچاری کی کتاب ارشاد العوام کے ردوابطال میں ایران و عراق کے بزرگ شیعہ علماء نے کتابیں لکھیں۔

اور جب شیخیہ احقاقتہ کویت کے سربراہ مرزا موسیٰ اسکوئی نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید و حمایت میں اور ملا رضا ہمدانی کی کتاب ھدیة التملہ اور آیت اللہ آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی کتاب تریاق الفاروق کے جواب میں کتاب ''احقاق الحق'' لکھی تو اس کے جواب میں السید الاوحد والعلامۃ الفرد آیت اللہ آقائے السید محمد مہدی کاظمی القزوینی نے کتاب **جلب الشیخیہ** لکھی۔ اور ایک دوسری کتاب ''ظہور الحقیہ علیٰ فرقة الشیخیہ'' لکھی۔ جو کربلائے معلیٰ سے **1342** ہجری میں طبع و نشر ہو کر شائع ہوئی اور مرزا موسیٰ سکوئی نے جو **1364**ھ میں مرا۔ کربلائے معلیٰ میں رہتے ہوئے **22** سال تک اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور نہ ہی اس کے بعد آنے والے رؤسائے مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت میں اس کا جواب لکھنے کی جرات ہوئی۔

مذہب شیخیہ کے ردوابطال میں یہ سب لکھنے والے ایران و عراق کے رہنے والے تھے۔ اور ہر رئیس مذہب شیخیہ کی لکھی ہوئی کتاب کا جواب دیتے تھے۔ ان سب کے آخر میں اب سے نصف صدی پہلے علامہ خالصی نے مذہب شیخیہ کی رد میں خرافات شیخیہ لکھی اور ان کے اوپر شرک کے احکام عملاً نافذ کئے۔ اور انہیں کاظمین میں داخل نہ ہونے دیا۔ ان کے مقلدین بڑی سختی کے ساتھ انہیں کاظمین میں داخل ہونے سے روکتے تھے۔ جنہیں پیروان مذہب شیخیہ خالصی کے غنڈوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور پیروان مذہب شیخیہ کے لئے خالصی کا لفظ ایسا بھوت بن گیا ہے۔ کہ وہ اگر خواب میں بھی ڈر کر چونکیں تو خالصی خالصی پکارتے ہیں۔ اگرچہ شیخیوں پر شرک کے احکام نافذ کرنے میں خالصی منفرد نہیں تھے۔ ان سے پہلے حجتہ الاسلام

آیت اللہ فی الانام آقائے السید ابوالحسن اصفہانی نے بھی رئیس مذہب شیخیہ کو نجف اشرف میں داخل نہیں ہونے دیا تھا۔ اور ان کے نذرو نیاز کے سارے حلوے باہر پھکوادیئے تھے۔ اور عراق کے بدوؤں کے ذریعہ زبردستی ان کے نجف میں داخلہ کو ناکام بنادیا تھا۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو آقائے خمینی کے نمائندے شیخ محمد شریعت کا مکتوب جو انہوں نے شیخ محمد صدیق صاحب مدیر رضاکار کو لکھا تھا۔ اور جس کا عکس ہم نے اپنی کتاب ''ایک پراسرار جاسوسی کردار'' میں دیدیا ہے۔

یہ تو ایران و عراق میں مذہب شیخیہ کے عقائد کے رد و ابطال میں لکھی ہوئی کتابوں کا بیان تھا۔

ہندوستان میں مرزا حسن عظیم آبادی کربلائے معلیٰ سے مذہب شیخیہ کے عقائد کی کتابیں لے کر آئے اور عظیم آباد میں مذہب شیخیہ کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ (ملاحظہ ہو ہدایت الطالبین مرزا محمد کریم خان کرمانی)

لہذا آقائے علیین مکان السید حسین ابن السید دلدار علی صاحب غفرانماب اعلی اللہ مقامہما نے مذہب شیخیہ کے عقائد کی رد میں کتاب الفوائد فی تنقیہ العقائد المعروف بہ افادات حسینیہ لکھی۔ جس میں شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے عقائد و افکار کا رد و ابطال کیا گیا اس کے علاوہ ضمنی طور پر بباب توحید میں غلو و تفویض کے ذیل میں بھی شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی کے عقائد باطلہ اور ان کی کتابوں کا رد و ابطال کیا۔

پاکستان میں مولانا محمد بشر صاحب انصاری، عراق میں مذہب شیخیہ اختیار کرنے کے بعد ان کی کتابوں شرح زیارت اور احقاق الحق کے ساتھ پاکستان میں وارد ہوئے اور ان دونوں کتابوں میں مذکور مذہب شیخیہ کے عقائد کی تبلیغ شروع کردی، انہوں نے مجالس عزا کا اچھی طرح سے استحصال کیا۔ پاکستان کے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام میں مذہب شیخیہ کے عقائد و افکار کو فضائل آل محمد کے نام سے بیان کیا۔ اور وہ مجلس خوان مقررین کی ایک اچھی خاصی تعداد کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔ مجالس حسینی میں مذہب شیخیہ کے عقائد و افکار بیان ہوتے رہے۔ اور ان کو نہ کوئی روکنے والا تھا۔ اور نہ ہی کوئی ٹوکنے والا، پاکستان کے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام ان کے بیان کو فضائل آل اطہار سمجھ کر واہ واہ کرتے رہے اور وہ داد عیش دیتے رہے۔ یہاں تک کہ مذہب شیخیہ کے بہت سے عقائد و نظریات پاکستان کے بہت سے شیعہ عوام کے ذہنوں میں رچ بس گئے۔ اور مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی سونے میدان میں بے فکر ہو کر عقائد مذہب شیخیہ کو فضائل آل محمد کے نام سے بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عمدۃ العلماء الاعلام، فخر المجتہدین العظام، مدار ارکان شریعت خیر البشر، مشید بنیان ملت آئمہ اثنا عشر، جامع معقول و منقول، حادی فروع و اصول، مرجع علماء فحول، موسس دین رسول ملاذ فضلاء کاملین، ملجاء علماء عاملین، افضل المتکلمین العلام، اکمل المحققین

الفخام، فخر المتفقهین الکرام، ظہیر الملۃ والدین، حجۃ الاسلام والمسلمین، آیت اللہ فی العالمین جناب مستطاب آقائے الشیخ محمد حسین ڈھکو نجفی صاحب، نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر اور مراجع عالیقدر شیعیان جہان سے اجازہ ہائے اجتہاد لے کر واپس پاکستان تشریف لائے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ پاکستان میں مبلغین مذہب شیخیہ مجالس عزا میں بے دھڑک عقائد مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض بیان کر رہے ہیں۔ لہذا انہوں نے پاکستان میں سب سے پہلے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی اعتقادیہ کی شرح احسن الفوائد کے نام سے لکھ کر شائع کی، تاکہ پاکستان کے شیعہ عوام کو صحیح شیعہ عقائد کا علم ہو سکے۔ اور دوسری کتاب اصول الشریعہ کے نام سے لکھی۔ جس میں چند مشہور شیخی عقائد کا جو خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں بیان ہو رہے تھے، رد تھا۔ یہ پہلی کتاب تھی، جو پاکستان میں مذہب شیخیہ کے عقائد کی رد میں لکھی گئی۔ اور چونکہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری عراق میں رہتے ہوئے علامہ خالصی کے بارے میں ان کی مذہب شیخیہ سے مخالفت کا حال سن کر آئے تھے۔ لہذا انہوں نے پاکستان کے بے خبر لاعلم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ علامہ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس بات کو مولانا محمد بشیر انصاری کی بے خبری لاعلمی بلکہ جہالت سمجھوں یا اسے انکی مکاری و عیاری و چالاکی و فریب کاری سے تعبیر کروں۔ جیسا کہ رؤسائے مذہب شیخیہ و مبلغین مذہب شیخیہ اور پیروان مذہب شیخیہ کی عادت ہے۔ بہر حال اس کے بعد پاکستان میں شیخیت کا شیعت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ کا باقی حال اس کتاب میں ملاحظہ کریں۔

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

مذہب شیخیہ کی پیدائش اور اس کے پھیلنے کا حال

شیخ احمد احسائی نے اگرچہ اپنے نظریات پر مشتمل تمام کتابیں ایران کے قیام کے دوران 1229 ھ سے 1239ھ کے عرصہ میں لکھی تھیں۔ لیکن ایران میں اسے کافر قرار دیئے جانے کے بعد شیخ نے کربلائے معلیٰ کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ اور اس نے اپنی زندگی کے آخری دو سال یعنی 1239ھ سے 1241ھ تک کربلائے معلیٰ میں درس قائم کر کے اپنے نظریات اور اپنے نو ایجاد مذہب کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں گذارے۔ اور جب کربلائے معلیٰ میں تمام بزرگ علماء شیعہ اور مجتہدین عظام نے اس کو کافر قرار دیدیا۔ تو وہ وہاں سے فرار کر گیا۔ اس کے فرار ہو جانے کے بعد اس کے جانشین اول اور شاگرد دار شد سید کاظم رشتی نے اس کے مذہب کو زندہ رکھا۔ اور وہ اس کے عقائد و نظریات کی تبلغ و نشر واشاعت میں مصروف رہا۔

چونکہ کربلائے معلیٰ ہمیشہ سے زائرین امام عالی مقام کی آمدورفت کی آماجگاہ اور مرکز رہاہے۔ اور زائرین امام علیہ السلام اطراف واکناف عالم سے امام عالی مقام کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں آتے تھے۔ اور عتبات عالیات کی زیارت کے علاوہ علماء کرام کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے تھے۔ اور کربلائے معلیٰ مذہب شیخیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا۔ اور ان کے مبلغین اپنے عقائد و نظریات کی تدریس و تبلیغ و نشر و اشاعت میں پورے انہماک کے ساتھ مصرؑف تھے۔ لہذا وہ زائرین کو بھی خاص طور پر اپنے حلقہ درس میں آنے کی دعوت اور ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ بعض "زائرین" ان کی تبلیغات سے متاثر ہو کر مذہب شیخیہ اختیار کر لیتے تھے۔ اور اپنے وطن واپس جاتے ہوئے ان کے مذہب کی کتابیں اپنے ملک میں تبلیغ کے لئے ساتھ لے جاتے تھے۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا محمد کریم خان کرمانی تمام ممالک میں مذہب شیخیہ کے پھیلنے کا حال بیان کرنے سے پہلے مذہب شیعہ کے دو فرقوں میں تقسیم ہو جانے کا حال اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔

"بدانکہ شبھہ در ایں مطلب برای ہیچ کس از آگاھان بلکہ قاطبہ مردم ایران نیست کہ فرقہ شیعہ یومنا ھذا کہ سنہ یکھزار و دویست و شصت دیک ھجری است دو فرقہ شدہ اند، یکی مسمی "شیخی"، دیکی مسمی "بالاسری" مگر جمعی از غافلان و سفھا و اطفال و نسواں کہ ایں مطلب بگوش ایشان نخوردہ و نمیدانند بر سر چہ مطلب نزاع دارند، وہر یک چہ میگویند۔ یا آنکہ بگوش ایشان خوردہ ایشان رافہم خلاف و درک آں نبودہ چنانچہ سائر مذاہب بگوش جمعی نخوردہ وبتقلید آباء واجداد اکتفاء نمودہ اند.......... ہدایت الطالبین ص 16

یعنی معلوم ہونا چاہیئے کہ اس بات میں ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ تمام آگاہ لوگوں کو بلکہ تمام اہل ایران کو

اس بات کا علم ہے۔ کہ اس زمانے میں کہ 1261ھ ہے مذہب شیعہ دو فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام "شیخی" ہے۔ اور دوسرے کا نام "بالاسری" سوائے ان لوگوں کے جو یا تو غافل ہیں۔ یا احمق ہیں' یا بالکل بچے ہیں یا خانہ نشین عورت ہیں کہ ان کے کانوں تک یہ بات نہ پہنچی ہو۔ یا ان کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو ہو۔ لیکن انہیں اس اختلاف کی سمجھ اور ادراک نہ ہو۔ جیسا کہ تمام مذاہب کی بات بہت سے لوگوں تک نہیں پہنچی اور وہ اپنے آباؤاجداد کی تقلید پر اکتفا کئے ہوئے ہیں۔

شیخی کون ہیں ؟اور بالاسری کون ؟

اگرچہ مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ دو فرقوں میں تقسیم نہیں ہوا۔ بلکہ جب ابتداء میں ایک شخص نے عقیدہ تفویض کو رواج دیا۔ تو آئمہ اطہار نے اور تمام علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے ان کو کافر و مشرک قرار دیا۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ "الغلاہ کفار والمفوضہ مشرکون" یعنی غالی تو کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں۔ اور جسے کوئی فرقہ کافر قرار دے۔ وہ اس مذہب کا کوئی فرقہ نہیں کہلاتا۔ اس طرح جب شیخ احمد احسائی نے عقیدہ تفویض کو فلسفہ یونان کے مطابق کچھ ترمیم کر کے ایک جدید فلسفہ علل اربعہ کے نام سے ایجاد کیا۔ اور علل اربعہ کے ذریعے عقیدہ تفویض کو متندل کیا۔ تو اس علل اربعہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے افکار و نظریات و عقائد کی بنا پر علمائے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے اس کے عقائد کو مذہب شیعہ کے عقائد کے خلاف سمجھتے ہوئے۔ اسے کافر قرار دیا۔ لیکن روسائے مذہب شیخیہ اور پیروان مذہب شیخیہ اتنے چالاک و مکار و عیار ہیں۔ کہ انہوں نے خود کو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا ایک فرقہ قرار دینے کے لئے یہ کہا کہ فرقہ شیعہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان دو فرقوں میں سے وہ خود کو شیخ احمد احسائی کا پیرو ہونے اور کہنے کے ساتھ ساتھ خود کو ہی اصلی شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں۔ اور ان تمام بزرگ علماء شیعہ کو اور تمام مجتہدین عظلام کو جنہوں نے ان کو کافر قرار دیا اور اس کا نام مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ اور جو تفویض کے قائل نہیں تھے۔ اور شیخ احمد احسائی کی تعلیمات کے خلاف تھے۔ ان کو انہوں نے بالاسری و قسشری و مقصر کہنا شروع کر دیا۔ اور پاکستان میں ان پیروان مذہب شیخیہ نے ان شیعان امامیہ اثنا عشریہ کو جو شیخ احمد احسائی کی تعلیمات سے متفق نہیں تھے۔ پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے خالصی وڈھکو پارٹی اور وہابی تک کہنا شروع کر دیا۔ تاکہ یہ پیروان شیخ اصلی شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہلاتے رہیں۔ اور کوئی شخص ان کے کفر و شرک سے آگاہ نہ ہو۔ اگرچہ پاکستان میں اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ شیخی کون ہیں ؟ اور بالاسری کسے کہتے ہیں ؟ لیکن رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا محمد کریم خان کرمانی خود اس

بات کی تشریح کرتے ہوئے کہ شیخی کون ہیں ؟ اور بالاسری کسے کہتے ہیں ؟ اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں لکھتے ہیں کہ "واصطلاح مادر شیخی کسی است کہ اعتقاد او ایں طور است و شیخ را و مارا بجہت ایں اعتقاد دوست میدارو۔ و ہر کس کہ مار او سید را بواسطہ ایں اعتقاد بد میداند ما اور را بالاسری میدانیم۔ ووجہ ایں اصطلاح۔ اما شیخی کہ واضح است کہ چوں اتباع شیخ مرحوم می باشند' ایشاں را نسبت بایشاں دادہ اند' وزہی سعادت اگر نسبت صدق شود"....... ہدایت الطالبین ص 83

ترجمہ = اور ہماری اصلاح میں شیخی وہ ہے۔ کہ جس کا اعتقاد اس طرح ہو۔ اور شیخ احمد احسائی کو اور ہمیں اس اعتقاد کی وجہ سے دوست رکھتا ہو' اور ہر وہ آدمی جو ہمیں اور سید کاظم رشتی کو اس اعتقاد کی وجہ سے برا جانتا ہو۔ ہم اس کو بالاسری کہتے ہیں۔ رہی اس اصلاح کی وجہ تو شیخی کہلانا تو واضح ہے۔ کہ چونکہ وہ شیخ احمد احسائی مرحوم کے عقائد وافکار و نظریات کے پیرو ہیں۔ لہذا ان کو شیخ احمد احسائی کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اور کیا کہنے ہیں اس سعادت و نیک بختی کے کیونکہ وہ شیخ احمد احسائی کی طرف منسوب ہیں۔ بشر طیکہ یہ نسبت سچی ہو۔ یعنی شیخ احمد احسائی کا سچا پیرو ہو۔

رئیس مذہب شیخیہ رکینہ کرمان مرزا محمد کریم خان کرمانی نے پوری وضاحت کے ساتھ بتلا دیا ہے۔ کہ شیخ احمد احسائی کے اعتقادات وافکار و نظریات کی پیروی کرنے والوں کو شیخی کہا جاتا ہے۔ اور وہ اس نام پر فخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ "زہی سعادت اگر نسبت صدق باشد"

لہذا اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نہیں مانتے کہ شیخی کون ہیں ؟ تو یہ اس کی سادگی' بلکہ کم فہمی کی انتہا ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ ایران و عراق میں اور نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ میں' جتنے بزرگ شیعہ علمائے کرام و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں رہتے تھے۔ ان سب نے شیخ احمد احسائی کے ساتھ مناظرہ کراکر اور اس کے اعتقادات کو خلاف اسلام و مذہب شیعہ پاکر اسے کافر قرار دیا تھا۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان اپنی کتاب فہرست کتب مشائخ عظام میں لکھتے ہیں =

"چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست واز مجموع روایات مختلفہ پیدا است' ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعاً واقع شدہ' و مرتکب اول آں' مرحوم محمد تقی برغانی' معروف بشہید ثالث بود"................ فہرست کتب مشائخ عظام ص 151

یعنی وہ بات جو مسلم ہے۔ اور جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا' اور مختلف روایات سے بطور واضح ثابت ہے' وہ شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیئے جانے کا مسئلہ ہے۔ کہ وہ واقعہ تکفیر قطعی طور پر واقع ہوا ہے۔

اور اس کے مرتکب اول ملا محمد تقی برغانی معروف بہ شہید ثالث تھے۔ جنھوں نے قزوین کے مقام پر شیخ احمد احسائی پر کفر کا فتوح صادر کیا۔

شیخ احمد احسائی ایران میں کفر کا فتوی لگنے کے بعد، عراق چلا گیا۔ اور وہاں پر اپنے افکار و نظریات عقائد کی تبلیغ کے لئے درس کھول لیا۔ اور دو سال کے عرصہ میں اچھے خاصے پیروکار بنالئے۔ جب کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کے شیعہ مجتدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعان جہاں کو صورت حال کا علم ہوا۔ تو انہوں نے شیخ احمد احسائی کو اپنے حضور میں طلب کر کے، اس کے عقائد معلوم کئے۔ اور انہیں خلاف اسلام اور خلاف مذہب تشیع ہونے کی بنا پر اسے کافر قرار دیا۔ اور اس کے لئے فتوائے کفر صادر کیا۔ چنانچہ خود رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا ابوالقاسم خان نے اپنی کتاب فہرست کتب مشائخ عظام میں شیخ احمد احسائی کے واقعہ تکفیر کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ان تمام 154ص سے 161ص تک مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہان کے نام واضع طور پر لکھے ہیں۔ جنھوں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا۔ اور اس کے عقائد کو مذہب شیخیہ اور اس کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی رکھا۔ اسی طرح جسطرح پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کا نام مرزائی رکھا گیا۔

شیخ احمد احسائی کی تکفیر کا واقعہ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی قرار دینے کا واقعہ خود روسائے مذہب شیخیہ نے تحریر کیا ہے۔ چنانچہ مرزا محمد کریم خان کرمانی نے ہدایت الطالبین میں اور مرزا ابوالقاسم خان نے فہرست کتب مشائخ میں۔ شیخ احمد احسائی کے جانشین اول سید کاظم رشتی نے دلیل المتحرین میں اور موجودہ رئیس و سربراہ مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت نے اپنی کتاب الدین بین السائل والجیب میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ روسائے مذہب شیخیہ کے علاوہ کتاب ریحانۃ الادب و کتاب منتخب التواریخ و کتاب تریاق فاروق میں ان مجہتدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہاں کے نام تفصیل سے لکھے ہیں۔ چنانچہ آیت اللہ فی الانام آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی ابن سید محمد علی شہرستانی ابن سید محمد مہدی شہرستانی اپنی کتاب تریاق فاروق میں لکھتے ہیں کہ "امامتاخرین از علماء پس جمعی تکفیر شیخ کردہ اند بسبب قائل شدن بعلل اربعہ کہ از جملہ ایشان است آقا سید مھدی پسر صاحب ریاض و حاجی ملا محمد تقی ملقب بہ شہید ثالث و حاجی ملا جعفر استر آبادی، و آقا سید ابراہیم قزوینی و شیخ محمد حسین صاحب فصول، و شریف العلماء و شیخ محمد حسن صاحب جواہر و ملا آقا دربندی وغیر ذالک .... تریاق فاروق ص26

ترجمہ = لیکن علماء متاخرین کی ایک جماعت نے شیخ احمد احسائی کی تکفیر کی ہے۔ اور ان پر کفر کا فتوی دیا ہے۔ اس سبب سے کہ وہ علل اربعہ کا قائل تھا۔ شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دینے والوں میں سے چند

علماء و مجتہدین شیعہ کے نام یہ ہیں۔

۱= آقا سید مہدی پسر صاحب ریاض ۲= حاجی ملا محمد تقی ملقب بہ شہید ثالث

۳= حاجی ملا جعفر استر آبادی ۴= آقا سید ابراہیم قزوینی

۵= سید محمد حسین صاحب فصول ۶= شریف العلماء مازندرانی

۷= شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام ۸= ملا آقا دربندی وغیرہ

یعنی ان بزرگ شیعہ علماء کے علاوہ اور دوسرے علماء اور منتخب التواریخ میں شیخ کی تکفیر کا بیان اس طرح سے لکھا ہے۔

"وقتیکہ مولفاتش منتشر شد و بدست علماء رسید مشغول طعن باو شدند و جمع از اعاظم علماء او را تکفیر کروند۔ مثل شیخ محمد تقی شہید ثالث۔ وحاجی ملا جعفر استر آبادی وملا آقائی دربندی وسید ابراہیم صاحب ضوابط و شیخ محمد حسین صاحب فصول و شیخ محمد حسن صاحب جواہر۔ وچوں شیخ احمد فہمید کہ علماء او را تکفیر کردند ومردم از او عدول کروند ہجرت نمود بمدینہ طیبہ"

ترجمہ = جس وقت شیخ احمد احسائی کی تالیفات منتشر ہوئیں۔ اور علماء کے ہاتھوں میں پہنچیں تو علمائے اعاظم نے مجموعی طور پر اس کے کفر کے فتوے دیدیے۔ فتوے دینے والوں میں جو علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱= شیخ محمد تقی شہید ثالث ۲= حاجی ملا جعفر استر آبادی

۳= ملا آقا دربندی ۴= سید ابراہیم صاحب ضوابطہ

۵= شیخ محمد حسین صاحب فصول ۶= شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام

جب شیخ احمد احسائی کو یہ معلوم ہوا کہ سب علماء نے 'اس کے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے۔ اور لوگ اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔ تو وہ کربلا معلی سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر گیا۔ (لیکن راستے میں مر گیا)۔

اگر دنیائے شیعیت کا کوئی بھی فرد تحقیق کرے گا۔ تو اسے معلوم ہو گا کہ اس وقت ایران و عراق میں 'کربلا و نجف میں دنیائے شیعیت کے بزرگ ترین مجتہدین عظام 'اور اعلم العلماء اور مراجع تقلید شیعیان جہان مذکورہ تکفیر کنندگان سے بڑھ کر کوئی مجتہد واعلم و مرجع نہیں تھا۔

ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی پہلے اہل حدیث مسلمانوں کے فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن جب اس نے دعوے وحی والہام کے ساتھ بنوت کا دعوی کیا۔ تو اس نے اور اس کی پیروی کرنے والوں نے اس بنا پر کہ مرزا غلام احمد کی بنوت کے لئے خود ساختہ دلائل کو چھوڑ کر 'باقی کے عقائد و نظریات ان کے

وہی ہیں۔ جو اہل حدیث مسلمانوں کے ہیں۔ اور مسلمان ان کو خارج از اسلام اور غیر مسلم بھی کہتے ہیں۔ مگر کلمہ ان کا وہی ہے جو اہل حدیث مسلمانوں کا ہے۔ قرآن پر ان کا ایمان ہے۔ صحابہ پر ان کا ایمان ہے۔ اصحاب پیغمبر کا وہ ویسا ہی احترام کرتے ہیں۔ جیسا اہل حدیث مسلمان کرتے ہیں اور اہل بیت نبوت کو بھی وہ اتنا ہی کچھ سمجھتے ہیں۔ جتنا کہ اہل حدیث مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر اہل حدیث مسلمانوں نے انہیں مرزائی کا لقب دیا۔ قادیانی کا لقب دیا۔ اور آخر میں پاکستان کی پالیمنٹ سے انہیں خارج از اسلام اور غیر مسلم قرار دلادیا۔ لیکن انہوں نے اپنے ان سابقہ ساتھیوں اور مسلک والوں کو اور کوئی دوسرا نام نہیں دیا، اور نہ یہ کہا کہ مرزا غلام احمد کے زمانہ میں اہل حدیث مسلک دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ اگرچہ وہ اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ خارج از اسلام ہو گئے ہیں، یا وہ کافر اور غیر مسلم ہیں۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ احمدی مسلمان ہیں۔ مگر انہوں نے اس فرقے کو جس سے وہ جدا ہوئے کوئی اور نام نہ دیا۔ لیکن پیروان مذہب شیخیہ یعنی شیخی حضرات اتنے مکار اتنے عیار۔ اور اتنے چالاک ہیں کہ وہ خود کو اس بات کے باوجود کہ اس وقت کے اعاظم علمائے شیعہ، مجتہدین عظام، و مراجع عالی قدر شیعیان جہان نے انہیں کافر قرار دیا تھا۔ اپنے آپ کو اصلی۔ اور سچا اور پکا شیعیان امامیہ اثناعشری سے قرار دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعاظم علمائے شیعہ و مجتہدین عظام و اعلم العلماء و مراجع عالیقدر شیعان جہاں کو جنہوں نے شیخ احمد احسائی کے کفر کے فتوے کی تصدیق کی تھی۔ اور ممبر پر جا کر ان کے کفر کا اعلان کیا تھا۔ اور اس کے عقائد کو مذہب شیخیہ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی قرار دیا تھا۔ انہیں اس بنا پر کہ وہ امام عالمقام علیہ السلام کی ضریح مبارک کے سرہانے یعنی سر کی طرف واقع رواق میں نماز جماعت کراتے تھے۔ بالاسری کہنا شروع کر دیا۔ تاکہ شیعیان جہان کو اس طرح سے دھوکہ دے سکیں کہ شیعہ مذہب دو فرقوں میں بٹ گیا ہے۔ ایک شیخی اور دوسرے بالاسری۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ شیعیان امامیہ اثناعشری تو اپنے اسی قدیمی اعتقاد پر تھے۔ اور شیخ احمد احسائی نے فلسفہ یونان میں ترمیم کر کے اپنے جدید فلسفہ علل اربعہ کے ذریعے عقیدہ تفویض کو مستدل کیا تھا اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تھی۔ ہاں شیخ احمد احسائی کی پیروی کرنے والے اکثر افراد شیعیان امامیہ اثناعشریہ میں سے ہی گئے تھے۔ کیونکہ ان کے ابتدائی عقائد اس طرح سے مشترک تھے۔ جس طرح اہل حدیث مسلمانوں اور مرزائیوں کے ابتدائی عقائد مشترک ہیں۔

اب شیخیوں کا شیخی کہلانا کس وجہ سے ہے۔ وہ تو آپ خود رئیس مذہب شیخیہ کے بیان سے معلوم کر چکے ہیں۔ اب یہ بات بھی انہیں سے سنئے کہ شیعوں کے جو دو فرقے انہوں نے بتلائے ہیں۔ اور دوسرے فرقے کا نام انہوں نے بالاسری بتلایا ہے۔ تو یہ دوسرے فرقے کا نام بالاسری کیسے ہوا؟ تو وہ ہدایت الطالبین

کے صفحہ نمبر **84** پر یہ بتلانے کے بعد کہ وہ مجتہدین عظام جنہوں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا تھا۔ اور اس کے عقائد کا نام مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ وہ کربلائے معلیٰ میں امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کی طرف نماز جماعت کراتے تھے۔ لہذا ہم نے انہیں بالاسری کہا۔ لیکن اس سے اگلے صفحہ پر شیعوں کے دوسرے فرقے کا نام بالاسری رکھنے کا اصل سبب بتاتے ہوئے اور دوسرے شہروں کے شیعوں کو بالاسری کہنے کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "وہر کس ہم از بلاد بعیدہ میامد کہ با شیخ عناد داشت البتہ در صفوف شیخ نمی ایستاو ندو بالای سر نماز میکروند این است وجہ تسمیہ نام آنہا............ ہدایت الطابین ص **85**

ترجمہ = اور جو کوئی دور دراز کے شہروں سے آتا تھا۔ اور وہ شیخ احمد احسائی سے عناد رکھتا تھا۔ تو وہ نماز کے لئے شیخ کے پیچھے صف میں کھڑا نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بالای سر (جہاں شیخ کو کافر قرار دینے والے مجتہد اعظم نماز پڑھاتے تھے) نماز پڑھتا تھا۔ یہ وجہ ہے ان کے بالاسری کہنے کی۔

مطلب اس کا واضع ہے کہ شیخ احمد احسائی نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تھی، اور ایک جدید فلسفہ کے ذریعہ نئے عقائد ایجاد کئے تھے۔ لہذا کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کے بزرگ علماء شیعہ، مجتہدین عظام اور مراجع تقلید شیعان جہاں نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام تو اس کے عقائد کی پیروی کرنے کی وجہ سے شیخی رکھا تھا۔ اور انہیں کافر قرار دیا تھا۔ مگر روسائے مذہب شیخیہ نے دھوکہ دینے کے لئے باقی کے ان تمام شیعیان امامیہ جعفریہ اثناعشری کے ان تمام علماء اور افراد کا نام اپنے مقابلہ میں بالاسری رکھ دیا، جو شیخی عقائد کے مخالف تھے۔ تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ شیعوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک شیخی اور دوسرے بالاسری، حالانکہ امام عالی مقام کے بالائے سر نماز کا پڑھنا روایات میں افضل کہا گیا ہے۔ اور دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔ اور کسی بھی روایت میں بالائے سر امام نماز پڑھنا حرام یا مکروہ یا ناجائز نہیں کہا گیا۔ جیسا کہ خود رئیس مذہب شیخیہ نے اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔ کہ "گیرم کہ نماز پیش روی قبر و برابر سر جائز است واجب کہ نیست کہ شخص آں رامداومت کند۔ وفقھا در کتاب بنویسند۔ کار جائز در دنیا بسیار است چرا چیز ھائے دیگر را نوشت و چرا کارھای دیگر را نمی کنند"..... ھدایت الطالبین ص **84**

یعنی مانا کہ قبر کے سامنے سر مبارک کے برابر نماز پڑھنا جائز ہے۔ واجب تو نہیں ہے۔ کہ کوئی اس کو ہمیشہ ہی کرتا رہے۔ اور فقہا اس کو کتاب میں لکھیں جائز کام دنیا میں بہت ہیں۔ دوسری باتوں کو کیوں نہیں لکھا، اور دوسرے سارے جائز کاموں کو کیوں نہیں کرتے۔

رئیس مذہب شیخیہ کی مذکورہ بات کو پڑھ کر کوئی بے وقوف بھی صحیح قرار نہیں دے سکتا۔ جب

ایک کام جائز ہے۔ تو کوئی ایک دفعہ کرے یا ہزار دفعہ کرے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اور اس سے یہ ضروری اور لازم نہیں آتا۔ کہ اگر کوئی شخص ایک جائز کام کرتا ہے۔ تو ضرور وہ ان تمام کاموں کو انجام دے جو جائز ہیں۔ اور کسی جائز کام کے کرنے سے کوئی شخص علیحدہ فرقہ کیسے کہلا سکتا ہے؟ یہ سب لوگوں کو اور سادہ لوح شیعہ عوام کو بے وقوف بنانے والی بات ہے۔ ورنہ اصل وجہ وہی ہے۔ جو خود انہوں نے اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں آگے چل کر لکھ دی ہے۔ کہ "حاصل آنکہ بالاسری کسی است کہ شیخ راسید را واتباع ایشاں را در اعتقاد کافر میداند"۔........ ہدایت الطالبین ص 85

یعنی حاصل کلام یہ ہے۔ کہ بالاسری وہ شخص ہے جو کہ شیخ احمد احسائی کو اور سید کاظم رشتی کو اور انکی پیروی کرنے والوں کو اعتقاد میں کافر جانتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ روسائے شیخیہ نے اور پیروان شیخیہ نے اپنے مقابلہ میں دوسرے شیعوں کا جو شیخی نہیں ہے۔ ایک اور نام رکھا ہے۔ تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ شیعوں کے دو فرقے ہیں۔ ایک شیخی اور ایک وہ دوسرا فرقہ جس کا انہوں نے دوسرا نام رکھ دیا ہے۔ یہی اصول پاکستان کے شیخیوں نے اپنایا ہے، یہاں سر امام کے برابر نماز پڑھنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ مگر عقائد شیخیہ کو کفر اور شرک قرار دینے والے شیعہ موجود تھے۔ لہذا انہوں نے بھی اپنے مقابلہ میں شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے دوسرے نام رکھے۔ انہیں مقصر کہا۔ انہیں قشری کہا۔ انہیں وہابی کہا۔ انہیں خالصی کہا۔ انہیں ڈھکو پارٹی کہا وغیرہ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد میں مسئلہ تفویض کی شرح لکھ کر اور اصول الشریعہ میں شیخی عقائد کا رد لکھ کر یہ بتایا تھا۔ کہ پاکستان میں ممبروں پر فضائل کے نام سے جو نظریات بیان ہو رہے ہیں۔ یہ فضائل آل اطہار نہیں ہیں۔ بلکہ یہ شیخی افکار و عقائد و نظریات ہیں۔ لہذا جب کوئی واعظ ایسے بیان ممبر پر دیتا ہے اور کوئی انہیں کہتا ہے کہ یہ تو شیخی نظریات ہیں۔ تو وہ فوراً مقابلہ میں خالصی کا نام لاتے ہیں۔ ڈھکو کا نام لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

اور نتیجہ کے طور پر یہ شناخت ہے۔ پاکستان میں کسی کے شیخی ہونے کی کہ جب اس کے سامنے شیخ احمد احسائی، مذہب شیخیہ یا عقائد شیخیہ کا نام لیا جائے تو وہ فوراً مقابلہ میں خالصی کا نام لے گا یا ڈھکو صاحب کا نام لے گا۔ کیونکہ اس آخری دور میں عراق میں خالصی نے شیخیوں کو لوہے کے چنے چبوائے اور پاکستان میں ڈھکو صاحب نے شیخیت اور شیخیوں کو رسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لہذا شیخیت کو باطل مذہب کہنے والوں کو، وہ ڈھکو پارٹی نہ کہیں تو اور کیا کہیں گے۔ البتہ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ بہت سے علمائے حق بھی شیخیوں سے اتنے ڈرے ہوئے ہیں کہ حق بات کہنے سے جھجکتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی انہیں خالصی یا ڈھکو پارٹی نہ کہہ دے۔ اور بعض کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ نہ ہم خالصی ہیں اور نہ شیخی ہیں۔ پھر وہ کیا ہیں؟ شیخیوں کے نزدیک تو ہر

صورت میں شیعوں کے دو فرقے ہیں ایک شیخی اور دوسرے غیر شیخی۔ اور غیر شیخی تو کوئی نام نہ ہوا۔ آخر انہوں نے اس دوسرے فرقے کا کوئی نام تو اپنے مقابلہ میں رکھنا ہے تو اگر شیخیوں کا رکھا ہوا نام انہیں پسند نہیں ہے۔ تو وہ خود بتلادیں کہ وہ شیخیوں کے مقابلہ میں شیعوں کے دوسرے غیر شیخی فرقہ کا کونسا نام پسند کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو آپ مقصر ہیں' قشری ہیں' بالاسری ہیں' خالصی ہیں' وہابی ہیں' ڈھکوپارٹی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ یہ سب کچھ نہیں ہیں تو پھر آپ شیخی ہیں۔ البتہ شیعیان حقہ امامیہ اثناعشریہ کے نزدیک وہ شروع سے اپنے عقائد پر قائم ہیں اور شیعیان حقہ امامیہ اثناعشریہ ہیں۔ اور شیخیوں کو شیعوں کا فرقہ نہیں مانتے۔ بلکہ ان کے عقیدہ تفویض کی وجہ سے انہیں مشرک سمجھتے ہیں۔ اور علل اربعہ کے جدید فلسفہ کے نتائج اور معاد جسمانی کے انکار کی بنا پر انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ اور انہیں شیعوں سے جدا اور ایک علیحدہ مذہب قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں مرزائیوں کو مسلمانوں سے جدا اور علیحدہ مذہب قرار دیا گیا ہے۔ وہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اسی طرح شیخی شیعوں کا کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اور شیعوں میں سے ہر کسی کو حق ہے کہ وہ شیخیوں کے عقائد و نظریات کی رد و ابطال کرے' ان کے عقائد کی رد کرنے سے نہ کوئی بالاسری بنتا ہے' نہ کوئی خالصی بنتا ہے۔ نہ کوئی ڈھکوپارٹی بنتا ہے۔

ہندوستان میں شیخیت کا ورود

رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں شیخیت کے اطراف عالم میں پھیلنے کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پس ایں جماعت بر دو قسم می باشند شیخی و بالاسری' و بودن ایں دو فرقہ قطع نظر از حقیقت و بطلان احد ھما در غالب بلاد ایران بر ذی شعوری مشتبہ نیست کہ نوع ایں دو فرقہ ہستند و گمان نمی کنم کہ در غالب بلاد ایں دو فرقہ یاذ کر ایشان نرفتہ باشد"۔ .... ہدایت الطالبین ص 17

یعنی اس جماعت شیعہ کی دو قسمیں ہیں "شیخی" اور بالاسری اور ان دونوں فرقوں کا موجود ہونا اس بات سے قطع نظر کہ حق پر کون ہے؟ اور باطل پر کون ہے؟ ایران کے اکثر شہروں میں کسی صاحب شعور کو ان کے وجود میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ اس نوع کے دو فرقے ہیں۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ دنیا کے اکثر شہروں میں یہ دونوں فرقے یا ان کا ذکر نہ پہنچا ہو۔

اس کے بعد رئیس مذہب شیخیہ تمام شہروں میں مذہب شیخیہ کے پھیلنے اور مبلغین مذہب شیخیہ کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد ہندوستان میں اس فرقے کی تعلیمات کے پہنچنے اور تبلیغ کا حال اس طرح سے لکھتے

ہیں کہ "امابلاد ہندوستان وقوع ایں واقعہ گوشزد غالب آں سامان گشتہ است۔ وہر سالہ از عتبات عالیات کتب ایں فرقہ سعادت آیات رامیبر ند لاسیما کہ جناب مستغنی الالقاب صاحب صفات زکیہ واخلاق علیہ جناب اکرم احشم المولی المو تمن میرزا حسن عظیم آبادی در آں سامان وقوع ایں فرقت راگوشزد جمیع آں سامان نمودہ اند... ہدایت الطالبین ص 21

ترجمہ = اور ہندوستان کے شہروں میں شیعوں کے دو فرقوں میں تقسیم ہونے کے اس واقعہ کا وقوع پذیر ہونا۔ وہاں کے اکثر شیعوں کے کانوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور وہاں کے شیعہ ہر سال عتبات عالیات کربلائے معلیٰ سے اس فرقہ سعادت آیات (شیخیہ) کی کتابیں ہمراہ لے کر جاتے ہیں۔ علی الخصوص جناب مستغنی الالقاب صاحب صفات ذکیہ واخلاق علیہ جناب مکرم و محتشم المولی المو تمن میرزا حسن عظیم آبادی نے وہاں کے شہروں میں اس تفریق و تقسیم کو وہاں کے تمام لوگوں سے بیان کر دیا ہے۔

رئیس مذہب شیخیہ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو زائرین عتبات عالیات کربلائے معلیٰ کی زیارت کے لئے جاتے تھے۔ وہ انہیں اپنے مذہب کی طرف مائل کرتے تھے۔ انہیں شیخی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دلاتے تھے۔ اور واپسی پر اپنے وطن میں اس مذہب کی تبلیغ کے لئے انہیں کتابیں دیتے تھے۔ چنانچہ ہندوستان میں سب سے پہلے مرزا حسن عظیم آبادی، عتبات عالیات کربلائے معلیٰ کی زیارت کے بعد مذہب شیخیہ اختیار کر کے ان کے مذہب کی کتابیں ہمراہ لیکر ہندوستان آئے۔ اور مذہب شیخیہ کی تبلیغ کا آغاز کیا۔

ہندوستان واپس آنے کے بعد مرزا حسن عظیم آبادی نے سب سے پہلے شیخ احمد احسائی کی کتاب حیات النفس کا ترجمہ عظیم آباد سے شائع کیا۔ اور مذہب شیخیہ کی باقاعدگی کے ساتھ تبلیغ شروع کر دی۔ لہذا مذہب شیخیہ کی شیعیت اور علماء شیعہ کے ساتھ سب سے پہلی ٹکر عظیم آباد ہندوستان میں ہوئی۔ اور اس کے بعد علمائے لکھنو میں سے افضل المتکمین العلام، اکمل المحققین الفخام، فخر المتفقھبن الکرام، خاتم المجتہدین العظام، ظہیر الملۃ والدین آیت اللہ فی العالمین مولانا و مولا الخافقین سبیدالعلماء السید حسین علین مکان نے عقائد پر مشتمل کتاب حدیقہ سلطانیہ میں، عقائد شیعہ کے بیان کے ساتھ ساتھ، جہاں مذاہب باطلہ مثل نصاریٰ و صوفیہ و ثنویہ و وثنیۂ ومفوضہ وغیرہ کا رد و ابطال کیا۔ وہاں شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے افکار و نظریات کا بھی وضاحت کے ساتھ رد و ابطال فرمایا۔ اس کے علاوہ ایک علیحدہ مستقل کتاب 'الفوائد فی تنقیہ العقائد ملقب بہ افادات حسینہ لکھی، جو خالصتاً شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے اقوال وافکار و عقائد و نظریات کے رد و ابطال میں ہے۔

علاوہ ازیں مجلس خوان مقررین میں سے بھی اگر کسی نے ایسے نکات بیان کئے جو مذہب شیخیہ کے عقائد وافکار کے موافق تھے تو علمائے لکھنؤ نے برملا طور پر اسے للکارا' اور شیعیان ہندوستان کو اس بات سے آگاہ کیا کہ یہ واعظ شیخی مذہب کے عقائد بیان کر رہا ہے' چنانچہ موعظہ حسنہ عبدالعلی تہرانی کے دیباچہ میں اس واقعہ کا بیان ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال تقسیم ہند سے پہلے شیخیت ہندوستان میں وارد ہو چکی تھی۔ لیکن علمائے لکھنؤ ان کا رد و ابطال کرنے کے لئے موجود تھے' اور ہندوستان میں شیعوں کا علمی مرکز لکھنؤ شیعیان ہندوستان کی ہدایت کرنے اور انہیں باطل افکار و نظریات سے آگاہ کرنے کے لئے موجود تھا' مگر وہ خطہ زمین جو پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آیا اس کا حال مختلف تھا جس کا مختصر بیان اس طرح ہے۔

پاکستان میں شیعوں کی علمی حالت

یہ خطہ زمین جسے پاکستان کہا جاتا ہے چودہ اگست 1947ء سے پہلے ہندوستان کا حصہ تھا۔ اور اس خطہ زمین میں جو پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آیا کوئی قابل ذکر شیعہ دینی درسگاہ نہیں تھی۔ ہندوستان میں جتنے شیعہ دینی مدرسے تھے وہ سب کے سب تقسیم کے بعد ہندوستان میں رہ گئے۔ ہندوستان میں علی الخصوص علمی لحاظ سے لکھنؤ شیعوں کا دینی مرکز تھا۔ جو ایران صغیر کے نام سے معروف تھا۔ اور تمام بزرگ علمائے شیعہ و مجتہدین عظام لکھنؤ میں ہی رہتے تھے لہذا اس خطہ زمین یعنی پاکستان میں کوئی دینی مدرسہ نہ ہونے کی وجہ سے دینی علوم سے بے خبری اس خطہ زمین کا مقدر تھی۔ اس خطہ زمین کا کوئی شخص اگر کسی دینی مسئلہ میں پریشان ہوتا تھا تو وہ شیعہ علماء و مجتہدین لکھنؤ ہی کی طرف رجوع کیا کرتا تھا' اس خطہ زمین میں صرف عزاداری ہی ایک دینی مشغلہ تھی۔ اور عزاداری ہی اس خطہ زمین کے لئے دینی درسگاہ کی حیثیت رکھتی تھی جس میں ذاکرین حضرات اپنے مبلغ علم کے مطابق حصول ثواب کے لئے مصائب اہل بیت اور واقعہ کربلا بیان کیا کرتے تھے۔

پاکستان میں شیخیت کا ورود

پاکستان چودہ اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا تو اس وقت یہاں کوئی دینی مدرسہ شیعوں کا نہیں تھا۔ یہاں پر مومنین اور شیعوں کی پہچان صرف ماتم اور عزاداری سے تھی مومنین آل رسول کے مصائب پر گریہ کرنے کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے اور فضائل آل رسول سن کر داد دیتے تھے اور خوش

ہوتے تھے۔ یہ ان کی آل رسول سے محبت کا اقتضا تھا۔ البتہ دینیات کی ابتدائی کتابوں میں جو اصول دین اور فروع دین لکھے تھے وہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو ضروریاد تھے مگر وہ نہ تو شرک کی اقسام سے آگاہ تھے' اور نہ ہی وہ یہ جانتے تھے کہ تفویض کسے کہتے ہیں؟ بلکہ آج تک بھی اکثر لوگ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ تفویض کسے کہتے ہیں؟ اور مفوضہ کون ہیں؟ اسی طرح انہیں مذہب شیخیہ' یا شیخ احمد احسائی اور شیخی نظریات کا بھی کوئی علم نہیں تھا۔

اس بے خبری کے عالم میں شیعوں اور مفوضہ یا شیخیوں کی چند مشترک باتیں یہاں کے شیعوں کو دھوکے دینے کے لئے کافی تھیں۔ شیخ احمد احسائی نے چونکہ عقیدہ تفویض کو ہی اپنے فلسفہ علل اربعہ کے ذریعہ مستدل کیا تھا لہذا مذہب شیخیہ فی الحقیقت مفوضہ ہی تھے' جو معجزات کے علاوہ ایک جدید فلسفہ کے ساتھ میدان میں آئے تھے' جو اپنے فلسفہ علل اربعہ کے ذریعہ ایک ناجائز کو جائز' حرام کو حلال' اور شرک محض کو توحید خالصی قرار دے رہے تھے' اور مفوضہ انہیں امامیہ شیعوں میں پیدا ہوئے تھے جو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا امام' اپنا ہادی' اپنا پیشوا' اپنا رہبر' اپنا رہنما۔ وصی رسول' خلیفہ بلا فصل' منصوص من اللہ' معصوم عن الخطا' باب شہر علم نبی' عالم علم لدنی' صاحب معجزات و کرامات اور ان تمام خطابات کا حامل مانتے تھے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں عطا فرمائے تھے۔ ان کی کوئی علیحدہ سے شناخت نہیں تھی کیونکہ وہ سب کچھ جو شیعہ امامیہ مانتے تھے۔ وہ بھی مانتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت کے کارنامے وہ بھی اسی طرح مانتے تھے جس طرح شیعہ مانتے تھے۔ دونوں انہیں فاتح بدر و احد اور فاتح خیبر و خندق مانتے تھے۔ دونوں حدیث رسول: ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین بیان کرتے تھے۔ دونوں حدیث رسول لاعطین ھذا الرایۃ غدار جلاً کراراً غیر فرار' بیان کرتے تھے۔ ان کے عملی کارناموں کے دونوں معترف تھے۔ بہر حال وہ ان تمام باتوں کو مانتے تھے۔ جنہیں شیعہ امامیہ مانتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ خود کہلاتے بھی شیعہ امامیہ ہی تھے۔

فرق صرف یہ تھا کہ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو خلق کرنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد جو کچھ کیا۔ وہ انہوں نے ہی کیا۔ زمین انہوں نے خلق کی' آسمان انہوں نے خلق کیا' سورج اور چاند ستارے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب انہوں نے خلق کیا' اور وہی خلق کر رہے ہیں۔ وہی رزق دیتے ہیں' وہی مارتے ہیں' وہی زندہ کرتے ہیں' غرض ساری کائنات کا نظام وہی چلاتے ہیں۔ اور خدا نے ان ہستیوں کو ان کاموں کے کرنے کی قدرت عطا کر کے اپنے یہ کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں۔ جسے عربی زبان میں عقیدہ تفویض کہتے ہیں' اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مفوضہ

کہلاتے ہیں۔ لیکن دوسرے شیعیان امامیہ اثنا عشریہ اس مذکورہ تفویض کے قائل نہیں ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ خدا نے انہیں یہ کام سپرد کر دیئے ہیں۔ اور اب یہ سب کام یہی ہستیاں انجام دیتی ہیں۔ آئمہ اطہار علیہم السلام نے مفوضہ پر لعنت کی ہے۔ اور ان سے اظہار برات فرمایا ہے۔ اور شیعہ علماء و محدثین نے انہیں یہود و نصاریٰ و مجوس اور تمام باطل و کافر و اہل بدعت فرقوں سے بدتر قرار دیا ہے۔

شیخ احمد احسائی نے اسی عقیدہ تفویض کو اپنے فلسفہ علل اربعہ کے ذریعہ مستدل کیا۔ جس کی وجہ سے عقیدہ تفویض کے علاوہ اور بہت سی ضروریات دینی اور مسلمات قرانی کا انکار لازم آیا۔ مثال کے طور پر ضروریات دینی میں سے ایک معاد جسمانی کا انکار ہے۔ اور مسلمات قرانی میں سے ایک انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا ہے۔ اسی طرح اس فلسفہ علل اربعہ کی وجہ سے اس نے بہت سی ضروریات دینی اور مسلمات قرانی کا انکار کیا ہے۔

پاکستان میں کسی کو نہ تو عقیدہ تفویض کے بارے میں کچھ علم تھا اور نہ ہی مذہب شیخیہ کے عقائد سے انہیں کچھ آشنائی تھی۔ مولانا محمد بشیر انصاری، پاکستان بننے سے پہلے ایک شیعہ عالم کی حیثیت سے ہندوستان کے عزاخانوں میں مجالس پڑھتے رہے تھے۔ اور یہاں کے شیعہ انہیں شیعہ عالم ہی سمجھتے تھے۔

1945 میں پاکستان کے بننے سے پہلے مولانا محمد بشیر انصاری کو انگریزوں کے ایک مشن پر عراق جانا پڑا۔ وہاں پر ان کو رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ مرزا موسیٰ اسکوئی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اور کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہتے ہوئے انہوں نے مذہب شیخیہ اختیار کر لیا۔ لہذا عراق سے واپس آتے ہوئے وہ مذہب شیخیہ کی بنیادی اور اہم کتابیں شرح زیارت جامعہ تالیف شیخ احمد احسائی اور احقاق الحق تالیف رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ مرزا موسیٰ اسکوئی، اپنے ہمراہ لے کر آئے۔ ان کی واپسی کے کچھ ہی عرصہ بعد پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ لہذا وہ مذہب شیخیہ کے عقائد و نظریات کی مذکورہ کتابوں کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ اور یہاں آکر انہوں نے مجلس علماء شیعہ کی بنیاد رکھی، جس میں اکثر ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے مجلس خوان مقررین شامل تھے۔ اور وہ خود اس مجلس علماء شیعہ کے صدر بنے۔

مولانا محمد بشیر انصاری پہلے ہی ایک اچھے مقرر اور کامیاب خطیب تھے۔ اور اب ان کے پاس سامعین کو خوش کرنے کا ایک ہتھیار بھی ہاتھ آگیا تھا۔ پاکستان کے شیعہ عوام بھی انہیں ایک شیعہ عالم اور بہترین خطیب سمجھتے تھے۔ • خلافت بلا فصل کا بیان۔ امامت کے عقیدہ کا ذکر، بدر و احد کے کارنامے، خیبر و خندق میں شجاعت کا بیان سن کر، اور ضربۃ علی یوم الخندق کہنے کے بعد ہاتھ کے اشارے سے ضرب لگانے کی اداکاری دیکھ کر کون سا شیعہ ہے جو انہیں شیعہ عالم نہ سمجھتا ہو،

یہ باتیں مشترک تھیں۔ شیعہ امامیہ بھی یہی مانتے ہیں۔ اور مفوضہ بھی یہی مانتے ہیں اور شیخی بھی جو نئے فلسفی دلائل کے ساتھ میدان میں آنے والے مفوضہ ہیں۔ وہ بھی یہ سب باتیں مانتے ہیں۔ یہ ان سب کی مشترک اقدار ہیں۔ جیسا کہ کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ سارے مسلمانوں کی قدر مشترک ہے۔ مگر وہ بات جس پر مجمع جھوم جھوم جاتا' وہ فضائل کے عنوان سے یہ بیان کرنا تھا۔ کہ خالق یہی ہیں۔ رازق یہی ہیں۔ مارتے بھی یہی ہیں' زندہ بھی یہی کرتے ہیں۔ اور سارا نظام کائنات خدا نے ان کو سپرد کر دیا ہے۔ یہ بشر نہیں ہیں۔ ان کی نوع جدا ہے۔ یہ انسانوں سے علیحدہ مخلوق ہیں۔ یہ پیدا نہیں ہوتے بلکہ نازل ہوتے ہیں۔

مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کے ان بیانات کو فضائل آل رسول سمجھ کر مجمع اچھل اچھل پڑتا۔ داد کے ڈونگرے برساتا۔ ان کے ساتھی علماء بھی ان سے پیچھے نہیں تھے۔ ان کے ساتھ مجالس میں مدعو ذاکرین مولانا کا بیان سنتے۔ مجمع کا حال دیکھتے' لہذا وہ بھی ان سے سنی سنائی بیان کرتے اور سامعین سے داد لیتے۔ بلکہ اپنی طرف سے مذکورہ نظریات کے ثبوت میں خود اپنی طرف سے بھی گل بوٹے لگاتے۔ مگر کوئی نہ تھا۔ جو یہ کہتا کہ یہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں۔ عقیدہ تفویض ہے اور آئمہ اطہار علیم السلام کا ارشاد گرامی یہ ہے۔ کہ "الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون" غالی کافر ہیں اور آئمہ علیم السلام کو خالق و رازق' محی و ممیت' مدبر کائنات اور سارے عالم کا نظام چلانے کا عقیدہ رکھنے والے مفوضہ مشرک ہیں۔

بہر حال مولانا محمد بشیر انصاری اور انکے ساتھی علماء اور ان کے ساتھ لگے ہوئے ذاکرین مجالس عزا کا خوب اچھی طرح سے استحصال کرتے ہوئے اپنا مذہب ظاہر کئے بغیر مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض یعنی آئمہ علیم السلام کے خالق ورازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے کے عقیدہ کی برملا تبلیغ ونشر واشاعت کرتے رہے۔ اور پاکستان کے بے خبر کم علم بلکہ لاعلم سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے۔ اور رئیس و سربراہ مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی زیر سرپرستی قائم مدارس سے تربیت یافتہ مبلغین شیخیہ سٹیج حسینی پر آکر شیخیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ پاکستان کے شیعوں کو کیونکہ شیخیت کا کچھ علم نہیں تھا۔ لہذا وہ شیخی مبلغین کو شیعہ واعظیں سمجھ کر ان کے بیان کردہ مذکورہ نظریات کو فضائل آل رسول اور فضائل آئمہ اطہار سمجھ کر اپناتے رہے۔ اور گمراہی کے گرداب میں پھنستے رہے۔

شیعیان پاکستان کے لئے ہدایت کا پیغام

پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرنے کا یہ سلسلہ جاری تھا۔ اور انہیں فضائل آئمہ

اطہار کے نام سے تفویض کے جام بھر بھر کر پلائے جا رہے تھے۔ نہ یہاں انہیں کوئی روکنے والا تھا۔ نہ انہیں کوئی ٹوکنے والا تھا۔ کہ نجف اشرف سے فارغ التحصل ہو کر آنے والوں میں سے ایک مرد مجاہد نے جب یہ دیکھا کہ یہاں تو مجالس حسینی میں برملا مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام کا خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونا فضائل محمد و آل محمد علیہم السلام کے عنوان سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اور پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کی اکثریت انہیں فضائل آل محمد علیہم السلام سمجھتے ہوئے گمراہ ہو گئی ہے۔ تو انہوں نے اپنی پہلی فرصت میں شیخ صدوق علیہ الرحمتہ کی کتاب اعتقادیہ شیخ صدوق پر بڑی تفصیل کے ساتھ شرح لکھی۔ اعتقادیہ شیخ صدوق شیعوں کے عقائد کی ایک مستند کتاب ہے۔ جس کے 45 باب ہیں۔ اس کتاب کا سینتیسواں (37) باب غلو و تفویض کی رد میں ہے۔ جب اس کتاب اعتقادیہ شیخ صدوق کی شرح احسن الفوائد کے نام سے شائع ہوئی۔ جس میں قران و حدیث و فرامین آئمہ اطہار اور اقوال علمائے ابرار سے ان دلائل کو رد کیا گیا تھا۔ جو تفویض کے اثبات میں ممبروں پر بیان کئے جا رہے تھے۔ حالانکہ یہ کتاب شیعیان پاکستان کے لئے ہدایت کا ایک پیغام تھا۔ اور عقائد کی درستی کے لئے ایک ہدایت نامہ تھا۔ مگر جب کوئی قوم کسی عمل مسلسل کی بنا پر باطل کو حق سمجھنے لگ جاتی ہے۔ تو پھر وہ پیغمبر خاتم کے اعلان: قولوا لااله الا الله تفلحوا کے جواب میں: اجعل الالهته الها واحد کہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہی حال پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کا ہوا۔ اور وہ لوگ جو مبلغین شیخیہ سے فضائل کے نام سے عقیدہ تفویض کو سن سن کر تفویض کے عقیدہ کو اپنا بیٹھے تھے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق کی شرح سے جو احسن الفوائد کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ برافروختہ ہو گئے۔ اور خود بزرگ مبلغین شیخیہ نے اس کتاب کو اپنے لئے خطرہ کا ایک الارم سمجھا۔

حالانکہ اس کتاب میں جو احسن الفوائد کے نام سے شائع ہوئی۔ عقائد شیخیہ اور مذہب شیخیہ کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مگر چونکہ فی الحقیقت مذہب شیخیہ 'مفوضہ کا ہی دوسرا نام ہے' جو نئے دلائل کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ لہذا اس کتاب احسن الفوائد کے شائع ہوتے ہی شیخیت کا لاوا پھٹ پڑا' اور احسن الفوائد کے فاضل مصنف کو برسر ممبر گالیاں دی جانے لگیں۔ مجالس میں لوگوں سے ان پر لعنت و تبرا کرایا گیا۔ اور چونکہ وہ عقیدہ تفویض کو فضائل آل اطہار کے عنوان سے بیان کر رہے تھے۔ لہذا عقیدہ تفویض کے ابطال پر انہیں منکر فضائل آئمہ اطہار کا لقب دیا گیا۔ اور جاہل سے جاہل ذاکر بھی ممبر پر چڑھ کر اس عالم جلیل پر یوں تنقید کرتا تھا۔ کہ ڈھکو ان ہستیوں کو بشر کہتا ہے۔ ڈھکو ان ہستیوں کو انسان بتاتا ہے۔ ڈھکو معجزہ کو خدا کا فعل بتاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ' غرض انہوں نے ڈھکو کے لفظ کو ایک گالی بنا دیا۔ اور اس قسم کا تاثر دیا۔ جیسے کہ وہ کوئی نیا

مذہب لایا ہے۔

مگر واہ رے ہمت 'اور واہ رے جرات گالیاں کھائیں' تبرے سنے' جاہلوں کے خرافات سنے مگر پاؤں میں لغزش نہ آئی۔ ثبات قدم میں جنبش نہ ہوئی۔ اور بڑے دھڑلے کے ساتھ پاکستان کے شیعہ عوام کو اصول الشریعہ لکھ کر یہ بتلایا کہ یہ سب عقائد جو یہ مجلس خوان مقررین اور ذاکرین مجالس میں بیان کر رہے ہیں۔ مذہب شیخیہ کے عقائد ہیں۔ اور اس کتاب میں فاضل موئف نے نہ صرف ان عقائد فاسدہ و باطلہ کا قران و حدیث و فرامین آئمہ اطہار علیم السلام اور اقوال علماء شیعہ کی روشنی میں رد پیش کیا۔ بلکہ شیخی عقائد کو بھی مجمل طور اس کتاب کے دسویں باب میں بیان کیا۔ مگر چونکہ پاکستان کے اکثر سادہ لوح شیعہ عوام کو نہ تو عقیدہ تفویض کا کچھ علم تھا۔ نہ مذہب شیخیہ سے کچھ آگاہی تھی۔ ایک عرصہ تک انہیں باتوں کو ممبروں پر سنتے سنتے ان کے ذہن پختہ ہو چکے تھے۔ اور ان باتوں کو وہ فضائل کے رنگ میں دیکھتے تھے۔ لہذا وہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اور بھی ان کے مخالف ہو گئے۔ اور مبلغین شیخیہ نے پاکستان کے اکثر سادہ لوح شیعہ عوام کی اس بے خبری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور سارے شیخی مبلغین ان کے خلاف ڈٹ گئے۔

اصول الشریعہ کی رد میں لکھی جانے والی کتابیں

اصول الشریعہ کے شائع ہوتے ہی تمام مبلغین شیخیہ لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں نکل آئے۔ اور اصول الشریعہ کے جواب میں کتابوں پر کتابیں لکھی جانے لگیں۔ جو بھی جواب شائع ہوتا۔ دوسرا شیخی مبلغ اسے ناکافی سمجھتا اور اپنی طرف سے ایک نیا جواب لکھتا۔ اس طرح اصول الشریعہ کے کئی جواب لکھے گئے۔ مگر وہ سب کے سب جواب گالیوں کی بوچھاڑ تھے۔ یا مذکورہ شیخی عقائد کی تائید میں نئے نئے دلائل کے انبار تھے۔ مگر کوئی بھی باطل عقیدہ دلائل کے زور پر حق ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا ان کی کتابوں سے زیادہ سے زیادہ اس بات کی تصدیق ہوئی کہ واقعاً یہ حضرات عقیدہ تفویض رکھتے ہیں۔ اور شیخی نظریات کے حامل ہیں۔ اصول الشریعہ کے جواب میں چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے علاوہ جن مبلغین شیخیہ نے بڑی ضخامت میں کتابیں لکھیں۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

1= اسرار الشریعہ — مصنفہ مولوی محمد عارف صاحب

2= معالم الشریعہ — " مولوی ضمیر الحسن صاحب احمد پور سیال

3= حقایق الوسائط — " مولوی محمد بشیر انصاری صاحب

4= میزان العقائد — " مولوی محمد حسنین سابقی صاحب

5= حقائق العقائد " مولوی مرزا محمد یوسف صاحب

6= جواہر الاسرار " مولوی محمد حسنین سابقی صاحب

7= تنبیہ المومنین عن شبہات المقصرین مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی صاحب

8= احسن العقائد " مولوی محمد قاسم صاحب خیرپور

9= تائید حق " مولوی علی حسنین شیفتہ صاحب

مذکورہ کتابیں وہ ہیں۔ جو میں نے خود خرید کر پڑھی ہیں۔ اور ان کے مضامین سے آگاہی حاصل کی ہے۔

پاکستان کے بزرگ مبلغین شیخیہ

پاکستان میں مبلغین شیخیہ نے کبھی اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ کہ وہ مذہب شیخیہ کے عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی خود کو علمائے محققین کہتی تھی۔ گویا وہ نئے نئے افکار و نظریات جو وہ بیان کر رہے ہیں' ان کی تحقیق کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ہر وہ شخص جسے مذہب شیخیہ کے عقائد کا علم ہو' وہ اچھی طرح سے پہچان سکتا ہے کہ یہ افکار و نظریات ' ان علمائے محققین یعنی مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی کی تحقیق کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ یہ شیخ احمد احسائی اور مذہب شیخیہ کے افکار و نظریات کی پیروی اور ان کی کتابوں سے بیان کرنے کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ مولانا محمد بشیر انصاری نے آخر میں اپنے خطوط میں تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ مذہب شیخیہ کے نزدیک نبی و امام بشر یا انسان نہیں ہوتے۔ کیونکہ عقیدہ تفویض کو فلسفہ علل اربعہ کے ذریعے ثابت کرنے کا لازمی نتیجہ ہے کہ نبی و امام کو بشر نہ مانا جائے۔ بلکہ اس فلسفہ کی بنا پر وہ ہر نوع کی ہدایت کے لئے ان کے لباس میں نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت کے صفحہ نمبر 60 پر واضح طور پر اور پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یعنی جب انہیں انسانوں کو ہدایت کرنی ہوتی ہے۔ تو وہ انسانی لباس پہن کر بشر کی صورت میں آجاتے ہیں۔ اور جب حیوانوں کو ہدایت کرنی ہوتی ہے۔ تو وہ حیوانوں کی زبان میں انہیں ہدایت کرتے ہیں۔ (یہاں پر مجھے حیوانوں کی اقسام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے) اور جب نباتات کو ہدایت کرنی ہوتی ہے۔ تو نباتات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جب جمادات کو ہدایت کرنی ہوتی ہے۔ تو جمادات کی نوع اور ان کی صورت میں نازل ہو جاتے ہیں۔ اور ان بزرگان شیخیہ کی اسی بات سے دھوکہ کھا کر بعض نادان ذاکرین یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ نازل ہوتے ہیں۔ اگر ان سے یہ کہا جائے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے والد بزرگوار حضرت ابو طالب علیہ السلام تھے۔ اور ان کی والدہ گرامی کا نام حضرت فاطمہ بنت حضرت اسد تھا۔ اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبد اللہ تھا۔ اور ان کی والدہ گرامی حضرت آمنہ بنت وھب تھیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ان حضرات کی شان کو گھٹاتے ہیں۔ یہ مقصر ہیں۔ ان کے نزدیک یہ ان کی فضیلت ہے کہ وہ پیدا نہیں ہوتے بلکہ نازل ہوتے ہیں۔ اور جو اس بات کو نہیں مانتے وہ منکرین فضائل محمد و آل محمد ہیں۔ حالانکہ یہ بات قطعی طور پر خرافات ہے۔ اور کوئی دانشمند خرافات کو فضائل تسلیم نہیں کر سکتا۔ البتہ مذہب شیخیہ کا یہ ایک پختہ عقیدہ اور پکا نظریہ ہے۔ کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام انسان یا بشر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی نوع بشر یا انسان کی نوع سے جدا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد بشیر انصاری اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ

نمبر 1 = ''جس جس طرح امت تبدیل ہوتی گئی۔ انکی شکل ظاہری تبدیل ہوتی گئی، لیکن حقیقت اولیہ روحانیہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی'' ..... حقائق الوسائط ... جلد دوم ص 121

نمبر 2 = ''یعنی ظاہری لباس بدلتا رہا۔ لہذا انکی نوع جداگانہ ہے'' .... حقائق الوسائط ... جلد دوم ص 121

نمبر 3 = ''علماء محققین کا موقف یہ ہے کہ جب یہ ذوات مقدسہ عالم ناسوت (انسانوں) کی ہدایت کے لئے تشریف لائے تو بشکل ہیئت بشری تشریف لائے'' ...... حقائق الوسائط ... جلد دوم ص 146

نمبر 4 = ''ہر نبی وامام بشر بن کر ہدایت کرتا ہے۔ جبکہ اسکی امت بشر ہو''. حقائق الوسائط .. جلد دوم ص 146

نمبر 5 = ''ان کو بشریت اس وقت دی جاتی ہے۔ جب ان کی امت بشر ہو''. حقائق الوسائط. جلد دوم ص 112

یہاں پر یہ بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت میں یہ لکھا ہے۔ کہ '' کل شئی امة ۔ وان من امة الا خلا فیھا نذیر''

''یعنی ہر چیز امت ہے۔ اور ہر امت میں کوئی نہ کوئی نبی آیا ہے'' اسکے بعد لکھتا ہے۔ کہ چونکہ ہمارے نبی عالمین کے نبی ہیں۔ اور ہمارے آئمہ عالمین کے ہادی ہیں۔ لہذا وہ جب انسانوں کو ہدایت کرنی ہو۔ تو انسانی لباس میں، انسانوں کے پاس جاتے ہیں۔ اور جب حیوانوں کو ہدایت کرنی ہو (اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ گدھے، کتے، اور سور سب ہی حیوان ہیں) تو وہ حیوانوں کے لباس میں ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور جب نباتات کو اور جمادات کو ہدایت کرنی ہو تو وہ نباتات و جمادات کا لباس پہن کر نباتات و جمادات کی شکل میں نازل ہوتے ہیں۔

اس کے برخلاف شیعیان حقہ جعفریہ امامیہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ تمام کائنات میں انسان سے اشرف کوئی مخلوق نہیں ہے۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام اس نوع اشرف المخلوقات کے اشرف ترین بشر اور انسان ہیں اور کوئی نوع نہیں ہیں۔ جو انسانوں کے پاس ظاہری طور

پر انسانوں کے بھیس میں اور انسانوں کا لباس بدل کر آتے ہوں۔

شیعیان امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک حیوانات و نباتات و جمادات مکلّف ہی نہیں ہیں۔ لہذا ان کے پاس کسی نبی کو بھیج کر کسی قسم کی ہدایت کرنے کی ضرورت نہیں۔ قدرت نے انہیں فطرتاً اور تکوینی طور پر جو ہدایت کر دی ہے۔ ان کے لئے وہی کافی ہے۔ پس چہاردہ معصومین علیہم السلام کسی بھی نوع کے لباس میں نازل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اصلاً اور حقیقتاً انسان ہیں اور اصلی بشر ہیں۔ قرآن کا ارشاد یہی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا ارشاد یہی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کا بیان یہی ہے۔ اور تمام شیعہ علمائے متقدمین و متاخرین کا عقیدہ یہی ہے۔ جیسا کہ خود مولانا محمد بشیر انصاری نے اپنی کتاب حقایق الواسائط جلد دوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ

"قائلین وحدت نوع کے عقائد ان کے منشور سے ظاہر ہیں۔ اس وقت ان کے ایک عقیدہ پر بحث مقصود ہے۔ جس پر سات افراد کے دستخط ثبت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اصول الشریعہ کی اصل عبارت =

"پیغمبر اور آئمہ ھدی علیہم السلام نوع بشر کے اکمل افراد ہیں۔ اور یہ کہنا کہ ان کی نوع علیحدہ ہے، صحیح نہیں ہے۔" .. دستخط بعض اعلام

عالیجنات مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ

عالیجناب مولانا سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ

عالیجنات مولانا سید گلاب شاہ صاحب قبلہ

عالیجنات مولانا حسین بخش صاحب قبلہ

عالیجنات مولانا حافظ سیف اللہ جعفری صاحب قبلہ

عالیجنات مولانا اختر عباس صاحب قبلہ

بہ راقم اثم احقر محمد حسین عفی عنہ .... حقایق الوسائط. جلد دوم ص 110

یہ وہ بزرگ شیعہ علمائے پاکستان ہیں۔ جنہوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ صحیح شیعہ عقیدہ یہ ہے۔ کہ پیغمبر اور آئمہ ہدی علیہم السلام نوع بشر کے اکمل افراد ہیں۔

لیکن پاکستان کے بزرگ مبلغین شیعہ کون ہیں؟ مولانا محمد بشیر انصاری اپنی کتاب حقایق الوسائط جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "علماء و خطباء و ذاکرین و شیعیان علی علیہ السلام کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت محمد و آل محمد السلام کی نوع تمام کائنات سے جداگانہ ہے۔ جو مذکورہ دستخط کنندگان کے بالکل متضاد بلکہ متناقض عقیدہ ہے.. حقایق الوسائط... جلد دوم ص 110

پس پاکستان کے بزرگ مبلغین شیخیہ وہ ہوئے جنہوں نے اصول الشریعہ میں بیان کردہ مذکورہ عقیدہ کی رد میں کتابیں لکھیں۔ لہذا پاکستان کے بزرگ مبلغین شیخیہ کے نام جو نمایاں ہوئے۔ وہ یہ ہیں۔

نمبر 1= مولوی محمد بشیر انصاری صاحب

نمبر 2= مولوی مرزا یوسف حسین صاحب

نمبر 3= مولوی محمد عارف صاحب

نمبر 4= مولوی ضمیر الحسن صاحب

نمبر 5= مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی صاحب

نمبر 6= مولوی محمد حسنین سابقی صاحب

نمبر 7= مولوی علی حسنین شیفتہ صاحب

نمبر 8= مولوی محمد قاسم صاحب خیر پور

مذکورہ نام تو وہ ہیں۔ جو نمایاں ہوئے۔ باقی مولوی محمد بشیر انصاری کے مذکورہ بیان کے مطابق اکثر مجلس خواں علماء و خطباء و ذاکرین اسی عقیدہ شیخیہ کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور مختصر الفاظ میں حضرت مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی کے مضمون شائع شدہ ہفت روزہ رضا کار بعنوان "اس جھگڑے کو ختم کیجئے" کے مطابق مولانا محمد بشیر انصاری کی پارٹی جداگانہ نوع کی قائل ہے۔ چنانچہ وہ مذکورہ عنوان کے تحت "جداگانہ نوع" کے بارے میں لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اس جھگڑے کی ابتدا۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب کی طرف سے ہوئی ہے۔ وہی اگر چاہئیں تو دبا سکتے ہیں۔ اس وقت جس مسئلہ پر زیادہ وقت صرف ہو رہا ہے۔ وہ وحدت نوعی پر ہے۔ مولانا کا مسلک یہ ہے۔ کہ حضرت رسول خدا ہم ہی جیسے بشر تھے۔ ان کی نوع ہم سے جداگانہ نہ تھی۔ اور حضرت ثقۃ الاسلام مولانا محمد بشیر انصاری صاحب قبلہ اور انکی پارٹی کا کہنا یہ ہے۔ کہ حضرات معصومین علیم السلام کی نوع ہم سے جداگانہ تھی"

ہفت روزہ رضا کار مورخہ 16 نومبر 1975

پس مولانا محمد بشیر انصاری کی پارٹی اور مجلس خوان مقررین و خطباء و ذاکرین وہ مبلغین شیخیہ ہیں۔ جو اپنے مذہب شیخیہ کو پوشیدہ رکھ کر، شیعوں کے لباس میں، علماء محققین کے نام سے 'پاکستان کے بے خبر، کم علم، بلکہ بے علم سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کی کتابوں احسن الفوائد اور اصول الشریعہ سے پہلے شیر پنجاب علامہ مرزا احمد علی صاحب کی کتاب لوح باب و بہا بھی امامیہ مشن لاہور نے شائع کی تھی۔ جس میں بابی اور

بہائی مذہب کی پیدائش اور ان کے حالات لکھے تھے۔ اور چونکہ بابی مذہب کا بانی علی محمد باب شیرازی شیخ احمد احسائی کے شاگرد ارشد اور جانشین اول سید کاظم رشتی کا شاگرد تھا۔ لہذا اس کتاب میں شیخ احمد احسائی کی پیروی کرنے والے مذہب شیخیہ کا نام "خداساز جماعت" لکھ کر اس عنوان کے تحت مختصر طور پر اشاروں کی حد تک یہ بتایا تھا کہ مذہب باب و بہا مذہب شیخیہ سے نکلا ہے۔ مگر پاکستان کے مذکورہ مبلغین شیخیہ اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھ کر اور شیعہ علماء کے لباس میں علمائے محققین کہلاتے ہوئے مذہب شیخیہ کے عقائد وافکار کی تبلیغ کررہے تھے۔ لہذا علامہ مرزا احمد علی صاحب کی کتاب "لوح باب بہا" کے شائع ہونے سے مذہب شیخیہ کے مذکورہ مبلغین کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور نہ ہی شیعیان امامیہ اثنا عشریہ پاکستان کے ذہنوں میں کسی قسم کی جنبش پیدا ہوئی۔ لیکن احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کی اشاعت نے اکثر معقول وذی شعور اور حق کے متلاشی شیعیان پاکستان کے ذہنوں کو جھنجھوڑ کررکھ دیا۔ اور بہت سے شیعیان پاکستان حق اور حقیقت کو معلوم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لیکن چونکہ مبلغین شیخیہ ایک طویل عرصہ سے ممبروں پر چھائے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے پاکستان کے بے خبر کم علم، بلکہ بے علم سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں کو اس قدر مسموم کردیا تھا۔ کہ مذکورہ عقائد ان کے ذہنوں میں پختہ ہو چکے تھے۔ اور وہ ان عقائد کو ہی شیعہ عقائد سمجھنے لگ گئے تھے۔ لہذا یہ مبلغین شیخیہ مذکورہ کتابوں کے شائع ہونے کے باوجود، جن میں یہ ثابت کردیا گیا تھا۔ کہ یہ عقائد مذہب شیعہ کے عقائد نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مذہب شیخیہ کے عقائد ہیں، شیعہ علماء محققین بنے رہے۔ اور عمامہ وعبا پہن کر شیعہ علماء واعظین کہلاتے رہے۔ اور علامہ موصوف پر اور ان تمام شیعیان پاکستان پر جنہیں اصل حق اور حقیقت کا پتہ چل گیا تھا۔ اور وہ صحیح عقائد شیعہ پر گامزن تھے۔ مقصر، قشری وخالصی وڈھکو پارٹی کے طعن و طنز کے تیر برساتے رہے۔

مولانا محمد بشیر انصاری اور انکی پارٹی کا شیخی ہونا کیسے کھلا؟

مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کے ساتھی بڑی دلیری بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ شیعہ امامیہ اثناعشری کے علماء کے لباس میں ممبروں پر جلوہ نما ہوتے رہے۔ اور علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کی کتابوں احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے شائع ہونے کے باوجود جن میں واضح طور پر یہ لکھا تھا۔ کہ یہ عقائد جو ممبروں پر بیان ہورہے ہیں۔ یہ شیعہ عقائد نہیں ہیں۔ بلکہ یہ شیخی عقائد ہیں، ان مبلغین شیخیہ کا شیخی ہونا نہ کھلا۔ اگرچہ کچھ حق جو وحق پسند اصل حقیقت کو سمجھ گئے تھے۔ لیکن سادہ لوح شیعہ عوام کے سامنے وہ

بدستور شیعہ علمائے محققین کہلاتے رہے۔ اور بڑے دھڑلے کے ساتھ وہ شیعہ امامیہ اثناعشریہ کے علماء بنے رہے۔ اور صحیح شیعہ عقیدہ رکھنے والوں کو' دوسرے فریب خوردہ سادہ لوح شیعہ عوام سے' مقصر و قشری و خالصی و ڈھکو پارٹی وغیرہ کہلواتے رہے۔

یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کوئی شیعہ ہمت کر کے ہی صحیح شیعہ عقیدہ کا اظہار کرتا تھا۔ بلکہ بعض صحیح شیعہ عقیدہ رکھنے والوں اور بہت سے شیعہ علمائے حق کا حال یہ تھا۔ کہ علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کو بلانا' یا ان سے ملنا' یا ان کی تقریر سننے جانا' انہوں نے ترک کر دیا تھا۔ کہ کہیں لوگ انہیں ڈھکو پارٹی نہ سمجھ لیں۔

بہرحال اسقدر شور و غوغا کے باوجود ان مبلغین شیخیہ کا شیخی ہونا نہ کھلا' اور وہ بدستور شیعہ علماء محققین بنے رہے۔ لیکن ایک واقعہ ایسا رونما ہوا۔ جس نے ان تمام مبلغین شیخیہ کو ننگا کر دیا۔ اور انہوں نے تحریری طور پر یہ تسلیم کر لیا کہ وہ مذہب شیخیہ رکھتے ہیں۔ اور شیخ احمد احسائی کے پیرو ہیں' اور وہ آج تک پاکستان میں شیخی عقائد کی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے تبلغ کرتے رہے ہیں۔ اور یہ واقعہ اس حقیر پر تقصیر سید محمد حسین زیدی برستی کا وہ کارنامہ ہے۔ جسے شیخیت کو پاکستان میں ننگا کرنیکی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

یہ واقعہ اس طرح ہوا۔ کہ کراچی کے ایک شخص نے' جس کا نام کاظم علی رسا تھا۔ ہفت روزہ رضاکار میں ایک اشتہار دیا کہ انہوں نے مکتبہ ابراہیمہ کی شاخ پاکستان میں کھولی ہے۔ اور حجتہ الاسلام آیت اللہ العظمیٰ الشیخ احمد احسائی اور مجدد مذہب امامیہ حجتہ الاسلام آیت اللہ السید کاظم رشتی کی کتابیں ہمارے پاس آگئی ہیں۔ لہذا شائقین ان کتابوں کا مطالعہ کرنے کے لئے اس مکتبہ میں تشریف لائیں۔ اس حقیر نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں مذہب شیخیہ کے بارے میں پڑھا تھا۔ اور مجھے ان کے فاسد و باطل عقائد کا علم تھا۔ اور میں جانتا تھا۔ کہ ایران و عراق کے بزرگ ترین شیعہ علماء و مجتہدین نے ان کے فاسد و باطل عقائد کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا تھا۔ اور شیخ احمد احسائی کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی اور مذہب شیخیہ رکھا تھا۔

لہذا میں نے مدیر محترم رضاکار شیخ محمد صدیق صاحب کو ایک خط لکھا۔ کہ آپ نے مذہب شیخیہ کی کتابوں کا اشتہار شائع کر کے اچھا نہیں کیا۔ پاکستان کے شیعہ عوام اس اشتہار کی وجہ سے گمراہ ہونگے۔ شیخ محمد صدیق صاحب مدیر رضاکار نے میرے خط کا یہ جواب دیا۔ کہ مجھے تو مذہب شیخیہ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں کوئی مضمون بھیجیں۔ تو میں اسے اپنے اخبار رضاکار میں شائع کر دونگا۔ چنانچہ میں نے ایک مضمون لکھ کر بھیجا۔ جس کا عنوان تھا۔

ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار
شیخیوں سے رشتیوں سے ہوشار

میرا یہ مضمون ہفت روزہ رضاکار میں چار اقساط میں شائع ہوا۔ جس پر کاظم علی رسا نے مجھ پر اور مدیر محترم رضاکار پر زیر دفعہ 295-500 کراچی کی فوجداری عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی ایک رسالہ تحریر کیا۔ جس میں مجھے، شیخ محمد صدیق کو، اور ان تمام بزرگ شیعہ علماء و مجتہدین ایران و عراق کو، جنھوں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا تھا۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی، اور اس کے فاسد و باطل عقائد کا نام مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ گالیاں دیں، ان کی شان میں نہایت ہی نازیبا اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ لہذا میں نے بھی کاظم علی رسا کے خلاف چنیوٹ میں اے۔ سی کی عدالت میں زیر دفعہ 295A-298,501 فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔

جب پاکستان کے شیخی مبلغین یعنی مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی کو اس اشتہار کا علم ہوا۔ جس میں کاظم علی رسا کی طرف سے حجتہ الاسلام آیت اللہ العظمی شیخ احمد احسائی اور مجدد ملت امامیہ السید الامجد السید کاظم رشتی کے ان القابات کے ساتھ، ان کی کتابوں کے مکتبہ ابراہیمہ شاخ پاکستان کراچی میں آنے کا بیان تھا۔ اور انہوں نے اس کی طرف سے میرے خلاف مقدمہ کا حال سنا۔ تو پاکستان کے اکثر بڑے بڑے شیخی مبلغین کاظم علی رسا کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت شروع کر دیا۔ اور اپنے ان خطوط میں ان مبلغین شیخیہ نے اس پر یہ واضح کیا۔ کہ ہم بھی مذہب شیخیہ رکھتے ہیں۔ اور عرصہ سے یہاں پر پاکستان میں عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور آج کل ان کتابوں کے جوابات میں مشغول ہیں۔ جو محمد حسین ڈھکو نے ان دونوں بزرگوں کے عقائد اور مذہب شیخیہ کے خلاف لکھی ہیں۔

ان مبلغین شیخیہ نے علی الخصوص مولانا محمد بشیر انصاری نے اور مولوی محمد اسمعیل دیوبندی نے کاظم علی رسا پر اپنا شیخی ہونا ظاہر کرنے کے علاوہ اسے مقدمات کے سلسلہ میں بھی ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔ چنانچہ چنیوٹ میں میری طرف سے کاظم علی رسا کے خلاف دائر کردہ مقدمہ میں خود مولانا محمد اسمیعل دیوبندی تاریخ پر پیش ہوا کرتے تھے۔ اور کاظم علی رسا خود کبھی چنیوٹ نہیں آیا۔ مگر میں نے کاظم علی رسا کی طرف سے اپنے خلاف مقدمہ تنہا لڑا۔ اور تقریباً ایک سال تک تاریخیں بھگتنے کے لئے کراچی جاتا رہا۔ میں نے اس مقدمے کے سلسلے میں کتنی تکلیفیں جھلیں، قوم شیعہ پاکستان کو اس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ لہذا ان میں کسی قسم کا احساس پیدا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کا فضل و احسان ہے اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے کراچی میں کاظم علی رسا کے دائر کردہ مقدمہ میں بھی کامیاب کیا۔ کاظم علی رسا نے راہ فرار اختیار کی اور اسکی طرف سے عدم پیروی کی وجہ سے مقدمہ داخل دفتر ہو گیا۔

مگر چنیوٹ میں میری طرف سے دائر کردہ مقدمہ اس کے خلاف بدستور چلتا رہا۔ اس کو سمن پر سمن جاتے رہے۔ مگر وہ حاضر نہ ہوا بلکہ مولانا محمد اسماعیل دیوبندی ہی اس کی طرف سے حاضر ہوتے رہے۔ اور اسے یہ یقین دلاتے رہے کہ چنیوٹ کے تمام ایم این اے اور ایم پی اے میرے ساتھ ہیں۔ اور چنیوٹ کے سارے شیعہ میری بغل میں ہیں۔ میں جلد اس مقدمہ کو خارج کرادونگا۔

اس زمانے کے اے سی صاحب چنیوٹ بھی مولوی محمد اسماعیل دیوبندی کے معتقد تھے۔ جب مولوی محمد اسماعیل دیوبندی تاریخ پیشی پر اے سی آفس پہنچتے۔ تو اے سی صاحب ان کا احترام کرتے اور انہیں کرسی پر بٹھاتے۔ اور یہ حقیر آواز پڑنے کے انتظار میں باہر کھڑا رہتا۔ اور جب آواز پڑنے پر اندر جاتا تو اگلی تاریخ پڑ چکی ہوتی تھی لیکن............ خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مذہب شیخیہ کاظم رشتی کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک شیخیہ رکینہ کرمان اور دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت۔ کاظم علی رسا شیخیہ رکینہ کرمان کا نمائندہ تھا۔ اور مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی شیخیہ احقاقیہ کویت سے تعلق رکھتے تھے۔

اگرچہ انہوں نے اپنے مکتوب مورخہ 22-5-75 میں اسے یہ لکھا تھا۔ کہ "آپ نے حقائق الوسائط جلد دوم کا مطالعہ فرمایا ہوگا۔ اس میں ان بزرگوں کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی گئی ہے۔"

اور انہوں نے کاظم علی رسا کو اپنے مکتوب مورخہ 3-10-75 میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ "مولانا اسماعیل نے جو رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اور شیخ وسید علیہما الرحمہ کی تائید کی ہے۔ اس کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا۔ کیونکہ مذہب شیخی یا عقائد شیخیہ کو بغیر علم وفہم غلط سمجھا جارہا تھا"

مگر چونکہ مولانا محمد بشیر انصاری اپنے مکتوب مورخہ 14-3-75 میں کاظم علی رسا کو یہ لکھ چکے تھے۔ کہ "میرے پاس ان کی شرح زیارت جامعہ اور ان کے شاگردوں میں ایک عالم محقق کی کتاب احقاق الحق طبع نجف اشرف موجود ہے۔"

لہذا مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کے یہ لکھنے کے باوجود کہ انہوں نے اپنی کتاب حقائق الوسائط جلد دوم میں ان بزرگوں کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی ہے۔ وہ اچھی طرح سے سمجھ گیا۔ کہ یہ لوگ مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کیونکہ احقاق الحق رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی تالیف ہے۔ اور مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت احقاق الحق کی طرف خود کو منسوب کر کے ہی احقاقی کہلاتے ہیں۔ اور شیخیہ رکینہ کرمان اور شیخیہ احقاقیہ کویت دونوں خود کو ہی شیخ احمد احسائی کی تعلیمات کا سچا

پیرو کہتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کو شیخ احمد احسائی کی تعلیمات سے منحرف قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں خود کو ہی شیخ احمد احسائی کی جانشینی کا صحیح حقدار سمجھتے ہیں۔ اور دونوں اس کی جانشینی کے دعویدار ہیں۔

پس کاظم علی رسانے ان کے خطوط سے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ پاکستان کے سارے مبلغین شیخیہ 'مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے عقائد کے مبلغ ہیں۔ لہذا پہلے تو اس نے انہیں شیخیہ احقاقیہ کویت سے وابستگی ختم کر کے شیخیہ رکینہ کرمان کی پیروی کی دعوت دی۔ مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ یہ سب کے سب شیخیہ احقاقیہ کویت ہی کے پیرو ہیں اور شیخیہ رکینہ کرمان کی طرف آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جیسا کہ مولانا محمد اسماعیل دیوبندی کے مکتوب مورخہ 15-5-75 سے ظاہر ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "مگر اب یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ کہ کرمانیوں اور احقاقیوں میں چند مسائل میں اختلاف ہے۔ اور مجھے فی الحال ان مسائل میں معرفت نہیں ہے۔ لہذا فیصلہ مشکل ہے۔"

اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا کہ "احقاقیوں اور کرمانیوں کے اختلاف اپنے مقام پر میں حضرت شیخ الاوحد اور سید الامجد کے علوم باطنیہ کی روشنی میں درس چلاؤ نگا۔"

یہ بات ذہن میں رہے۔ کہ مذہب شیخیہ شیخ احمد احسائی کے بعد اس کے شاگرد رشد اور جانشین اول سید الامجد سید کاظم رشتی تک تو متحد رہا۔ لیکن کاظم رشتی کے بعد جس طرح قادیانی مرزا غلام احمد کے بعد حکیم نور الدین کی خلافت تک تو متحد رہے۔ لیکن حکیم نور الدین کے بعد مرزا غلام احمد کے ماننے والے دو فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک قادیانی مرزائی اور دوسرے لاہوری مرزائی۔ اسی طرح مذہب شیخیہ اور شیخ احمد احسائی کے ماننے والے بھی دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک شیخیہ رکینہ کرمان اور دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت۔ اور کاظم علی رسا شیخیہ رکینہ کرمان کا نمائندہ تھا۔ اور مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی شیخیہ احقاقیہ کویت کے ساتھ وابستہ تھی۔ لہذا جب کاظم علی رسا کو ان مبلغین شیخیہ کے خطوط سے اور حالات وواقعات اور قرائن وشواہد سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ یہ پکے پکے شیخیہ احقاقیہ کویت کے عقائد کے مبلغ ہیں۔ اور شیخیہ احقاقیہ کویت کا ساتھ چھوڑ کر شیخیہ رکینہ کرمان کی طرف آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور مقدمہ کے سلسلہ میں بھی وہ ان سے بدظن ہو گیا۔ کیونکہ اسے سمن پر سمن جا رہے تھے۔ اور یہ ہر دفعہ اسے یہ ہی یقین دلا رہے تھے۔ کہ بس اس دفعہ یہ مقدمہ ختم ہو جائے گا۔ آخر جب وہ سمن وصول کرتے کرتے تنگ آگیا۔ تو اس نے ان مبلغین شیخیہ میں سے کچھ بزرگان شیخیہ کے وہ خطوط جو انہوں نے اسے اظہار محبت ومودت کے طور پر لکھے تھے۔ "گلدستہ مودت" کے نام سے شائع کر دیئے۔ ان خطوط میں سے مولانا محمد بشیر انصاری اور مولانا محمد اسماعیل دیوبندی کے چند خطوط کے عکس اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔ بہر حال ان ہی خطوط میں

سے ایک خط میں اے سی چنیوٹ کے ریڈر کو مثل ملاخطہ کے لئے رشوت دینے کا حال بھی بیان کیا گیا تھا۔ اور حسن طلب کے طور پر یہ لکھا تھا۔ کہ یہاں تو رشوت کے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔ یہ خط مولانا محمد اسماعیل دیوبندی کے داماد خادم حسین کا تھا۔ اس خط نے میرے کاظم علی رسا کے خلاف مقدمہ کے سلسلے میں بڑا کام کیا۔ میں نے یہ خط اے سی چنیوٹ کے سامنے پیش کر دیا۔ لہذا وہ اے سی جو مولانا محمد اسماعیل کا بہت احترام کرتا تھا۔ انہیں کرسی پر بٹھاتا تھا' اور ہر دفعہ اگلی تاریخ دے دیتا تھا۔ اور ہمارے بار بار کے اسرار کے باوجود وارنٹ گرفتاری جاری کرنے پر تیار ہی نہ ہوتا تھا۔ خط پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اور فوراً حکم دیا۔ کہ اس کے خلاف بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کیا جائے۔ ہماری کوشش سے کراچی میں اس کے وارنٹ گرفتاری کی تعمیل ہوئی۔ لیکن اس نے بھاری نقد ضمانت داخل کرا کر تاریخ پر حاضر ہونے کا اقرار کر لیا۔ مگر اس نے چنیوٹ حاضر ہونے کی بجائے لاہور ہائیکورٹ میں مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب کی عدالت میں رٹ دائر کر دی۔ یہ رٹ بھی کافی عرصہ چلی۔ میرا کوئی وکیل نہ تھا۔ عدالت نے مجھے رٹ کی نقل مہیا کر دی تھی۔ لہذا میں نے خود ہی اس رٹ کا اردو زبان میں جواب لکھا۔ اس جواب کی اصل کاپی عدالت میں داخل کی اور اس کی ایک فوٹو کاپی کاظم علی رسا کے وکیل عبدالرحمٰن صاحب کو دی۔ اور ایک نقل خود اپنے پاس رکھی۔ جو ابھی تک میرے پاس موجود ہے۔ اگرچہ یہ جواب بہت طویل ہے اور اس سے کتاب کی ضخامت میں اضافہ ہو گا۔ لیکن شیعیان پاکستان کی آگاہی کے لئے اسے اگلے صفحات میں پیش کر رہا ہوں۔

ہائی کورٹ لاہور میں

کاظم علی رسا کی رٹ پٹیشن کا جواب

داخل کردہ

منجانب سید محمد حسین زیدی برستی

☆☆☆☆☆

اگر کسی کو اس بات میں شک ہو کہ واقعاً یہی جواب عدالت میں داخل کیا گیا تھا تو وہ کاظم علی رسا کی رٹ پٹیشن نمبر 320-Q of 1977 منفصلہ 9-6-80 سے خود نقل نکلوا کر پڑھ سکتا ہے۔

بعدالت عالیہ لاہور

مقدمہ نمبر 320 /Q/1977

ڈاکٹر کاظم علی رسا بنام سید محمد حسین زیدی وغیرہ

جواب منجانب۔ سید محمد حسین زیدی مدعاعلیہ نمبر 1

مودبانہ گذارش ہے :-

1= یہ کہ مدعا علیہ مذہب شیعہ جعفریہ اثناعشریہ کا مبلغ و واعظ ہے۔ اور ہمیشہ تبلیغ دین میں مصروف رہتا ہے۔

2= یہ کہ مدعاعلیہ پاکستان بھر میں وہ واحد شخص ہے۔ جس نے ایران و عراق میں استعماری قوتوں کے برانگیختہ نئے مذہب یعنی فرقہ شیخیہ وباہیہ وبہائیہ وازلیہ وغیرہ پر مکمل طور پر ریسرچ کی ہے۔ جس کی ایک جھلک مدعاعلیہ کی ترجمہ کردہ کتاب تنبیہ الانام کے گفتار مترجم میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

3= یہ کہ مدعاعلیہ نے فرقہ شیخیہ کے عقائد کی رد میں کئی کتابیں ترجمہ و تالیف و تصنیف کی ہیں۔ جن میں سے ایک مطبوعہ کتاب ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العلوم بطور ثبوت پیش ہے۔

4= یہ کہ مدعاعلیہ ایران و عراق میں پیداشدہ نئے مذہب یعنی فرقہ شیخیہ کے بارے میں اہل پاکستان کو آگاہ کرنے والے ادارے یعنی ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ کا مدیر ہے۔

5= یہ کہ پاکستان کے تمام مسلمان سنی و شیعہ ایران و عراق میں استعمار کے پیدا کردہ اس نئے فرقے یعنی فرقہ شیخیہ کے عقائد سے اسی طرح بے خبر تھے۔ جس طرح دور دراز کے دوسرے ممالک کو پاکستان میں پیداشدہ مذہب مرزائیت یا احمدیت کے عقائد کا کوئی علم نہیں تھا۔

6= یہ کہ جس طرح استعمار کے پیدا کردہ ہندوستانی مذہب کے پیرو یعنی مرزائی حضرات دوسرے ممالک میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکا دیتے تھے۔ اس طرح شیخی مذہب کے پیروکار دوسرے ممالک میں خود کو شیعہ ظاہر کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

7= یہ کہ ایران کا شیخی فرقہ ایک معروف فرقہ ہے۔ اور مذہب شیعہ جعفریہ اثناعشریہ کی کتابوں سے قطع نظر "انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا مائکروپیڈیا جلد 1 مطبوعہ 73-1943 پندرھواں ایڈیشن صفحہ نمبر 157 پر اور انسائکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں اس نئے فرقے اور اس کے بانی اور جانشینوں کے حالات مفصل طور پر لکھے ہیں۔ ثبوت کے لئے ایک کراسہ انسائکلوپیڈیا آف اسلام

پیش ہے۔

=8 یہ کہ مدرسہ ابراہیمیہ کرمان ایران فرقہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کے نظریات وافکار کا مکتب ہے۔ جیسا کہ مدعی نے اپنے پمفلٹ اور رٹ میں خود تسلیم کیا ہے۔

=9 یہ کہ مدعی نے اس مکتبہ فکر کی تبلیغ کے لئے پاکستان میں کراچی کے مقام پر ایک شاخ قائم کی اور اس کا اشتہار ہفت روزہ اخبار رضاکار لاہور میں شائع کرایا۔ جس میں شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی یعنی بانی و پیشوایان فرقہ شیخیہ کے نام صاف طور پر لکھے گئے تھے۔ اور ان کے افکار کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

=10 یہ کہ مذکورہ اشتہار اور سابق کی تحریروں سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی۔ کہ مدعی فرقہ شیخیہ کا مبلغ ہے۔ اور پاکستان میں مدرسہ ابراہیمیہ کرمان کا نمائندہ ہے۔

=11 یہ کہ مدعی کی رٹ درخواست کے پیرا نمبر 4 سے ثابت ہے کہ اس کا شروع سے ہی مدرسہ ابراہیمیہ کرمان سے رابطہ تھا۔ لیکن وہ پاکستان میں خود کو شیعہ ظاہر کر کے شیعوں میں گھلا ملا رہا اور اپنے افکار سے بتدریج سادہ لوح بے خبر شیعہ عوام کو مسموم کرتا رہا۔

=12 یہ کہ مدعی کے اس اشتہار کے بعد مدعا علیہ کا یہ فرض تھا۔ کہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کو بالعموم اور شیعان پاکستان کو بالخصوص اس بات سے آگاہ کرے کہ مدعی نے جن افراد کے افکار و نظریات کی کتابوں کا اشتہار دیا ہے۔ یہ افراد ایران و عراق میں استعمار کے پیدا کردہ ایک نئے مذہب یا نئے فرقے یعنی فرقہ شیخیہ کے بانی ہیں اور اس کے خلفاء ہیں۔ اور ان کے ماننے والوں کو ایران و عراق میں اسی طرح سے شیخی کہا جاتا ہے۔ جس طرح پاکستان میں مرزا غلام احمد کے ماننے والوں کو مرزائی کہا جاتا ہے۔

=13 یہ کہ مدعا علیہ نے اپنا فرض ادا کرنے کے لئے ہفت روزہ رضاکار میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا۔ جس کا عنوان تھا۔ ع ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار
جو بعد میں ع شیخیوں سے رشتیوں سے ہوشیار کے اضافے کے ساتھ شائع ہوتا رہا جس سے مدعا علیہ کا مقصد وحید شیعان پاکستان کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا تھا۔

=14 یہ کہ مدعا علیہ نے اپنے پہلے مضمون کے آخر میں تمام مضمون کا جو خلاصہ لکھا تھا۔ اس میں نکتہ نمبر 5 سے نکتہ نمبر 10 تک واضح طور پر لکھا تھا۔ کہ (ا) یہ کہ شیخ احمد احسائی کے نظریات کا اعتقاد رکھنے والوں کو شیخی کہا جاتا ہے۔ (ب) یہ کہ شیخ احمد کے بعد سید کاظم رشتی ان کے جانشین ہوئے۔ (ج) یہ کہ سید کاظم رشتی کے بعد محمد کریم خان کرمانی فرقہ شیخیہ کے سربراہ ہوئے۔ (د) یہ کہ محمد کریم خان نے فرقہ شیخیہ کے

نظریات کی نشرواشاعت کے لئے کرمان۔ ایران میں مدرسہ ابراہیمیہ کی بنیاد ڈالی اور مدرسہ ابراہیمیہ اب محمد کریم خان کرمانی کے پوتے عبدالرضا ابراہیمی کی نگرانی میں چل رہا ہے۔ جو فرقہ شیخیہ کے موجودہ سربراہ ورئیس ہیں۔ (ہ) یہ کہ شیخ احمد احسائی، سید کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی کے نظریات وافکار و تعلیمات و عقائد کی نشرواشاعت کے لئے فرقہ شیخیہ کے موجودہ پیشوا عبدالرضا ابراہیمی نے اپنی ایک شاخ پاکستان میں کراچی کے مقام پر کھول دی ہے۔ جس کا نگران مدعی کو مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی مدعی پاکستان میں فرقہ شیخیہ کا نمائندہ ہے۔ (اخبار رضاکار..... یکم نومبر 74ء صفحہ نمبر 4 کالم نمبر 1 و کالم نمبر 2 ہمراہ مثل استغاثہ لف ہے۔

15= یہ کہ مدعی نے مدعاعلیہ کے خلاف مذکورہ مضمون پر کراچی کی فوجداری عدالت میں زیر دفعہ 500 شیعان پاکستان کو دھوکہ دینے کے لئے ایک استغاثہ دائر کیا۔ جس میں مدعی نے خود صاف طور پر اقرار کیا ہے۔ کہ اسے شیخی مبلغ کہا گیا ہے۔ ثبوت کے لئے مذکورہ استغاثہ میں مدعی کے ابتدائی بیان زیر دفعہ 201 کی نقل کی فوٹو کاپی پیش ہے۔

16= یہ کہ مدعاعلیہ نے مدعی کے مذکورہ استغاثہ کے دفاع کے لئے کراچی کی فوجداری عدالت میں بڑے شوق کے ساتھ حاضری دی۔ اور خود روسائے شیخیہ کی کتابوں سے اور علمائے شیعہ کی کتابوں سے اپنے مضمون کو ثابت کرنے کے لئے کراچی عدالت میں حاضر ہوتا رہا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ مدعی نے مدعاعلیہ کے پاس کتابوں کا بکس دیکھ کر خود راہ فرار اختیار کی اور اس طرح اسکا استغاثہ خارج ہو گیا۔

17= یہ کہ مدعاعلیہ کے عنوان سے اور یکم نومبر 74ء صفحہ نمبر 4 کے متن سے اور خود مدعی کے مذکورہ استغاثہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدعاعلیہ نے جو کچھ مدعی کو لکھا تھا۔ وہ یہ تھا کہ وہ شیخی مبلغ ہے۔

18= یہ کہ مدعی چونکہ چھپا ہوا شیخی تھا۔ اور خود کو شیعہ ظاہر کر کے شیعان پاکستان کو بالخصوص اور عام مسلمانان پاکستان کو بالعموم گمراہ کر رہا تھا۔ اور پاکستان کے شیعہ عوام بابیت اور بہائیت کے بارے میں تو کچھ کچھ باخبر تھے۔ لیکن شیخی مذہب سے اکثر بے خبر تھے۔ لہذا مدعی نے پوری ہوشیاری کے ساتھ شیعہ عوام کے ذہنوں کو الجھانے کے لئے اور اس حقیقت کو چھپانے کے لئے وہ ایران میں پیدا شدہ کسی نئے مذہب کا جس کا نام فرقہ شیخی ہے۔ مبلغ ہے اصل موضوع کا رخ موڑ کر اپنے پمفلٹ "شیعت ایمان کل بہائیت شرک کل" میں (جو مثل استغاثہ کے ساتھ لف ہے) غلط طور پر اور جھوٹ یہ بات نشر کی کہ مدعی کو بابی یا بہائی کہا گیا ہے۔ حالانکہ کوئی بھی شخص جو اردو پڑھ سکتا ہو۔ مدعاعلیہ کے مذکورہ مضمون سے یہ بات نکال کر نہیں دکھا سکتا کہ مدعی کو کہیں بھی بابی یا بہائی کہا گیا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ کراچی کی فوجداری عدالت میں تو استغاثہ میں وہی بیان کیا۔ جو اسے حقیقتاً کہا گیا تھا۔ کہ وہ شیخی مبلغ ہے۔ لیکن اس نے اپنے پمفلٹ کے ذریعہ شیعان

پاکستان کو یہ دھوکا دیا کہ اسے بابی یا بہائی کہا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ عدالت عالیہ لاہور میں بھی جھوٹا بیان داخل کر کے عدالت عالیہ لاہور کو بھی دھوکہ دیا کہ اس کو بابی یا بہائی کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اس نے رٹ کے پیرا نمبر 6 میں کہا ہے۔ کہ مدعی کو یہ پڑھ کر بہت ہی دکھ اور رنج پہنچا کہ اس کو مدعا علیہ کی طرف سے بابی یا بہائی کہا گیا۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے مدعی اس بات کا مستحق ہے۔ کہ عدالت عالیہ لاہور مدعی کی طرف سے اس دھوکہ دہی کے خلاف بھی کاروائی کرے۔

=19 یہ کہ مدعی نے اپنی رٹ کے پیراگراف نمبر 6 میں یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ بابیت اور بہائیت ارتداد و کفر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو بابی یا بہائی کہے تو گویا اس کو مرتد و کافر کہا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو مرتد و کافر کہے۔ وہ ازروئے بغض و عناد کے کہہ رہا ہے۔

=20 یہ کہ مدعی نے اپنے پمفلٹ "شیعت لمان کل بہائیت شرک کل" میں مدعا علیہ کو دیگر توہین آمیز الفاظ کے علاوہ (جس کی فہرست مثل استغاثہ کے ہمراہ صفحہ و سطر کے حوالے کے ساتھ علیحدہ لف ہے) نہ صرف بابی و بہائی لکھا' بلکہ بڑی دیدی دلیری کے ساتھ اپنی رٹ کے بابْ دلائل میں پیراگراف (الف) میں یہ بھی لکھا۔ کہ یہ بات مدعا علیہ کے مضمون سے جو مدعا علیہ نے اخبار ہفت روزہ رضاکار لاہور میں شائع کرایا تھا۔ ظاہر و آشکار ہوئی ہے۔ کہ مدعا علیہ خود بابی ہے۔

=21 یہ کہ انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لئے لازم ہے۔ کہ رضاکار لاہور میں شائع شدہ مدعا علیہ کا مذکورہ مضمون کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ اور اگر مدعا علیہ کے کسی ایک لفظ سے بھی مدعا علیہ کا بابی یا بہائی ہونا ثابت ہو تو پھر تو مدعی کو سچا سمجھا جائے۔ ورنہ عین عدالت عالیہ کے روبرو مدعا علیہ پر تہمت لگانے اور عدالت عالیہ لاہور کی وساطت سے تمام مسلمانان پاکستان کو دھوکا دینے کی پاداش میں بھی مدعی مذکورہ کے خلاف کاروائی کی جائے۔

=22 یہ کہ مدعی نے اپنی رٹ کے پیراگراف نمبر 7 میں تحریر کیا ہے۔ کہ مدعی کے خیال کے مطابق مدعا علیہ کی ان کے پیشواؤں کی اصل تالیفات و تصانیف تک رسائی ہی نہیں ہوئی۔ لہٰذا مدعا علیہ نے اپنے مفروضات کی بنیاد ان کے بابی شاگردوں کی تحریروں پر اٹھائی ہے۔ جو تمام شیعوں کے نزدیک مرتد ہیں۔ یہ بات تسلیم کرنے کے لائق نہیں ہے۔ کہ گذشتہ 150 سال سے اتنی بڑی شہرت کے علماء (یعنی فرقہ شیخیہ کے پیشوا) کس طرح سے محض اس وجہ سے کافر اور مرتد سمجھ لئے جائیں۔ کہ ان کے شاگردوں میں سے کچھ صحیح اعتقاد کو چھوڑ گئے تھے۔ مدعی نے اس پیراگراف میں خود تسلیم کر لیا ہے۔ کہ بابی اس کے پیشوا شیخ احمد احسائی کے شاگرد تھے۔ اور یہ لازمی چیز ہے۔ کہ جب کسی مذہب کے بانی کا ذکر ہوگا تو اس کے شاگردوں اور

جانشی کے دعویداروں کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ اور ان شاگردوں نے جو فرقے آگے چلائے۔ ان کا ذکر بھی ہو گا۔ لیکن مدعی کا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ شیخ احمد احسائی کو جو کچھ کیا جاتا ہے۔ وہ اس کے بابی شاگردوں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ فرقہ شیخیہ کے بانی کو ایران و عراق میں جو کچھ کہا گیا۔ وہ اس وقت کہا گیا۔ جب اس کے بابی شاگردوں کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ شخص احمد احسائی ہی پہلا وہ شخص ہے۔ جس نے استعمار کو ایران و عراق کے راستے ہندوستان میں داخل کرانے کے لئے ایران و عراق میں مذہبی راستے سے داخل ہو کر ایران و عراق کو کمزور بنانے کی کوشش کی اور نئے نئے افکار و نظریات پھیلا کر ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی۔ جس کے بعد اس کے جانیشوں میں جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوا۔ اور پھر اس فرقے سے آگے کئی فرقے بن گئے۔ لہذا اس کے شاگردوں نے جو آگے چل کر مزید فرقے بنائے۔ وہ خود شیخ احمد احسائی کی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے۔

مدعی کا یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ مدعا علیہ کی اس کے پیشواؤں کی تصانیف و تالیفات تک رسائی ہی نہیں ہوئی۔ لہذا اس نے اپنے مفروضات کی بنیاد ان کے بابی شاگردوں کی تحریروں پر رکھی ہے۔ مدعا علیہ کے پاس اس مذہب کے تمام پیشواؤں کی خود تصنیف و تالیف کردہ کتابیں موجود ہیں۔ اور مدعا علیہ نے اس مذہب اور اس کے تمام فرقوں پر مکمل ریسرچ خود انہیں کی کتابوں سے کی تھی۔ اور انکار د مدعا علیہ علیحدہ تصانیف و تالیفات و تراجم کے ذریعہ سر انجام دے رہا ہے۔ لہذا مدعا علیہ عدالت عالیہ میں مذکورہ فرقے کے عقائد کے بطلان کی طرف نہیں جائے گا۔ کیونکہ مدعا علیہ نے مذکورہ استغاثہ اس لئے نہیں کیا ہے۔ کہ عدالت اس بات کا فیصلہ کرے۔ کہ کس فریق کے اعتقادات و نظریات و افکار حق ہیں۔ اور کس کے باطل۔ جیسا کہ مدعی نے غلط طور پر اپنی رٹ میں اظہار کیا ہے۔ بلکہ مدعا علیہ نے یہ استغاثہ اس لئے کیا ہے۔ کہ مدعی نے مدعا علیہ کی اپنے پمفلٹ کے ذریعہ توہین کی ہے۔ مدعا علیہ کے خلاف خاص مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بددیانتی سے مدعا علیہ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی نیت سے ارادۃً تہمتیں لگائی ہیں۔ مدعا علیہ کو گالیاں دی ہیں۔ مدعا علیہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اور مدعا علیہ کے مذہب کی توہین و ہتک کی ہے۔ لہذا مدعی تعزیرات پاکستان کی دفعات 501-298-295A کا مرتکب ہوا ہے۔

=23 یہ کہ مدعا علیہ نے اپنے استغاثہ کے ہمراہ ایک مکمل فہرست صفحہ و سطر کے حوالے کے ساتھ لف کر دی ہے۔ جس میں وہ الفاظ و عبارات جو ہتک آمیز و توہین آمیز و سراسر تہمت اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والے اور مذہب کی توہین کے مترادف ہیں بطور خلاصے کے اخذ کر کے درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور اصل پمفلٹ بھی ہمراہ مثل استغاثہ لف ہے۔

24= یہ کہ مدعی نے شیخ احمد حسائی کے عقائد کے بارے میں انکی تصدیق کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد کے افکار و نظریات کی تصدیق کر دے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا غلام احمد کے افکار درست اور صحیح ثابت ہو گئے ہیں۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص جو مرزا غلام احمد کے افکار و نظریات کی تصدیق کر رہا ہے۔ وہ مرزائی ہو گیا ہے۔ لہذا اسی طرح سے مدعی نے جو یہ تحریر کیا ہے۔ کہ درس آل محمد کے بانی نے شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے عقائد کی تصدیق کی تھی۔ تو اس سے بھی یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم علی رشتی کے عقائد صحیح شیعہ عقائد ثابت ہو گئے ہیں۔ بلکہ اس کا صاف اور واضع مطلب یہ ہوگا۔ کہ درس آل محمد کے بانی نے شیخ احمد احسائی کے افکار و نظریات کو اپنا کر شیخی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اگر چہ مدعا علیہ کو ان باتوں کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن مدعی چونکہ انتہائی چالاک اور ہوشیار ہے اور وہ اس کا جواب نہ دینے کی صورت میں اپنے اس بیان کو جو اس نے عدالت عالیہ میں رٹ کی صورت میں پیش کیا ہے۔ عوام کو دھوکہ دینے کی لئے عدالت میں مصدقہ بیان کے طور اپنی صداقت کے طور پر نشر کرتا۔ لہذا مدعا علیہ نے مدعی کی مذکورہ غیر متعلقہ باتوں کا جواب تحریر کرنا ضروری سمجھا۔ اور یہ جواب دیا کہ شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تصدیق کرنے والا خود شیخی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لغت فارسی کی مشہور کتاب فرہنگ آموزگار میں لفظ شیخی کے معنی یوں لکھے ہیں۔

شیخی = صن۔ گروہے کہ طرفدار عقیدہ شیخ احمد احسائی۔ ہستند۔ یعنی لفظ شیخی صفت نسبتی ہے اور اس سے مراد وہ گروہ ہے۔ جو شیخ احمد احسائی کے عقیدہ کا طرفدار ہو.. صفحہ 484

25= یہ کہ مدعی فی الحقیقت زیر دفعہ 295A-298-501 کے جرم کا مرتکب ہوا ہے اور اس نے مدعا علیہ کے استغاثہ کے اخراج کے لئے جو دلائل و اسباب تحریر کئے ہیں۔ وہ درج ذیل دلائل کی روشنی میں ناقابل قبول اور قطعاً باطل ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ مدعی کی درخواست خارج فرما کر مدعا علیہ کا استغاثہ برائے سماعت عدالت متعلقہ میں ارسال فرمایا جاوئے۔ تاکہ مدعا علیہ کو انصاف مل سکے۔

دلائل و اسباب بجواب دلائل مدعی

(أ) یہ کہ مدعی نے یہ بالکل غلط لکھا ہے۔ کہ مدعا علیہ کو اس کے علماء یعنی پیشوایان فرقہ شیخیہ، شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی کے بارے میں صحیح معلومات نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے۔ کہ مدعا علیہ کو شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے بارے میں تقریباً پاکستان کے ہر شخص کی نسبت سب سے زیادہ صحیح معلومات

حاصل ہیں۔ اور مدعی کے ان پیشواؤں کی کتابوں سے خود ان کے عقائد وافکار کا بطلان ثابت کر سکتا ہے۔ لیکن مدعاعلیہ کا مقصد استغاثہ کرنے سے چونکہ یہ نہیں ہے۔ کہ عدالت یہ فیصلہ کرے۔ کہ کس کے عقائد درست ہیں اور کس کے غلط۔ جیسا کہ مدعی نے غلط طور پر اپنی رٹ میں اظہار کیا ہے۔ لہذا مدعاعلیہ اپنے جواب میں اس فرقے کے بانیوں اور پیشواؤں کے نظریات اور اس فرقے کے عقائد کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ البتہ یہ بات بھی کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مدعاعلیہ پاکستان میں دوسروں کی نسبت سب سے زیادہ اس فرقے کے پیشواؤں کے حالات سے واقف ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ مدعی نے جب یہ دیکھا کہ مدعاعلیہ پاکستان میں اس فرقے کے بانیوں اور دوسرے پیشواؤں کے حالات سے واقف ہے۔ اور مدعاعلیہ اہل پاکستان کو ان کے حالات سے باخبر کر کے اس کی دھوکہ دہی اور فریب کا پردہ چاک کر دے گا۔ اور جس بات کو مدعی چھپا رہا ہے۔ اس کو طشت از بام کر دے گا۔ تو اس نے تمام مسلمانان پاکستان کی نظروں میں بالعموم اور سادہ لوح شیعہ عوام کی نظروں میں بالخصوص مدعاعلیہ کی شخصیت وحیثیت کو مجروع کرنے کے لئے ایک پمفلٹ "شیعت ایمان کل بہائیت شرک کل" کے نام سے لکھا۔ جس میں مدعی نے ارادۃً مدعاعلیہ کی حیثیت کو گرانے کے لئے بدنیتی اور بغض وعناد کی بنا پر اور مدعاعلیہ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے مدعاعلیہ کو بابی اور بہائی لکھا۔ بلکہ شیعان پاکستان کے قدیمی اخبار "ہفت روزہ رضاکار لاہور" کے مدیر محترم شیخ محمد صدیق صاحب بی اے کو جس میں مدعاعلیہ کا مضمون شائع ہوا تھا۔ اس کو بھی بابی اور بہائی لکھا اور جس جس عالم کے حوالے دیئے۔ ان سب کو بابی اور بہائی لکھا۔ اور جس تاریخ کا حوالہ دیا۔ اس کتاب کو بابی طرز فکر پر لکھی ہوئی کتاب لکھا۔

(ب) یہ کہ مدعی نے یہ بات بھی غلط اور جھوٹ لکھی ہے۔ کہ مدعاعلیہ نے اپنے مذکورہ مضمون میں جو رضاکار میں شائع ہوا تھا۔ مدعی کو بابی یا بہائی لکھا تھا۔ مضمون مثل استغاثہ کے ساتھ شامل ہے۔ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مدعی نے غلط طور پر اپنی طرف سے بنا کر اس بات کی تشہیر کی۔ اور اپنی رٹ میں بھی یہی دعوی کیا۔ کہ مدعاعلیہ نے مدعی کو بابی یا بہائی لکھا تھا۔ یہ تشہیر مدعی نے اس لئے کی۔ تاکہ اس کا شیخی ہونا پوشیدہ رہے اور شیعہ اس کو شیعہ ہی سمجھتے رہیں اور تمام مسلمانان پاکستان کی توجہ اس کے اصلی مذہب کی طرف سے ہٹ جائے۔ اور مدعی کی یہ بات سن کر کہ جو شخص خود بابیوں اور بہائیوں کو کافر کہہ رہا ہے وہ بابی یا بہائی نہیں ہو سکتا۔ اور مدعاعلیہ نے اس کو غلط طور پر بابی یا بہائی لکھا ہے۔ اور اس طرح وہ حقیقت پوشیدہ رہے۔ کہ وہ شیخی ہے۔ حالانکہ یقیناً وہ شیخی ہے۔ اور مدعاعلیہ نے اپنے مضمون میں اس کو شیخی مبلغ ہی لکھا ہے۔ اور مدعاعلیہ کو اس کے شیخی کہنے سے انکار نہیں ہے۔ اور مدعی بھی اپنے شیخی ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شیخ

احمد احسائی کے نظریات وافکار و عقائد کے طرفدار کو ہی ایران و عراق میں شیخی کہا جاتا ہے۔ اور مدعی یقیناً شیخ احمد احسائی کے عقائد کا طرفدار ہے۔ لہذا وہ شیخی ہے۔ اور بابی یا بہائی کا شور اس نے اس لئے مچایا ہے۔ تاکہ مسلمانان پاکستان کی توجہ اس حقیقت کی طرف نہ جاسکے کہ وہ شیخی ہے۔ اور شیعوں میں گھلا ملا رہ کر اور شیعوں میں خود کو شیعہ ظاہر کر کے شیعہ عوام کے ذہنوں میں اتر تا رہے۔ اور پھر چونکہ شیعان پاکستان کو باخبر کرنے والے ادارے ”ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ کا مدیر مدعا علیہ ہی ہے۔ اس لئے اس نے مدعا علیہ کی حیثیت کو مجروح کرنے کے لئے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ اپنے پمفلٹ میں بھی اور خود اپنی دائر کردہ اس رٹ میں بھی مدعا علیہ کو بابی اور بہائی مشہور کیا۔ تاکہ مسلمانان پاکستان بالعموم اور شیعان پاکستان بالخصوص مدعا علیہ کی باتوں کو در خور اعتنا نہ سمجھیں اور مدعا علیہ کے مبنی بر حقایق مضامین کو اور مدعا علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کو ایک بابی یا بہائی کی تحریر سمجھ کر خریدنے یا پڑھنے کی تکلیف ہی نہ کریں۔ اور اس طرح مسلمانان پاکستان اس فرقے کے پیشواؤں کے اصل حالات سے بے خبر رہیں۔ جو پاکستان میں مدعا علیہ کے سوا بہت کم لوگوں کو معلوم ہیں۔ اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مدعی نے نہ صرف مدعا علیہ کو بابی یا بہائی اور خبیث کہا۔ بلکہ مدعا علیہ نے جس تاریخ کا حوالہ دیا۔ اس تاریخ کو بابی طرز فکر کی تاریخ کہا۔ جس شیعہ مورخ کا حوالہ دیا۔ اس مورخ کو بابی و بہائی کہا۔ جس شیعہ عالم کا حوالہ دیا' اس شیعہ عالم کو بابی یا بہائی کہا۔ جس شیعہ اخبار میں مضمون لکھا۔ اس شیعہ اخبار کو بابی اخبار کہا۔ جس محترم صحافی نے مدعا علیہ کے مضمون کو اپنے اخبار میں جگہ دی' اس صحافی کو بابی یا بہائی و خبیث لکھا۔ یہ سب کچھ مدعی نے اپنے بغض و عناد کے اظہار کے طور پر ارادۃً مدعا علیہ کی حیثیت کو مجروح کرنے اور مدعا علیہ کو شیعیان پاکستان کی نظروں سے گرانے کے لئے کیا تاکہ کوئی مدعا علیہ کی بات نہ سنے اور اس طرح اس کا شیخی ہونا چھپا رہے اور اس کے فرقے کے پیشواؤں کے حالات پر پردہ پڑا رہے۔ لہذا حقیقتاً وہ مدعی کی حیثت کو گرانے اور مدعا علیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور مدعا علیہ کے مذہب کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

(ج) یہ کہ مدعی نے اپنی رٹ کی دلائل کے پیراگراف (B) بی میں جو دلیل دی ہے۔ وہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ یہ مسئلہ ایک مذہبی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اور کرمنل عدالتیں کسی ایک یا دوسری پارٹی کے عقائد کی صداقت کا فیصلہ کرنے کا مقام نہیں ہیں اور یہ کہ یہ معاملہ شیعہ علماء کے درمیان عالمانہ مباحثہ اور گفتگو کے ذریعہ طے کیا جاسکتا ہے۔ اس بنا پر یہ استغاثہ اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کی عدالت میں قائم نہیں رہتا۔

مدعی نے مذکورہ پیراگراف میں عدالت عالیہ کے سامنے پھر غلط بیانی کر کے عدالت عالیہ کو دھوکہ دیا ہے۔ کیونکہ مدعا علیہ کا استغاثہ یہ نہیں ہے۔ کہ مذکورہ کرمنل عدالت مدعی یا مدعا علیہ کے

اعتقادات کی صداقت کا فیصلہ کرے۔ بلکہ مدعاعلیہ کا استغاثہ یہ ہے۔ کہ مدعی نے مدعاعلیہ کی توہین کی ہے۔ مدعاعلیہ پر تہمت اور اتہام لگایا ہے۔ مدّعاعلیہ کی حیثیت کو بغض وعناد کی بنا پر ارادۃً اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے گرانے کی کوشش کی ہے۔ مدعاعلیہ کے مذہب کی توہین کی ہے۔ اور مدعاعلیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ مدعاعلیہ کو خبیث لکھا ہے۔ بابی و بہائی لکھا ہے۔ اسم تصغیر استعمال کرتے ہوئے مدعاعلیہ کو چنیوٹیا لکھا ہے۔ مدعاعلیہ کی تحریر کو بالی ملا کی بکواس لکھا ہے۔ اور شیعت کو اصلی نہیں بلکہ نقلی مذہب بتلایا ہے۔ مشائیہر علمائے شیعہ کی توہین کر کے مدعاعلیہ اور تمام شیعان پاکستان کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ مشہور شیعہ مجتہد مرزا محمد تنکابنی صاحب کتاب قصص العلماء کی تحریر کو بکواس لکھا ہے۔ شیعہ مجتہد عالم عامل وفقیہ عادل الحاج ملا محمد تقی برغانی کو بابی ملا اور خبیث وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔ جنکی مفصل فہرست صفحہ وسطر کے حوالے کے ساتھ علیحدہ طور پر مثل کے ہمراہ لف ہے۔ اور اصل پمفلٹ بھی ہمراہ مثل استغاثہ لف ہے۔ بنابریں مدعی تعزرات پاکستان کی دفعات 501-298-295A کا مرتکب ہوا ہے۔ اور کرمنل عدالتیں ہی ایسے جرائم کے مجرم کے کیس کی سماعت کرنے کا مقام ہیں۔ لیکن لطیفہ یہ ہے۔ کہ مدعی نے اپنی رٹ میں تو یہ بات لکھی کہ معاملہ علماء کے درمیان مناظرہ کے ذریعے طے ہونا چاہئے۔ اور کرمنل عدالتیں ایسے کیسوں کے سننے کا مقام نہیں ہیں۔ لیکن جب خود مدعاعلیہ پر کراچی کی کرمنل عدالت میں استغاثہ کیا تھا۔ تو اس کے بارے میں اپنے پمفلٹ "شیعت ایمان کل بہایت شرک کل" کے صفحہ نمبر 14 سطر نمبر 9 تا سطر نمبر 14 پر یوں لکھا ہے۔ کہ "ہمارا قدم مناظروں سے بچ کر قانون کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ تاکہ سرکار خود اس بارے میں فیصلہ صادر کرے۔ اور عوام اس میں نہ الجھ جائیں۔ چنانچہ کیس نمبر پر آچکا ہے اور مدیر اخبار کے نام نوٹس جاری ہو چکے ہیں" (مذکورہ پمفلٹ ہمراہ مثل استغاثہ لف ہے) حالانکہ مذکورہ عدالت میں زیر دفعہ 500 یہ استغاثہ دائر کیا تھا۔ کہ مدعی کو شیخی مبلغ کہا گیا ہے ثبوت کے لئے مذکورہ استغاثہ میں زیر دفعہ 200 مدعی کے ابتدائی بیان کی نقل کی فوٹو کاپی پیش ہے۔ مدعی کے مذکورہ بیان سے یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہے۔ کہ مدعی یہ سب کچھ پاکستان کے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کر رہا تھا۔ پاکستان کے عوام کو یہ بتلایا جا رہا تھا۔ کہ وہ مناظرہ کرنا درست نہیں سمجھتا۔ لہذا اس نے قانون کا سہارا لیا ہے۔ اس نے اپنے پمفلٹ کے ذریعہ مسلمانان پاکستان کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اس نے یہ استغاثہ اس لئے کیا ہے۔ تاکہ عدالت اس کے اعتقادات کی تصدیق کر دے۔ اور سرکار خود اس بارے میں فیصلہ صادر کر دے۔ یعنی استغاثہ میں کچھ دعوی اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے پمفلٹ میں کچھ اور دعوی۔ لیکن مدعاعلیہ اہل پاکستان کو مدعی کے اس دھوکے سے بچانے کے لئے دفاع کرنے کراچی اپنی کتابوں کے بکس

کے ساتھ پہنچا تو مدعی کے لئے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ اور اس طرح وہ کیس خارج ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود مدعی مذکورہ استغاثہ کا حوالہ دیکر کچھ عرصہ تک شیعان پاکستان کو یہ دھوکا دیتا رہا کہ اس نے وہ استغاثہ اس لئے کیا ہے۔ تاکہ سرکار یہ فیصلہ کردے کہ کس کے اعتقادات صحیح اعتقادات ہیں۔

لیکن مدعا علیہ نے مذکورہ استغاثہ اس مقصد کے لئے نہیں کیا ہے۔ کیونکہ مدعا علیہ کو اس مقصد کے حصول کے لئے عدالت سے رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ خود اپنے علم کی بنا پر اور دلائل کی قوت سے ان کے عقائد کو باطل ثابت کر سکتا ہے۔ لہذا مدعی نے اس بارے میں بھی غلط دلیل کا سہارا لیا ہے۔ اور اپنے ان جرائم کی طرف سے عدالت کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ جسکا وہ زیر دفعہ 295A-298-500 مرتکب ہوا ہے۔ اور مدعا علیہ نے ان ہی دفعات کے تحت مدعی کے خلاف اے۔ سی چنیوٹ کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا ہے۔ جو بالکل سچا ہے۔ اور وہ حقیقتاً اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ لہذا مدعی کی رٹ خارج فرما کر مثل استغاثہ عدالت متعلقہ میں بھیجی جانی مناسب ہے۔ تاکہ مدعا علیہ انصاف حاصل کر سکے۔

(د) یہ کہ مدعی کی یہ دلیل بھی غلط اور جھوٹی ہے۔ جو اس نے اپنی رٹ کے باب دلائل پیراگراف (C) سی میں لکھی ہے۔ کہ مدعی نے تو مرزا محمد تنکابنی اور حاجی محمد تقی برغانی کے متعلق ذاتی طور پر کچھ نہیں لکھا تھا۔ اور حقیقتاً مدعی نے تو مرزا محمد تنکابنی کی کتاب قصص العماء سے فارسی کی تحریر کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ کیونکہ مدعی کے اس بیان کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اگر اس نے ترجمہ کے علاوہ ذاتی طور پر بھی ان دونوں بزرگوں کو کچھ لکھا ہے۔ تو یقیناً وہ مجرم ہے اب یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ یہ دیکھے۔ کہ کیا مدعی نے واقعتاً ذاتی طور پر ان دونوں بزرگوں کو کچھ لکھا ہے یا نہیں ؟ تو عدالت کو معلوم ہوگا کہ مدعی نے اپنے مذکورہ بیان میں بھی بالکل سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور مدعی اس معاملے میں نہ صرف خیانت مجرمانہ کا مرتکب ہوا ہے۔ بلکہ عدالت عالیہ لاہور میں غلط اور جھوٹا بیان داخل کر کے نہ صرف عدالت عالیہ کو دھوکہ دینے کا مرتکب ہوا ہے۔ بلکہ عدالت عالیہ لاہور کی وساطت سے مدعی نے تمام مسلمانان پاکستان کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ مدعی کی خیانت مجرمانہ ثابت کرنے کے لئے ذیل میں دو کالم بنائے گئے ہیں۔ ایک کالم میں اصل عبارت قصص العماء کی درج کی جارہی ہے اور جو عبارت خیانت مجرمانہ کے ساتھ بددیانتی سے ارادۃً اپنے مذموم مقصد کے حصول کے لئے حذف کی گئی ہیں۔ ان کے نیچے سرخ لکیر سے نشان لگادیا ہے۔ اور دوسرے کالم میں مدعی نے خیانت مجرمانہ کے ساتھ کانٹ چھانٹ کر کے اپنے پمفلٹ کے صفحہ نمبر 9 سطر نمبر 4 تا 10 پر جو

کچھ لکھاہے وہ تحریر کیاجارہاہے۔

اصل عبارت قصص العلماء صفحہ نمبر **19/30**

در اجازات شہید ثالث از مشائخ اجازہ

جناب شہید ثالث اجازہ دار داز استادش آقا سید علی

اعلی اللہ مقامہ وعالم از خر شیخ جعفر نجفی صاحب کشف

العظاو سید سند معتمد امجد آقا سید محمد خلف آقا سید علی

چوں آقا سید محمد در سفر جہاد بقزدین وارد شد۔

ازاد سوال کردند۔ کہ حاجی ملا محمد صالح برغانی

مجتہد است یانہ۔ سید بتصریح و تحصیص براجتہاد

فرمودند۔وجناب حاجی ملا محمد صالح از تلانده آقا

سید محمد بودہ وآخر آقا سید علی راہم

ادراک کردہ وبدرس اوحاضر می شد

پس از آقا سید محمد پرسیدند کہ حاجی ملا محمد تقی مجتہد

است یانہ آنجناب فرمودند کہ مرد فاضلے است وتعریف

وتوصیف فضیلتش فرمودند وایں سائل چناں شہرت داد

کہ سید تصریح پراجتہاد شہید ثالث نمود وچوں ایں خبر بہ

حاجی ملا عبدالوہاب رسید و سید ہم درخانہ او منزل

داشتند پس حاجی ملا عبدالوہاب ان سائل راطلبید واو

راتعزیر کرد کہ توچراافترابستہ اوکہ تصریح

براجتہاد شہید ثالث نہ نمود ومیان حاجی ملا عبدالوہاب

وحاجی ملا محمد تقی نقار ہیم بود۔

پس چوں خبر تعزیرانتشاریافت وہمہ آں در قزدین

شیوع یافت جناب شہید ثالث فرمودند کہ احترام

ما آقا سید محمد را برائے اں است کہ پسر استاد ما است۔

مدعی نے جس طرح کانٹ چھانٹ

کر پمفلٹ کے صفحہ **9** سطر

4/10 پر لکھا —

—

—

چوں آقا سید محمد خلف آقا سید

علی بسفر جہاد بقزوین دارد شد از

آقا سید محمد پرسیدند کہ حاجی ملا

محمد تقی مجتہد است یانہ

آنجناب فرموودند کہ مرد فاضل

است وتعریفیش وتوصیفش

فرمودند وایں سائل شہرت داد کہ

سید تصریح براجتہاد شہید ثالث

نمود

—

—

—

—

پس چوں خبر تعزیرانتشاریافت و

وہمہ آں در قزدیں انتشاریافت

شہید ثالث فرمودند کہ احترام آقا

سید محمد است کہ پسر استاد ما است

نہ از جہت دیگر بالجملہ چوں انکسار خواطر شہید ثالث
مشہور رائے جناب آقا سید محمد افتاد یک روز ناہار
را در خانہ حاجی ملا محمد تقی صرف نمود و اظہار التفات
باو نمود و اجازہ ادرا نوشت دور ہماں روز بہ مسجد شہید
ثالث رفت و بعد از نماز بہ پلہ ممبر نشت و نہایت
توصیف فضیلت او نمود و تصریح بر اجتہاد او نمود و
مردم را ازیں قضیہ اعلام فرمود

قصص العلماء کی اصل عبارت اور مدعی کی طرف سے کانٹ چھانٹ کر کے اپنے پمفلٹ کے صفحہ نمبر 9 سطر نمبر 4 تا نمبر 10 پر تحریر کی ہوئی عبارت علیحدہ علیحدہ درج کرنے کے بعد مدعا علیہ اب اصل عبارت کا ترجمہ بھی اس طرح دو کالموں میں پیش کرتا ہے۔ جس سے ثابت ہوگا۔ کہ مدعی نے صرف اصل عبارت میں کانٹ چھانٹ پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ارادۃً اپنے بغض و عناد سے اپنے مذموم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ترجمہ میں اپنی طرف سے کس طرح اضافہ کیا ہے۔

قصص العلماء کی اصل فارسی عبارت کا ترجمہ	مدعی کا کیا ہوا ترجمہ صفحہ نمبر 9
مشائخ اجازہ سے شہید ثالث کے حاصل کردہ	—
اجازوں کے بیان میں	—
شہید ثالث کے پاس اپنے استاد آقا سید علی	—
اعلی اللہ مقامہ کا اجازہ تھا اور عالم از خر شیخ جعفر	—
نجفی صاحب کشف الغطاء و سید سند معتمد امجد	—
آقا سید محمد خلف آقا سید علی سے بھی اجازہ	—
اجتہاد رکھتے تھے۔	—
جب آقا سید محمد (روس کے خلاف) جہاد کے	جب آقا سید محمد خلف سید علی
سفر پر قزدین تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے	(استاد ملا تقی جس سے اجازہ حاصل
پوچھا کہ حاجی ملا محمد صالح برغانی مجتہد ہیں یا نہیں	کرنے کا دعوی کیا گیا ہے) سفر
آقا سید محمد نے صراحتاً ان کے مجتہد ہونے کی	جہاد پر جب قزدین آئے تو آقا

تصدیق کی اور جناب حاجی صالح محمد آقا سید محمد
کے شاگردوں میں تھے۔ اور آخر میں آقا سید
علی کے حلقہ درس میں شریک رہے۔ اسکے
بعد لوگوں نے پوچھا کہ حاجی محمد تقی برغانی
مجتہد ہیں یا نہیں؟ جناب آقا سید محمد نے فرمایا
کہ وہ ایک مرد فاضل ہیں اور ان کے فضل و
کمال کی بہت ہی تعریف و توصیف کی۔ اور اس پوچھنے
والے نے یہ مشہور کیا کہ آقا سید محمد نے شہید
ثالث کے اجتہاد کو صراحتاً بیان کیا ہے۔ جب
یہ خبر حاجی ملا عبدالوہاب نے سنی اور آقا سید محمد
عبدالوہاب کے گھر ٹھیرے ہوئے تھے۔ تو حاجی
عبدالوہاب نے اس سائل کو بلایا اور حاجی ملا
عبدالوہاب نے اس کو تعزیر و سرزنش کیا کہ
تو نے کیوں افترا باندھا۔ آقا سید محمد نے
صراحتاً تو نہیں کہا تھا۔ کہ شہید ثالث مجتہد
ہیں۔ اور حاجی ملا عبدالوہاب' حاجی ملا محمد تقی
برغانی سے عداوت رکھتا تھا۔ پس جس وقت
یہ خبر کہ حاجی ملا عبدالوھاب نے اس سائل
کو تعزیر و سرزنش کیا ہے۔ سب جگہ پھیل گئی
اور قزوین میں ملا عبدالوھاب کے اس
سائل کو تعزیر کرنے کے واقعہ کی خوب
شہرت ہو گئی۔ تو جناب شہید ثالث نے
فرمایا کہ ہم آقا سید محمد کا صرف اس لئے
احترام کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے استاد
(آقا سید علی) کے فرزند ہیں۔ نہ کہ کسی اور

سید محمد سے پوچھا

کہ آیا حاجی محمد تقی برغانی مجتہد
ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ با
فضیلت انسان ہے۔ اور تعریف و
توصیف کی (لیکن مجتہد ہونے اور
آپ کے والد سے اجازہ حاصل
کرنے کا کوئی اقرار نہیں فرمایا)
سوال کرنے والے نے اسکی ایسی
شہرت دی
(اس فقرہ کو متن میں تلاش کیا
جائے کہ یہ ذاتی طور پر کہا ہے
یا ترجمہ ہے)
جس کی بنا پر صراحتاً آقا سید محمد نے
اس کے مجتہد نہ ہونے کا اعلان کر
دیا" اور قزوین میں
شور برپا ہو گیا۔ اور جب شہید
ثالث کو حقیقت کا علم ہوا تو کہنے
لگے کہ میں آقا سید محمد کا اس لئے
احترام کرتا ہوں کہ وہ میرے
استاد کے فرزند ہیں۔

جہت سے جس وقت آقا سید محمد کو یہ معلوم
ہوا کہ (ملا عبدالوھاب کی اس حرکت پر)
شہید ثالث نے صبر و تحمل اور انکسار خاطر
کا ثبوت دیا ہے تو خود ایک دن صبح کے وقت
حاجی ملا محمد تقی کے گھر تشریف لے گئے اور
ان کے گھر پر قیام فرمایا اور ان کے ساتھ
التفات کا اظہار کیا۔ اور ان کے مجہتد ہونے کا
اجازہ لکھ کر ان کو دیا اور اسی دن مسجد شہید
ثالث میں تشریف لے گئے اور نماز کے بعد
ممبر کے اوپر بیٹھ گئے اور آقا محمد تقی برغانی
شہید ثالث کی انتہائی تعریف و توصیف بیان
فرمائی اور صراحتاً بیان فرمایا کہ آقا حاجی ملا
محمد تقی برغانی مجہتد ہیں اور لوگوں کو اس
قضیہ سے آگاہ فرمایا۔

مدعا علیہ اس عدالت کو اور پاکستان کے ہر شہری کو خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ یعنی خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ ہو بلکہ خواہ وہ مسلمان بھی نہ ہو۔ لیکن فارسی کو جانتا ہو اور فارسی سے اردو میں ترجمہ کر سکتا ہو۔ یہ دعوت دیتا ہے کہ وہ مدعی کے پمفلٹ میں تحریر کردہ صفحہ نمبر **9** سطر نمبر **4** تا **10** میں سے ہی جو کچھ اس نے اصل فارسی عبارت میں سے کانٹ چھانٹ کر قطع برید کر کے اور خیانت مجرمانہ کر کے بددیانتی کے ساتھ اور بدنیتی سے لکھ دیا ہے۔ اسی میں سے کسی جملہ کا کسی لفظ کا کسی حرف کا یہ مطلب نکال کر دکھادے۔ جو مدعی نے اپنے پمفلٹ میں تحریر کیا ہے۔ کہ "جس کی بنا پر آقا سید محمد نے اس کے مجہتد نہ ہونے کا اعلان کر دیا"۔ لیکن اگر خیانت مجرمانہ کے بعد بھی جو کچھ کانٹ چھانٹ کر کے تحریر کیا ہے۔ اس میں بھی کسی عبارت کا۔ کسی جملہ کا یا کسی لفظ کا ترجمہ یہ نہ بنتا ہو کہ "جس کی بنا پر آقا سید محمد نے اس کے مجہتد نہ ہونے کا اعلان کر دیا"۔ تو پھر یہ بات تسلیم کرنی پڑیگی کہ مدعی نے یہ کہہ کر کہ اس نے حاجی محمد تقی برغانی کے متعلق ذاتی طور پر کچھ نہیں لکھا تھا۔ بلکہ اس نے قصص العلماء کی فارسی تحریر کا ترجمہ کیا تھا۔ نہ صرف شیعان پاکستان کو دھوکہ دیا ہے۔ بلکہ عدالت عالیہ میں سفید جھوٹ بول کر اور غلط بیانی کر کے عدالت عالیہ کو

بھی دھوکا دیا ہے۔ لہذا انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ عدالت عالیہ مدعی کی طرف سے تحریری طور غلط بیانی کرنے اور تحریری طور پر جھوٹی رٹ داخل کر کے عدالت کو دھوکا دینے کا بھی کوئی ایکشن ضرور لے لیکن جہاں تک مدعا علیہ کا تعلق ہے۔وہ اپنے استغاثہ کے مطابق صرف یہ ثابت کرے گا۔ کہ مدعی تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295A-298-501 کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔

مدعی نے قصص العلماء کی اصل عبارت میں سے شروع سے، درمیان سے اور آخر سے کانٹ چھانٹ کیوں کی؟ کیا اس کا کوئی جواز پیش کیا جا سکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں، مدعی نے اپنے ترجمہ میں اگر یہ غلط ترجمہ نہ کیا ہوتا۔ اور خود اپنی طرف سے یہ نہ کہا ہوتا کہ "جس کی بنا پر آقا سید محمد نے اس کے مجہتد نہ ہونے کا اعلان کر دیا" اور مدعی نے اپنے پمفلٹ "شیعت ایمان کل بہائیت شرک کل" کے صفحہ نمبر 4 سطر نمبر 4 میں العالم العادل والفقیہ الکامل ملا محمد تقی برغانی کو یہ نہ لکھا ہوتا کہ "جس بہائی ملا کے لکھے ہوئے غلط افسانے کا حوالہ دیکر" اور صفحہ نمبر 4 سطر نمبر 10 پر یوں نہ لکھا ہوتا کہ "وہ خبیث اور بہائیوں کے مشہور کئے ہوئے شہید" اور صفحہ نمبر 6 سطر نمبر 5 پر یوں نہ لکھا ہوتا کہ "اس ملا کو چنیوٹیے جیسے بابی ملاؤں نے شہید ثالث کا خطاب دیا" اور صفحہ نمبر 10 سطر نمبر 9 پر یوں نہ لکھا ہوتا۔ کہ "بہائیوں کے بنائے ہوئے شہید ثالث وغیرہ وغیرہ تو اس کانٹ چھانٹ کو اور اس قطع برید کو اختصار کا نام دیا جا سکتا تھا۔ لیکن مدعی نے جتنی عبارتیں قطع و برید کی ہیں۔ وہ سب کی سب وہ ہیں۔ جن میں حتمی طور پر ان باتوں کی تصدیق ہے۔ جن باتوں کے تسلیم کرنے سے مدعی نے انکار کیا ہے۔ لہذا یہ قطع و برید اختصار کے خیال سے نہیں بلکہ بددیانتی کے ساتھ ارادۃً اکابرین علمائے شیعہ کی توہین کے لئے کی گئی ہے۔ اور شیعان پاکستان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی نیت سے کی گئی ہے۔

قصص العلماء میں سے اصل بیان کی پہلی لائن جو چھوڑی گئی۔ اس میں حتمی طور پر یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ حاجی ملا محمد تقی برغانی شیعہ مجہتد تھے۔ اور انہوں نے مشاہیر علمائے شیعہ و مجہتدین عظام سے اجازہ اجتہاد حاصل کیا تھا۔ اور ان مشائخ اجازہ میں سے جن سے حاجی آقا ملا محمد تقی برغانی نے اجازہ اجتہاد حاصل کیا تھا۔ ان کے نام بھی اسی پہلی لائن میں درج تھے۔

مدعی نے اس پہلی لائن کو حذف کرنے میں ارادۃ بددیانتی کی ہے۔ اور خیانت مجرمانہ کی ہے۔ اور اکابرین علمائے شیعہ اور مجتہدین عظام شیعہ کو گالیاں دینے کے لئے اور شیعان پاکستان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔

مدعی نے اصل عبارت میں سے درمیان سے ملا عبدالوہاب کا واقعہ اس لئے چھوڑا کیونکہ وہ شیخ

احمد احسائی کا پیرو تھا۔ جیسا کہ قصص العلماء کے صفحہ نمبر 38 پر سطر نمبر 5 پر لکھا ہے۔ "وحاجی ملا عبد الوہاب از مریدان شیخ بودہ" اور مدعی بھی شیخ احمد احسائی کا پیرو ہے۔ لہذا جو حرکت ملا عبد الوہاب شیخی نے کی تھی۔ اس کو بھی حذف کر دیا۔ اور اپنی طرف سے ایک نئی عبارت گھڑی جس کا اصل عبارت میں کہیں وجود نہیں تھا۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔ کہ "جس کی بنا پر آقا سید محمد نے اس کے مجتہد نہ ہونے کا اعلان کر دیا" اس مفہوم کی کوئی عبارت فارسی متن میں نہیں تھی۔ یہ مدعی نے خود ذاتی طور پر اپنی طرف سے گھڑ کر لکھی ہے۔

اور آخری عبارت مدعی نے اس لئے حذف کی کیونکہ اس میں واضح طور پر یہ لکھا تھا۔ کہ آقا سید محمد آقا ملا محمد تقی برغانی کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے تحریری طور پر مجتہد ہونے کی تصدیق کی اور پھر مسجد شہید ثالث میں تشریف لے گئے۔ اور ممبر پر جاکر تمام لوگوں کے سامنے اعلان فرمایا کہ حاجی آقا محمد تقی برغانی مجتہد ہیں۔

مذکورہ بیان سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ مدعی نے یہ عبارتیں ارادۂ بدنیتی کے ساتھ اپنے خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حذف کی ہیں۔ چونکہ ایسانہ کرنے سے ذاتی طور پر اپنی طرف سے گھڑی ہوئی جعلی عبارت کہ "آقا سید محمد نے اس کے مجتہد نہ ہونے کا اعلان کر دیا" بے معنی ہو جاتا اور اس شیعہ مجتہد کے خلاف بغض نکالنے اور ارادۂ بدنیتی کے ساتھ ان کو گالیاں دینے اور شیعان پاکستان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا موقع نہ مل سکتا۔ پس مدعی کا یہ کہنا سراسر غلط ثابت ہو گیا۔ کہ اس نے تو مرزا محمد تنکابنی کی کتاب قصص العلماء فارسی کی تحریر کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ اور ذاتی طور پر کچھ نہیں لکھا تھا

مدعی نے اسی پیراگراف (C) ہی میں لکھا ہے۔ کہ مدعی حاجی محمد تقی برغانی کے اعتقادات کے بارے میں یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ اس کا عقیدہ صحیح شیعہ عقیدہ تھا۔ اور پھر بلا فاصلہ تحریر کیا ہے۔ کہ حقیقتاً مرزا محمد تنکابنی کی تحریر کے مطابق حاجی محمد تقی برغانی بابی تھا اور مدعی نے تو صرف مرزا محمد تنکابنی کی تحریر کا ترجمہ کیا ہے۔

دھوکہ دہی کی کوئی تو حد ضرور ہوتی ہو گی۔ مگر مدعی نے دھوکہ دہی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اور تمام مسلمانان پاکستان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور خود عدالت عالیہ کو اس نے دھوکہ دینے میں کمال کر دیا ہے۔ ایک ہی سانس میں پہلے تو یہ کہا کہ مدعی حاجی ملا محمد تقی برغانی کے اعتقادات کے بارے میں یہ بات تسلیم نہیں کرتا۔ کہ اس کا عقیدہ صحیح شیعہ عقیدہ تھا۔ پھر مدعی کے نزدیک ملا محمد تقی برغانی کا عقیدہ کیا تھا۔ وہی جس کا مدعی نے دعوی کیا ہے۔ اور اپنے پمفلٹ میں تحریر کیا ہے۔ کہ وہ بابی تھا۔ وہ بہائی

تھا۔ وہ خبیث تھا وغیرہ وغیرہ اور اسی سانس میں عدالت کو دھوکا دینے کے لئے اپنی رٹ میں یہ لکھا کہ مدعی نے تو صرف مرزا محمد تنکابنی کی کتاب قصص العلماء کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مرزا محمد تنکابنی کی تحریر کے مطابق حاجی محمد تقی برغانی بابی تھا۔

اگر ساری دنیا کا کوئی بھی فارسی پڑھا لکھا انسان یا پاکستان کا کوئی بھی فارسی پڑھا ہوا شخص یا یہ عدالت آقائے مرزا محمد تنکابنی کی سالم کتاب قصص العلماء میں سے کہیں سے بھی یہ چیز نکال لے کہ مرزا محمد تنکابنی کی اس تحریر کے مطابق حاجی ملا محمد تقی برغانی بابی تھا۔ تو پھر مدعی کی یہ بات قابل تسلیم ہو جائے گی کہ مدعی نے صرف تنکابنی کی تحریر کا ترجمہ کیا ہے لیکن اگر ساری دنیا کا کوئی بھی شخص مرزا محمد تنکابنی کی سالم کتاب قصص العلماء میں کہیں سے بھی ایک بھی لفظ ایسا نہ نکال سکے کہ مرزا محمد تنکابنی نے کہیں بھی حاجی آقا محمد تقی برغانی کو بابی لکھا ہے۔ جو یقیناً کوئی نہیں دکھا سکتا۔ تو پھر یہ بات تسلیم کر لی جائے۔ کہ مدعی نے شیعان پاکستان کے دلوں کو زخمی اور مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اور اب عدالت عالیہ میں تحریری بیان داخل کر کے عدالت عالیہ کو بھی دھوکہ دینے کا مرتکب ہوا ہے۔ مدعی کی طرف سے یہ ایک اور سفید جھوٹ ہے اور یہ ایک اور چال ہے۔ اور یہ ایک اور دھوکا ہے۔ جو وہ عدالت عالیہ کی وساطت سے تمام مسلمانان پاکستان کو دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ مرزا محمد تنکابنی کی کتاب ملاحظہ کے لئے میرے پاس موجود ہے۔ لیکن مرزا محمد تنکابنی کی سالم کتاب کو بھی رہنے دیجئے۔ مدعی کے شائع کردہ پمفلٹ شیعت ایمان کل بہائیت شرک کل کے کل **16** صفحات ہیں۔ ان **16** کے **16** صفحات میں ہی جو مدعی نے شائع کر کے ترجمہ کئے ہیں۔ یہ دکھا دیا جائے کہ اس میں تحریر کردہ کونسے لفظ سے کونسے جملہ سے اور کونسی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ملا محمد تقی برغانی بابی تھے۔ جو دنیا کا کوئی بھی فارسی پڑھا لکھا انسان نہیں نکال سکتا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدعی نے بدنیتی سے ارادۂ اور اپنے بغض وعناد کی بنا پر اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے آقائے محمد تقی برغانی کو اپنے پمفلٹ میں بابی لکھ کر تمام شیعان پاکستان کے مذہبی جذبات کو علی العموم اور مدعاعلیہ کے مذہبی جذبات کو علی الخصوص مجروح کیا ہے۔ کیونکہ حاجی ملا محمد تقی برغانی ہمارے مذہب کے بڑے پایہ کے مجتہد تھے۔ اور ان علماء اعلام شیعہ میں ایک تھے۔ جنہوں نے راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اور مرزا محمد تنکابنی نے اپنی کتاب قصص العلماء میں آپ کی عبادت کا حال صفحہ نمبر **16** پر اور شہادت کا مفصل واقعہ صفحہ نمبر **52** پر واضح طور پر لکھا ہے۔ کہ کس طرح بابیوں نے آقائے محمد تقی برغانی کو محراب عبادت میں عین مسجد کے اندر سجدے کی حالت میں شہید کیا۔ کتاب قصص العلماء ملاحظہ کے لئے پیش کی جا سکتی ہے۔ جس میں آپ کی شہادت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ آپ نے بابیوں

کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ لہذا بابیوں نے ان کو مسجد کے اندر محراب عبادت میں عین سجدے کی حالت میں شہید کر دیا۔

اللہ اللہ وہ معروف شیعہ بزرگ عالم دین جو مسجد کے اندر محراب عبادت میں صرف اس وجہ سے شہید ہو جائے کہ وہ بابیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ دیتے تھے۔ اس کو مدعی یہ کہے کہ وہ بابی تھا۔ اور بہائی تھا' اور خبیث تھا' اور اس پر مدعی اپنے دلائل کے اسی پیراگراف سی میں آگے چل کر یہ لکھتا ہے۔ کہ مدعی خود شیعہ اثنا عشری مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ لہذا اسلام کے علماء کی عام طور پر اور اثنا عشری علماء کی خاص طور پر توہین کرنے اور ان سے غیر مودب ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور یہی بات اس نے دلائل کے پیراگراف ڈی میں دہرائی ہے۔ مدعا علیہ اس کے جواب میں اور کیا کہہ سکتا ہے "کہ آں را کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان است"

بزرگ شیعہ علماء دین کو لکھی ہوئی گالیاں نشر ہو رہی ہیں۔ اور پھر بھی بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ مدعی اسلام کے علماء کی عام طور پر اور اثنا عشری علماء کی خاص طور توہین کرنے اور ان سے غیر مودب ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شیعہ کسی شیعہ عالم دین و مجتہد کو گالیاں نہیں دے سکتا لیکن مدعی تو شیخی ہے اور شیخ احمد احسائی کا پیرو اپنی عادت مستمرہ کے مطابق تمام شیعہ علماء اعلام و مجتہدین عظام کو بے جھجک گالیاں دے سکتا ہے۔ اور ان پر تہمتیں لگا سکتا ہے۔ لہذا مدعی کی مذکورہ دلیل بھی قطعاً غلط ثابت ہو گئی۔

(ہ) مدعی نے اپنے دلائل کے پیراگراف ای (E) میں بھی جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ دھوکہ ہے اور فریب ہے۔ وہ شیعہ عالم نہیں ہے۔ بلکہ وہ کرمان کی شیخی خلافت کا نمائندہ ہے اور بے خبر شیعان پاکستان میں گھسا ہوا بتدریج شیخی عقائد کی ترویج میں مصروف ہے۔ اور اپنے مذہب کے پیشواؤں یعنی شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی و محمد کریم خان کرمانی کی طرف بے خبر شیعان پاکستان کو یہ دھوکہ دے کر مائل کرنے میں مشغول ہے۔ کہ اس کے مذکورہ پیشوا شیعہ مذہب کے بہت بڑے اعالم تھے۔ اور ان کی تعلیمات و نظریات ہی صحیح شیعہ نظریات ہیں۔ اور ان کے علاوہ تمام شیعہ علماء اعلام کو خواہ وہ متقدمین ہوں یا متاخرین بابی یا بہائی کہہ کر بے خبر شیعہ عوام کے اذہان کو مسموم کر رہا ہے۔ اور عام اشتہارات اور رسالوں کے ذریعے تمام مسلمانان پاکستا کو دھوکہ دے رہا ہے۔ اور اپنی رٹ کے اس پیراگراف میں بھی مدعی نے عدالت عالیہ کو تمام مسلمانان پاکستان کو دھوکہ دینے کا وسیلہ بنایا ہے۔ اور عدالت عالیہ کے واسطے سے تمام مسلمانان پاکستان کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ مدعا علیہ بابی یا بہائی ہے۔ اور مدعی کو چونکہ بابیت اور بہائیت

کے بارے میں علم تھا۔لہذا مدعاعلیہ اس کی مخالفت اور عداوت پر اتر آیااور مدعی کی طرف سے حقیقتاً کوئی جرم نہیں ہوا۔

عین عدالت کے اندر تحریری طور پر بابی اور بہائی کہا جارہا ہے اور رٹ کے دلائل کے پیرا-A میں بھی اور پیرا-E میں بھی واضع طور پر بابی اور بہائی لکھا ہے۔ اس مدعاعلیہ کو بابی اور بہائی لکھا ہے۔ جو بابیوں کو بھی اور بہائیوں کو بھی مدعی کی نسبت بھی زیادہ کافر سمجھتا ہے۔ لیکن ہر واقف حال کو معلوم ہے۔ کہ علی محمد باب یعنی بابی مذہب کا بانی شیخ احمد احسائی کا پیرو تھا۔اور کاظم رشتی کا شاگرد تھا۔ اور بابی مذہب شیخی مذہب سے ہی نکلا ہے۔اور شیخی مذہب کی ایک شاخ جیساکہ مدعاعلیہ نے اپنی ترجمہ کردہ کتاب تنبہ الانام کے گفتار مترجم میں شیخیوں کی شاخوں کا نقشہ پیش کیا ہے۔مدعی شیخیوں کی اس شاخ کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو کاظم رشتی کے بعد محمد کریم خان کرمانی سے چلتی ہوئی عبدالرضا ابراہیمی موجودہ سربراہ فرقہ تک پہنچتی ہے۔خود مدعی کی تحریروں میں اس بات کا ثبوت موجود ہے۔اور اس کی اپنی رٹ کے اندر بھی ان رؤسائے مذہب شیخیہ یعنی شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی تعریفوں کا بیان ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔اور یہ حضرات شیخی مذہب کے پیشوا ہیں۔ ملاحظہ ہو انسائکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور بنابریں مدعاعلیہ مدعی کو شیخی سمجھتا ہے۔ شیخی جانتا ہے اور لوگوں کو علی الاعلان بتلاتا ہے۔کہ مدعی شیخی ہے۔ شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی کا پیرو ہے۔اور یہی بات مدعاعلیہ نے اخبار رضاکار میں ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار شیخیوں سے رشتیوں سے ہوشیار کے عنوان کے تحت شائع کرائی تھی۔ لیکن چونکہ مدعی مذکورہ شیعوں میں گھلا ملا ہوا تھا۔اور خود کو شیعہ ظاہر کرتا تھا۔اور بے خبر شیعہ اس کو شیعہ ہی سمجھتے تھے۔اگرچہ مدعاعلیہ کے مضمون نے طول و عرض پاکستان میں شیعان پاکستان کو بیدار کر دیا اور صاحبان فہم سمجھ گئے۔کہ مدعی ایران کے شیخی مذہب کا پاکستان میں ایجنٹ ہے۔ لیکن بے خبر شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور سادہ لوح شیعہ عوام کو بھکانے کے لئے اس نے یہ چال چلی کہ مدعاعلیہ نے اپنے مضمون میں جو کچھ اس کو لکھا تھا۔یعنی اس کا شیخی ہونا اس کو تو اس نے شیعہ عوام سے چھپانے کی کوشش کی اور جو بات اس کے بارے میں لکھی ہی نہیں گئی تھی۔اس کا غلط طور پر اظہار کیا اور اسی بات کو اپنی طرف سے بنا کر شہرت دی۔کہ مدعاعلیہ نے اس کو بابی یا بہائی لکھا ہے۔اور وہ بابی نہیں بلکہ خود مدعاعلیہ بابی ہے۔چال بازی۔عیاری۔دھوکہ بازی۔فریب دہی۔کی بھی کوئی حد ہوتی ہوگی۔ مگر مدعی نے تمام حدیں پھلانگ دی ہیں۔ عدالت اس بات کا فیصلہ صرف اس صورت میں منصفانہ طور پر کر سکتی ہے۔جب مدعاعلیہ کے مضمون ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار کا بغور مطالعہ کیا جائے۔اور پھر اس کے جواب میں مدعی کی طرف سے لکھے گئے رسالہ شیعیت ایمان کل بہائیت

شرک کل کا مطالعہ کیا جائے۔ اور پھر یہ انصاف کیا جائے کہ کونسی عبارت سے مدعا علیہ کا بابی یا بہائی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور کونسی عبارت ہے اور کونسا جملہ ہے۔ وہ جس میں مدعا علیہ نے مدعی کو بابی یا بہائی لکھا ہے۔ اور جب یہ دونوں باتیں نہ ملیں۔ تو مدعا علیہ کے اس دعوے کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مدعی انتہائی چال باز ہے۔ انتہائی مکار ہے۔ انتہائی عیار ہے۔ اور انتہائی دھوکہ باز ہے۔ جس نے اپنی شخصیت کو چھپانے کے لئے اور شیعان پاکستان کو اپنے رسالوں اور اپنے اشتہاروں اور عدالت عالیہ کے ذریعے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مدعا علیہ کا استغاثہ مدعی کے خلاف اس کی دھوکہ دہی کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو اس نے عدالت عالیہ کو دیا ہے۔ اور شیعان پاکستان کو دیا ہے۔ اور تمام مسلمانان پاکستان کو دیا ہے۔ دے رہا ہے۔ اور یہی مدعی کا شغل ہے۔ لہذا اس بارے میں عدالت عالیہ جانے اور مدعی جانے۔ لیکن مدعا علیہ کا استغاثہ مدعی کے خلاف اس ازالہ حیثیت عرفی کے لئے ہے اور اس توہین کے لئے ہے۔ جو اس نے مدعا علیہ کی اپنے مذکورہ رسالہ میں کی ہے۔ اور مدعا علیہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ مدعا علیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اور مدعا علیہ کے مذہب کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ جس کی فہرست صفحہ وسطر کے حوالے کے ساتھ مثل کے ہمراہ علیحدہ لف ہے۔ جنہیر مدعی کے خلاف دفعہ **295A-298-501** کا جرم عائد ہوتا ہے۔ اور یقیناً وہ ان دفعات کے ماتحت جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ لہذا استغاثہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب صحیح ودرست ہے۔ مدعا علیہ نے مذہبی نظریات کے صحیح ہونے یا غلط ہونے کا فیصلہ کرانے کے لئے یہ استغاثہ داخل نہیں کیا ہے۔ بلکہ مذکورہ جرائم کے خلاف استغاثہ کیا ہے۔ لہذا یہ فوجداری عدالت کے دائرہ اختیار میں بھی ہے۔ اور عدالت فوجداری کو اس کی سماعت کرنے اور اس کا فیصلہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔

(2) یہ کہ مدعی نے دلائل کے پیرا **(H)** میں تحریر کیا ہے کہ مدعی کے نام ابتدا میں سمن ہوتے رہے۔ لیکن وہ اس لئے حاضر عدالت نہ ہوا۔ کہ اس کے ساتھیوں نے اس کو یہ تاثر دیا کہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی تو ایک مسلمان عالم فاضل آدمی تھے۔ اگر مدعی نے یہ ہی لکھا ہے تو کوئی جرم نہیں کیا۔ مدعی بس اپنے ساتھیوں کے صرف یہ کہہ دینے پر عدالت میں نہیں آیا۔ اے سی چنیوٹ کی عدالت سمن پر سمن بھیجتی رہی۔ اور اس کے بعد وارنٹ پر وارنٹ بھیجتی رہی۔ لیکن وہ اس لئے حاضر عدالت نہ ہوا۔ کہ اس کے ساتھیوں نے یہ تاثر دیدیا تھا۔ کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ اور وہ عدالت میں صرف اسی تاثر کی بنا پر نہیں گیا۔ جیسا کہ مدعی نے اپنے رٹ کے پیراگراف **(H)** میں ظاہر کیا ہے۔ لیکن اے سی چنیوٹ کو جعلی میڈیکل سرٹیفیکیٹ بھجواتا رہا۔ اور اپنے انہیں تاثر دینے والے ساتھیوں کی معرفت استغاثہ کو خارج کرانے کے لئے سفارشیں پہنچاتا رہا۔ دباؤ ڈلواتا رہا۔ اور وہ سب کچھ ان خطوط سے ظاہر ہے۔ جن کا فوٹوسٹیٹ اس

نے خود اپنی شائع کردہ کتاب "گلدستہ مودت" میں چھپوایا ہے۔ گلدستہ مودت میں مولوی محمد اسماعیل اور خادم حسین کے خطوط کا عکس خاص طور پر ملاحظہ کے لائق ہے۔ گلدستہ مودت کی ایک جلد ہمراہ ہذالف ہے۔ گلدستہ مودت کے پڑھنے کے بعد اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مدعی کس طرح سے توہین عدالت کا مرتکب ہوا ہے۔ مدعاعلیہ کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کہ مذکورہ عدالت اپنی توہین کا نوٹس لیتی ہے یا نہیں ؟ لیکن مدعاعلیہ نے مدعی کے خلاف جرائم زیر دفعہ 295A- 298-501 کا اثبات کرنا ہے۔ جس کی سماعت کا کرمنل عدالتوں کو اختیار ہے۔ اور ان کی سماعت ان عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ لہذا مودبانہ گذارش ہے کہ مدعی کی رٹ خارج فرمائی جاکر استغاثہ برائے سماعت اے۔ سی صاحب چنیوٹ کی عدالت میں جلد از جلد بھجوایا جاکر ممنون فرمایا جاوے۔ تاکہ مدعاعلیہ وہاں پر انصاف حاصل کرسکے۔ اور مدعی کو پابند کیا جاوے۔ بلکہ آخری جاری شدہ وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت کے ماتحت جس کی ملزم پر تعمیل ہو چکی ہے۔ گرفتار کرایا جاکر اے۔ سی صاحب چنیوٹ کی عدالت میں بھجوایا جانے کا حکم صادر فرمایا جاوے۔ ورنہ مدعی پھر اپنی چالبازیوں سے حاضر عدالت ہونے سے پہلو تہی کرتا رہے گا انصاف فرمایا جاکر ممنون فرمایا جاوے۔ فقط مورخہ 17-10-78

دستخط

سید محمد حسین زیدی برستی مدعاعلیہ نمبر 1' محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

فہرست دستاویزات حسب ذیل ہے۔

=1 فوٹو کاپی بیان ابتدائی مدعی زیر دفعہ 202 سی ار سی

=2 اشتہار مجالس جامعتہ الشیعہ دار البتلیغ اسلامی کوٹ ادو

=3 اشتہار مجالس جامعتہ العربیہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان

=4 اشتہار شائع کردہ پاکستان شیعہ انقلابی محاذ لاہور

=5 اشتہار شائع کردہ پاکستان شیعہ انقلابی محاذ لاہور

=6 اردو انسائکلوپیڈیا آف اسلام جلد نمبر 2 کراسہ 1

=7 گلدستہ مودت شائع کردہ کتاب خانہ ابراہیمہ کرمان شاخ پاکستان

=8 ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العلوم شائع کردہ ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ

دستخط

سید محمد حسین زیدی برستی

کاظم علی رسا کی رٹ پٹیشن کی سماعت کا بیان

کاظم علی رسا کی اس رٹ پٹیشن کی پیروی کے لئے میں اور کاظم علی رسا دونوں لاہور ہائی کورٹ میں حاضر ہوتے رہے۔ مگر ہر دفعہ وہ عدالت میں یہ عذر پیش کر دیتا کہ میرا وکیل دوسری عدالت میں پیش ہوا ہوا ہے۔ مگر اصل حقیقت یہ تھی۔ کہ اس کا وکیل اس کی رٹ پٹیشن کا میری طرف سے جواب پڑھ کر اصل حقیقت کو سمجھ گیا تھا۔ اور اس کی پیروی کے لئے عدالت میں پیش ہونے سے پہلو تہی کر رہا تھا۔ جب تین چار دفعہ اس طرح تاریخوں پر تاریخیں پڑتی رہیں۔ تو میں نے عدالت سے استدعا کی کہ ان کا وکیل دراصل عدالت میں حاضر ہونے سے پہلو تہی کر رہا ہے۔ لہذا دوسری تاریخ دینے کی بجائے ان کے وکیل کے دوسری عدالت سے فارغ ہونے کا انتظار فرمالیا جائے۔ میری اس استدعا پر عدالت نے کہا کہ اس دفعہ آخری تاریخ ہے۔ اگلی تاریخ پر ہر صورت سماعت ہو گی۔ چنانچہ اگلی تاریخ پر ہم دونوں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ چنیوٹ اور لاہور سے بہت سے مومنین بھی مقدمہ کی سماعت کے لئے لاہور ہائی کورٹ پہنچے۔ عدالت کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شیخ صدیق مدیر محترم رضاکار اور اس حقیر کا برادر عزیز سید محمد نقی زیدی اور چنیوٹ سے جناب غلام شبیر حیدری صاحب مقدمہ کی سماعت کے لئے خاص طور پر آئے ہوئے تھے۔ مگر اس دفعہ بھی کاظم علی رسا نے پھر وہی کہا۔ کہ اس کا وکیل دوسری عدالت میں پیش ہے۔ اس پر عدالت نے کہا کہ جس وقت تمہارا وکیل آجائے۔ اسی وقت لے آو۔ تھوڑی دیر کے بعد کاظم علی رسا' ایک نو آموز وکیل کو' جو عبدالرحیم صاحب ایڈوکیٹ کے ہمراہ پارٹنر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ لے کر عدالت میں حاضر ہوئے۔ عدالت نے ان سے کہا کہ بتلاؤ' آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا جناب مجھے تو کچھ علم نہیں ہے ۔ مجھے تو عبدالرحیم صاحب نے حاضری کے لئے بھیجا ہے۔ جج صاحب نے فرمایا کہ آج سماعت ضرور ہو گی۔ پٹیشنر کی طرف سے وکیل موجود ہے۔ لہذا مجھے حکم ہوا کہ میں اپنے مقدمہ کا عرضی دعوی پڑھوں۔ میں نے عرض دعوے کے ساتھ اس کی لکھی ہوئی گالیوں اور توہین آمیز الفاظ کا ایک انڈکس بھی شامل کیا ہوا تھا۔ جب میں نے عرضی دعوی پڑھنا شروع کیا۔ تو جج صاحب نے فرمایا کہ یہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کے رسالہ میں فلاں صفحہ اور فلاں سطر میں۔ جج صاحب نے فرمایا کہ مزید عرضی دعوی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملزم کا جرم اسی سے ثابت ہو گیا ہے۔ اور ملزم واقعی اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ جج صاحب کی زبان سے ان کا یہ فیصلہ سنتے ہی کاظم علی رسا نے دھاڑ دھاڑ رونا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ میں بہت بوڑھا ہوں۔ مجھے معاف کر دیا جائے۔ جج صاحب نے مجھ سے کہا کہ اس کا جرم تو ثابت ہو گیا ہے۔ اگر تم نے

اسے معاف نہ کیا تو میں اسے ضرور سزا سنادونگا۔ مگر یہ بوڑھا آدمی ہے۔ بری طرح رو رہا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی الہ علیہ والہ وسلم کی سیرت یہ ہے۔ کہ جب فتح مکہ ہوا تو آنحضرت نے ان تمام کفار قریش کو جو حضور کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ گالیاں دیتے تھے۔ برا بھلا کہتے تھے۔ سب کو معاف کر دیا تھا۔ جج صاحب نے پھر فرمایا کہ میں اس کی تم سے سفارش تو ضرور کر رہا ہوں۔ مگر فیصلہ تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔ اگر تم معاف نہیں کرو گے تو میں فیصلہ سنادونگا۔ اور تم معاف کردو گے تو یہ پیغمبر صلی الہ علیہ والہ وسلم کی دشمن پر فتح پانے کے بعد سیرت پر عمل ہو گا۔

میں اس مرحلہ پر کچھ حیران اور شش و پنج میں تھا۔ کہ کیا کروں؟ اور کیا کہوں؟ کہ اتنے میں کمرہ عدالت میں موجود حاضرین میں کچھ ہل چل اور سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ تو جج صاحب نے کچھ لوگوں کو سرگوشیاں کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا دیکھو شاید وہ سب تمہارے ساتھ ہیں۔ ان سے مشورہ کر لو۔ میں ایک گھنٹہ اسے انتظار میں رکھتا ہوں. جج صاحب یہ فرما کر اپنے چیمبر کے اندر چلے گئے۔ اور شیخ محمد صدیق مدیر محترم رضاکار۔ میرے برادر خورد عزیزم سید محمد نقی زیدی اور دوسرے احباب کو ساتھ لے کر' میرے پاس آئے' اور مجھے اس کامیابی پر مبارک باد دی۔ اور فتح مکہ کے بعد آنحضرت کے کفار کو معاف کر دینے کی تشبیہ سے بہت ہی محظوظ اور خوش ہوئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ جج صاحب سے کہیں کہ کاظم علی رسا نہ صرف آپ سے اور نہ صرف مدیر محترم رضاکار سے بلکہ تمام شیعہ علماء اعلام اور مجتہدین عظام سے تحریری طور پر بیان دے کر معافی مانگے اور اس کی معافی مانگنے کا عدالت ہذا علیحدہ بیان ریکارڈ کرے۔

جب جج صاحب انتظار کا وقت ختم ہونے کے بعد کمرہ عدالت میں آئے اور میں نے اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے انہیں آگاہ کیا۔ تو جج صاحب نے پہلے کاظم علی رسا کا معافی مانگنے کا بیان ریکارڈ کیا' اور اس کے بعد بیان معافی نامہ قلمبند کرنے کے بعد اپنا فیصلہ سنادیا۔ جب ہم سب ساتھیوں کے ہمراہ فیصلہ سننے کے بعد کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔ تو لوگوں نے ہمیں گھیر لیا۔ خود عبد الرحیم ایڈوکیٹ بھی جو کاظم علی رسا کے وکیل تھے۔ کمرہ عدالت کے باہر فیصلہ کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے اپنے موکل کاظم علی رسا سے کہا کہ زیدی صاحب کا شکریہ ادا کرو کہ انہوں نے تمہیں معاف کر دیا۔ عبد الرحیم صاحب ایڈوکیٹ کی اس بات سے ثابت ہوا کہ وہ معاملہ کی تہ تک پہنچ گئے تھے۔ اور دانستہ پیروی سے پہلو تہی کر رہے تھے۔ بہر حال مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب جج ہائی کورٹ لاہور کے فیصلہ کی نقل اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہے۔

عدالت عالیہ لاہور

میں کاظم علی رسا کے معافی مانگنے کا بیان

اور

مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب

جج ہائی کورٹ لاہور

کے فیصلہ کی نقل

اگر کسی کو اس بات میں شک ہو۔ کہ واقعاً یہی مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب جج ہائی کورٹ لاہور کا فیصلہ ہے۔ تو وہ کاظم علی رسا کی رٹ پٹیشن نمبر 320-Q of 1977 کا فیصلہ 80-6-9 ..... خود نقل نکلوا کر پڑھ سکتا ہے۔

IN THE LAHORE HIGHT COURT LAHORE.
CRIMINAL MISC.NO.320-Q OF 1977

PRESENT

MR. JUSTIC JAVID IQBAL.

Petition under Section 561-A Cr. P.C., praying that this Hon'ble Court may kindly be piacious enough to invoke its jurisdiction u/s 561/A Cr.P.C. and call for the record of the case of complaint titled as Syed Muhammad Vs. Dr,. Kazim Ali Raza u/s 295/A and 298 read with Section 501 PPC presently pending in the court of Assistant Commissioner Chiniot and to quash the same having been based on malice and hold that criminal courts are not proper forum for ad-judication of the disputed questions of faith and interpretation of scholarly writings, and further praying that pending final decision of the proceedings in the court of Asstt; Commissioner, Chiniot in the complaint noted above may kindly be suspended so that ends of justice may be fairly met.

Dr.Kazim Ali Rasa son of Ahmad Ali Rasa,
Firdos Manzil, Jamshed Road, Karachi-5.

........................Petitioner

versus

1. Syed Muhammad Hussain Zaidi s/o Syed Mehmood Hussain Zaidi, r/o Lahori gate, Chiniot.

2. The state.

..........................Respondents.

O R D E R

P.T.O

Dr. Kazim Ali Rasa petitioner in person alongwith Mr. Zia Ullah, Advocate, on behalf of Rana Abdur Rahim Khan, Advocate.
Syed Muhammad Hussain Zaidi respondent in person.

----

1. The respondent has instituted a complaint under Section 295-A and 298 read with Section 501 PPC against the petitioner which is at present pending in the Court of the Assistant Commissioner, Chiniot, Tehsil Chiniot, District Jhang.

2. This is an application under Section 561-A Cr.P.C. filed by the petitioner for the quashment of the complaint proceedings. The petition was admitted for hearing on the ground that in a scholarly theological controversy an article was writtn in the weekly "Razakar' Lahore dated the 1st. of Novermber, 1974 under the Title of ہوشیار! اے قوم شیعہ ہوشیار!
by the respondent and in reply to the facts the petitioner circulated a pamphlet titled
شیعیت ایمان کل بہائیت شرک کل
and in that pamphlet the language used did not amount to insult or attempting to insult or wounding the religious feelings of any person or sect or class of persons and that, therefore, ex-facis no offence was made out under Section 295-A and 298 PPC. The parties are present before me today. I have also gone through the articule in the weekly "Razakar" as well as the objectionale pamphlet. Both the writings are of scholarly nature and have led to a theological controversy between the parties in the course of which language had been used ap-

parently by the petitioner which hurt the religious feelings of the respondent and which was not only objectionable but offensive. The petitioner is willing to tender apology to the respondent if he has hurt his religious feelings or any one else's religious feelings in any way. On the other hand, the respondent is also agreeable that if the petitioner was to apologise for having written the objectionabie pamphlet and also apologise for using objectionable language having offended him or any one else, then he would have no cause of grievance. Since both the parties are present in Court, let their statements be recorded.

sd/-
(JAVID IQBAL)
Judge.

In continuation of my above order I have recorded the statement of both the petitioner and the respondent. As I have pointed out earlier that in a theological controversy one party wrote an article and the other party wrote a pamphlat and in the course of these writings the respondent who was the article writer felt that his religious feelings have been hurt and that personal attacks had been made in the language used by the petitioner in his pamphlet. The petitioner has tendered apologise that if he had offended the religious feelings of the respondent or if the respondent feels that he has insulted him, he will never criticise his writings in the future and he had also tendered apologies to other Shia Ulemas who have been offended of his writings. On the other hand, the respondent has stated in his statement before me that he accepts his apologies and since he has not only tendered apology to himbut also to the Shia Ulema whose religious feelings were offended, he does not wish to proceed with the complaint in the instant case. I have read the article as

well as pamphlet. As I have observed already it is a theological controversy in which such words were used which appeared offensive and, therefore, the other party proceeded in the form of criminal complaint. Both the parties before me have reconciled because the petitioner has offered his apologise which have been accepted by the respondent and this is becoming of two good Muslims who are involved in a theological controversy. The petitioner has agreed that he would not give a cause of offence to the respondent in future and the respondent has accepted his apologies and in that view of the matter this petition under Section 561-A Cr.P.C. is disposed of in the sense that the proceedings in the private complaint filed by the respondent as against the petitioner under Section 295-A and 298 read with Section 501 PPC which are pending at present in the Court of the Assistant Commissioner, Chiniot, Tehsil Chiniot, District Jhang are hereby quashed.

sd/-
(JAVID IQBAL)
JUDGE

seal and stamped

Verified &
Attested to be a true copy
28-7-80

☆☆☆☆☆

بیان ڈاکٹر کاظم علی رسا ولد احمد علی رسا

فردوس منزل جمشید روڈ۔ کراچی نمبر 5

Dr. Kazim Ali Rasa son of Ahmad Ali Rasa,
Firdous Manzil, Jamshed Road, Karachi-5, on S.A..

It is correct that Syed Muhammad Hussain Zaidi respondent published an article in weekly "Razakar" Lahore on the 1st. of November,1974, and it hurt my religious feelings. In reply to the same I got printed a pamphlet titled

In this pamphlet I replied to certain matters which had been taken up in the article of the respondent. If I have offended the religious feelings of the respondent as claimed by him and further more if I had insulted him in any way or any one else or his religious feelings, I am willing to tender apology for having given a reason of offence to any one including the respondent although on my part there was no intention to injur the religious feelings of any one. I tender my apologies to the respondent and shall not criticise his writings in future.

Sd/-
(JAVID IQBAL)
JUDGE

RO&AC
9-6-1980

Attested to be a true copy
7-7-80

بزرگ مبلغین شیخیہ کے ننگا ہونے کے بعد شیخی کھل کر سامنے آگئے

مولانا محمد بشیر اور ان کے ساتھی تمام بزرگ مبلغین شیخیہ جو پوشیدہ طور پر اپنا مذہب شیخیہ عوام پر ظاہر کئے بغیر اور شیعہ علمائے محققین کہلاتے ہوئے، عمامہ و عبا کے ساتھ عقائد شیخیہ کی شیعہ عقائد ظاہر کر کے تبلیغ کر رہے تھے۔ اور فضائل آل محمد کے نام سے مجالس میں شیخی نظریات وافکار کا پرچار کر رہے تھے۔ کاظم علی رسا کے خلاف میرے مقدمہ کی وجہ سے قطعی طور پر ننگے ہو گئے۔ چنانچہ بعض شیعہ تنظیموں نے ان کا گھیراؤ کیا اور انہیں مجلس پڑھنا مشکل بنادیا۔ ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی، اور اپنے خطوط میں اس بات کا اقبال کرنے کی وجہ سے وہ اس بات کا انکار نہ کر سکے کہ وہ ساری عمر مذہب شیخیہ اور عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت اور مرزا موسیٰ اسکوئی الاحقاقی کی کتاب احقاق الحق کے عقائد کی ہی اپنی تحریروں اور تقریروں میں تائید و تسدید و تبلیغ کی ہے۔ اور کسی کے لئے بھی اس بات میں مجال انکار نہ رہی کہ فی الحقیقت مولانا محمد بشیر انصاری اور انکے ساتھی مذہب شیخیہ رکھتے ہیں۔ اور ممبروں پر مجالس میں فضائل کے عنوان سے عقائد شیخیہ ہی بیان کرتے رہے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی وجہ سے مولانا محمد بشیر انصاری اور انکے ساتھیوں کا شیخی ہونا طشت از بام ہو گیا۔ اور پاکستان کے بہت سے شیعہ عوام کو مذہب شیخیہ کی حقیقت کا علم ہو گیا تو اسکے بعد شیخی مبلغین کے لئے خود کو چھپانے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہذا مولوی ابوالحسن موسوی کھل کر اپنے رسالہ کی پیشانی پر زیرسرپرستی مرزا حسن الحاہری الاحقاقی لکھتا رہا ہے۔ اور ماہنامہ لسان صدق کا صفحہ اول رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی تصویر سے مزین ہوتا ہے فیصل آباد کے درس آل محمد کے بانی اور مدرسین کھل کر زیر سرپرستی مرزا حسن اطانری الاحقاقی لکھتے ہیں۔ ملتان کا جامعۃ الثقلین کھل کر زیر سرپرستی مرزا حسن الحائری الاحقاقی لکھتا ہے اس طرح دوسرے ماہناموں۔ مدرسوں اور اداروں کا حال ہے۔ ہمارے مقدمہ سے پہلے کوئی بھی اس طرح رئیس مذہب شیخیہ احقانیہ کویت کی سرپرستی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اور خود کو شیعہ امامیہ اثنا عشری کا مقرر وواعظ وعالم ہی ظاہر کرتا تھا۔ لہذا پہلے شیعیان پاکستان میں سے جو بھی کوئی گمراہ ہوتا تھا۔ وہ بے خبری میں دھوکہ کھانے کی وجہ سے گمراہ ہوتا تھا۔ مگر اب نصف النہار پر چمکتے ہوئے سورج کی طرح حقیقت کھل کر سامنے آجانے کے بعد جو بھی ان کے عقائد کو اپنائے گا۔ وہ دیدہ و دانستہ گمراہی اختیار کرے گا۔

مذہب شیخیہ کی رد میں موئف ہذا کی لکھی ہوئی کتابیں

مذکورہ مقدمہ کے علاوہ اس حقیر سید محمد حسین زیدی برستی نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی پاکستان کے شیعیان امامیہ اثناعشری کو آگاہ کیا۔ اور ان کتابوں میں نہ صرف مذہب شیخیہ کے عقائد وافکار کا رد کیا۔ بلکہ اس مذہب کے بانیوں، روسا اور سر براہوں کی کتابوں کے جوابات بھی لکھے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو ان ہی ایام میں جب کاظم علی رسا کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ سب سے پہلی کتاب حجتہ الاسلام، آیت اللہ فی الانام آقائے سید محمد حسین المرعشیٰ الشرستانی کی کتاب تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اور اصل فارسی متن بھی ساتھ ہی شائع کیا تھا۔ اور اس کتاب کے آغاز میں ایک تفصیلی مقدمہ مذہب شیخیہ اور ان کے فرقوں کے بیان میں شائع کیا تھا۔

دوسری کتاب شیخ احمد احسائی کے احوال کی شرح میں لکھی۔ جو دراصل مبلغ مذہب شیخیہ عبدالحسین سرحدی کی کتاب "الشیخ الاوحد الشیخ احمد الاحسائی" اور مبلغ شیخیہ محمد حسنین سابقی کی کتاب عبقریۃ الشیخ الاوحد" کا جواب ہے۔ اور اس کتاب میں حوالوں کی بجائے خود شیخ احمد احسائی کی اصل عربی خودنوشت سوانح حیات، اور اس کے فرزند شیخ عبداللہ کی لکھی ہوئی شرح احوال شیخ احمد احسائی بزبان فارسی کا ملا و اصالتاً شامل ہیں۔ اور اسے ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں" کے نام سے شائع کیا۔ جو ہر لحاظ سے مسکت، جامع ومانع کتاب ہے۔ اور اس کتاب کے سامنے تمام پیروان مذہب شیخیہ پاکستان نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور اس کا آج تک کوئی جواب نہ دے سکا اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ کوئی اس کا صحیح اور واقعی جواب دے سکے گا۔

تیسری کتاب جو اس حقیر نے شائع کی۔ وہ شیخیت کیا ہے؟ اور شیخی کون ہے؟ اور کیا خالصیت بھی کوئی مذہب ہے؟ تھی؟ اس کتاب میں مستند حوالوں کے ساتھ مذہب شیخیہ کی پیدائش کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور آج تک کوئی بھی شیخی اس کا جواب دینے کی جرات نہیں کر سکا۔

چوتھی کتاب جو اس حقیر نے شائع کی، وہ مذہب شیخیہ کی رد میں "نور محمد صلی الہ علیہ والہ وسلم اور نوع بنی وامام" کے نام سے نشر کی، چونکہ شیخ احمد احسائی نے فلسفہ یونان کی پیروی میں ایک نیا فلسفہ تشکیل دیا۔ اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کو علل اربعہ کائنات قرار دیا۔ جس میں انہیں نہ صرف کائنات کی علت فاعلی قرار دیا۔ بلکہ اس فلسفہ کی روسے انہیں ہی کائنات کی علت مادی بنایا۔ یعنی محمد و آل محمد علیہم السلام کا نور کائنات کی علت مادی ہے۔ اور کائنات ان کے مادہ سے بنی ہے۔ حالانکہ اس فلسفہ کی رو سے سب سے پہلا مادہ خدا

ٹھہرا۔ جس میں سے محمد و آل محمد کا نور اس طرح سے نکلا جس طرح سورج میں سے سورج کی شعاعین نکلتی ہیں۔ پھر شیخ احمد احسائی نے اس فلسفہ کی رو سے کائنات کے طبقات وانواع کو اس طرح سے قرار دیا کہ خدا کے اندر سے سورج کی شعاعوں کی طرح محمد و آل محمد کا نور نکلا' پھر محمد و آل محمد کے نور میں سے شعاعوں کی طرح انبیاء کا نور نکلا۔ پھر انبیاء کے نور میں سے شعاعوں کی طرح انسانوں کا نور نکلا۔ پھر انسانوں کے نور میں سے شعاعوں کی طرح جنوں کا نور نکلا۔ پھر جنوں کے نور سے شعاعوں کی طرح فرشتوں کا نور نکلا۔ پھر فرشتوں کے نور میں سے شعاعوں کی طرح حیوانات کا نور نکلا۔ پھر حیوانات کے نور میں سے شعاعوں کی طرح نباتات کا نور نکلا۔ پھر نباتات کے نور میں سے شعاعوں کی طرح جمادات کا نور نکلا اور یہ آخری طبقہ اور آخری نوع ہے۔ مخلوقات خداوندی اور انواع کائنات کی۔

پس اس فلسفہ کی رو سے جمادات کی علیحدہ نوع ہے۔ نباتات کی علیحدہ نوع ہے۔ حیوانات کی علیحدہ نوع ہے۔ فرشتوں کی علیحدہ نوع ہے۔ جنوں کی علیحدہ نوع ہے۔ انسانوں کی علیحدہ نوع ہے۔ انبیاء کی علیحدہ نوع ہے۔ اور چہاردہ معصومین کی علیحدہ نوع ہے۔ اور اس طرح چہاردہ معصومین علیم السلام کی نوع نہ صرف انسانوں سے علیحدہ ہے۔ بلکہ انبیاء سے بھی جداگانہ ہے۔ اور وہ خود خدا کے اندر سے اس طرح نکلے۔ جس طرح سورج کی شعاعیں سورج میں سے نکلتی ہیں۔ پس اس طرح کائنات کا اولین مادہ خدا ٹھہرا۔ اور یہ سب آٹھ کی آٹھ انواع خدا سے نکلی ہوئی شعاعوں سے درجہ بدرجہ نور ٹھہریں۔ اور چونکہ خدا قدیم ہے۔ لہذا جب سے خدا ہے۔ اس وقت سے اس کی شعاعیں بھی ہیں۔ پس یہ ساری کائنات خدا کی شعاع کی شعاع کی شعاع ہونے کی حیثیت سے قدیم ہو گئی۔

بہر حال اس فلسفہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ طبقات وانواع مخلوقات میں چہاردہ معصومین علیم السلام کی نوع انسانوں سے جدا اور علیحدہ مانی جائے' بالفاظ دیگر انہیں انسان اور بشر نہ مانا جائے۔ البتہ چونکہ کائنات کے تمام طبقات ان کے نور کی شعاع کی شعاع سے خلق ہوئی ہے۔ لہذا وہ ہر طبقہ کی ہدایت کے لئے ان کی شکل میں نازل ہوتے ہیں۔ جب انسانوں کو ہدایت کرنی ہو تو انسانوں کا لباس پہن کر نازل ہوتے ہیں۔ جب حیوانات یعنی گدھوں۔ کتوں۔ سوروں کو ہدایت کرنی ہو تو پھر حیوانوں کا لباس پہن کر نازل ہوتے ہیں۔ اس طرح جب نباتات و جمادات کو ہدایت کرنی ہو۔ تو وہ نباتات و جمادات کا لباس پہن کر نازل ہوتے ہیں............ ملاحظہ ہو شرح زیارت.. صفحہ نمبر 60 ورنہ ان کی نوع ان سب انواع کائنات سے جدا ہے۔ تمام بزرگ مبلغین شیعہ پاکستان میں اپنی ساری عمر یہی تبلیغ کرتے رہے۔ اور ممبروں پر فضائل کے نام سے یہی بیان کرتے رہے۔ کہ چہاردہ معصومین علہم السلام بشر نہیں تھے۔ وہ انسان نہیں تھے۔ وہ پیدا نہیں

ہوتے۔ بلکہ وہ نازل ہوتے ہیں۔ ان بزرگ مبلغین شیخیہ کے بعد 'ان کے شاگرد اور ان کے ساتھ رہنے والے ذاکرین آج تک اس بیان کو فضیلت آل محمد کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ بشر نہیں تھے۔ وہ انسان نہیں تھے۔ وہ پیدا نہیں ہوتے بلکہ نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ انہیں بشر کہنے والوں اور انسان ماننے والوں اور ان کے پیدا ہونے کے قائلین کو منکرین فضائل آل محمد کہتے ہیں۔ جبکہ خدا بھی' قرآن بھی' رسول بھی' سارے انبیاء علیہم السلام بھی آئمہ اطہار بھی اور اسلام بھی یہ کہتے ہیں۔ کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام بھی اور تمام انبیاء کرام بھی اشرف المخلوقات انسان کی اشرف ترین وافضل ترین واکمل ترین افراد ہیں۔ ہم نے اپنی اس کتاب "نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی وامام" میں مذہب شیخیہ کے اس نظریہ کو رد کیا ہے۔ اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جس کی خدا نے' قرآن نے' انبیاء کرام نے رسول اسلام نے اور آئمہ اطہار نے تعلیم دی ہے۔

پانچویں کتاب جو اس حقیر نے تحریر کی ہے۔ وہ العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعھة الحقیة الجعفرية الاثناعشریه والشیخیة المنحرفة الضالة المفلة ہے۔ اس میں صحیح صحیح شیعہ عقائد کو قرآن کریم' احادیث معصومین اور اقوال علماء ومجتہدین کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ اور ان عقائد کے مقابلہ میں شیخ احمد احسائی اور مذہب شیخیہ کے عقائد کو ان کی کتابوں سے نقل کر کے ان دونوں کا فرق ظاہر کیا ہے۔ تاکہ صحیح شیعہ عقائد اور مذہب شیخیہ کے عقائد میں تمیز کی جاسکے۔

چھٹی کتاب جو اس حقیر نے تحریر کی ہے۔ وہ شیعہ علماء سے چند سوال کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں علمائے شیعہ کو 'سوال کے انداز میں' مذہب شیخیہ کے بارے میں آگاہ کیا ہے

ساتوں کتاب صراط مستقیم کے نام سے لکھی۔ جسے تحریک تحفظ تعلیمات آل محمد سرگودھا نے چند پمفلٹوں کی صورت میں طبع کرا کر نشر کیا۔ اس میں بھی مذہب شیخیہ کے عقائد کا رد وابطال کیا گیا ہے۔

آٹھویں کتاب "ولایت قرآن کی نظر میں" ہے۔ جو اس حقیر نے 'مرزا عبدالرسول احقاقی کی کتاب' "ولایت از دیدگاہ قرآن" کے جواب میں لکھی ہے۔ اس میں مذہب شیخیہ کے عقائد ونظریات کا رد ہے۔ اور مرزا عبدالرسول احقاقی کی کتاب کا مسکت جواب ہے۔

نویں کتاب جو اس حقیر نے تصنیف کی ہے۔ وہ "شیعہ جنت میں جائیں گے۔ مگر کونسے شیعہ ؟" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں بھی مذہب شیخیہ کے عقائد کا رد وابطال کیا گیا ہے۔

مذہب شیخیہ کی رد میں مذکورہ نو کی نو کتابیں جو اس حقیر نے تالیف وتصنیف کی ہیں اب تک طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور آج تک کسی بھی شیخی مبلغ میں ان کا جواب دینے کی جرآت نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ

انشاء اللہ آئیندہ کوئی ان کا جواب دے سکتا ہے۔ چونکہ یہ کتابیں انتہائی مستند اور لاجواب ہیں۔

دسویں کتاب یہی ہے۔ جو "پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اور انشاء اللہ یہ بھی عنقریب طبع ہو کر شیعہ عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر ان کی معلومات میں اضافہ کا سبب بنے گی۔

گیارہویں کتاب "فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن اور عظمت انسان" ہے۔ یہ کتاب اس وقت زیر قلم ہے اور انشاء اللہ یہ بھی جلد شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گی

میں نے اپنی پہلی کتابوں میں مختصر فلسفہ یونان بیان کر کے انکار رد و ابطال کیا تھا۔ نصاری نے فلسفہ یونان کو ترمیم کر کے جو جدید فلسفہ بیان کیا تھا۔ اس کا مختصر بیان کر کے اس کا رد و ابطال کیا تھا۔ صوفیہ نے فلسفہ یونان کو ترمیم کر کے وحدت وجود کا جو نیا فلسفہ بیان کیا تھا اسکو مختصر طور سے بیان کر کے اس کا رد و ابطال کیا تھا۔ مسلم فلاسفہ نے فلسفہ یونان میں ترمیم کر کے جو جدید فلسفہ بیان کیا تھا۔ اس کا رد و ابطال کیا تھا۔ اور سب سے آخر میں فلسفہ یونان اور مسلم فلاسفہ کے فلسفہ میں ترمیم کر کے اور اسے جدید شکل دے کر شیخ احمد احسائی نے جو شعاعوں والا فلسفہ پیش کیا تھا۔ اس کا رد و ابطال کیا تھا۔

لیکن یہ سوال تشنہء جواب تھا۔ کہ جب یہ سب فلسفے باطل ہیں۔ تو پھر صحیح کیا ہے؟ اور خدا نے قرآن نے۔ انبیاء علیم السلام نے، پیغمبر گرامی اسلامؐ نے اور آئمہ اطہار علیم السلام نے تخلیق کائنات کے لئے کیا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔

اس حقیر نے اس کتاب میں یہی بات ثابت کی ہے۔ کہ خدا نے 'قرآن نے 'انبیاء علہم السلام نے پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ نے اور آئمہ اطہار علہم اسلام نے تخلیق کائنات کا کیا فلسفہ بیان کیا ہے؟ اور اس کتاب کو پڑھ کر ہر قاری پر یہ منکشف ہو جائے گا کہ فلسفہ یونان 'فلسفہ نصاری' فلسفہ صوفیہ 'مسلم فلسفیوں کا فلسفہ اور شیخ احمد احسائی اور تمام رؤسائے مذہب شیخیہ کا شعاعوں والا بیان کردہ فلسفہ 'خدا کے' قرآن کے 'انبیاء علہم السلام کے' پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ والہ اور ائمہ اطہار علہم السلام کے بیان کردہ فلسفہ کے سراسر خلاف ہے 'باطل ہے' اور غلط ہے۔

شیخی مبلغ کے مناظرے کے اشتہار کا جواب

مذکورہ تالیف و تصنیف کردہ کتابوں کے علاوہ اس حقیر نے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کی کھلی چٹھی اور مناظرے کے اشتہار کا جواب دیا۔ اور یہ جواب قومی ہفت روزہ اخباروں 'رضاکار' شیعہ 'اسد' نوائے

شیعہ اور ندائے شیعہ وغیرہ کو بھیجا۔ علاوہ ازیں اسے ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے مومنین میں مفت تقسیم کیا۔ اور شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کو بھی بھیجا۔ جس کے صفحہ نمبر 7 پر بالفاظ واضح لکھا۔ کہ ہمیں حسنین سابقی اور بزرگ علماء شیخیہ کے ساتھ مناظرہ قبول ہے۔ اور شرائط مناظرہ یہ لکھی تھیں۔

نمبر 1=

یہ مناظرہ حسنین سابقی کے گھر ملتان ہو گا۔ نہ اس حقیر کے گھر چنیوٹ ہو گا۔ بلکہ یہ مناظرہ پاکستان کے دل لاہور کے جامعہ المنتظر میں ہونا چاہیے۔

نمبر 2= وقت مناظرہ

اس مناظرہ کے لئے اتنا وقت ہونا چاہیے کہ تمام شیعیان پاکستان اس مناظرہ کی تاریخ سے مطلع ہو سکیں اور اس کی اچھی طرح تشہیر ہو سکے۔

نمبر 3= تعین تاریخ کا اختیار

سابقی نے اس کھلی چٹھی کے کونہ پر لکھا ہے کہ "رہبر ما خمینی"۔ لہذا ہم امام خمینی کے پاکستان میں نمائندہ آقائے آیت اللہ حسن طاہری کو تاریخ مناظرہ مقرر کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔ اگر وہ اپنی تحریر میں سچے ہیں۔ تو وہ بھی آقائے طاہری کو اس قسم کا اختیار دیدیں۔

نمبر 4= منصف مناظرہ

سابقی نے امام خمینی کو اپنا رہبر لکھا ہے۔ لہذا ہم انہیں اپنی اس تحریر کے ذریعہ مناظرہ کے منصف کے طور پر امام خمینی کے نمائندے آیت اللہ طاہری کو قبول کرتے ہیں۔ اگر سابقی واقعاً امام خمینی کو اپنا رہبر مانتے ہیں۔ تو وہ بھی امام خمینی کے نمائندے یعنی آیت اللہ آقائے طاہری کے منصف ہونے کو تحریری طور بذریعہ اخبار آگاہ کر دیں۔ یا خود آیت اللہ موصوف کو بذریعہ ڈاک مطلع کر دیں۔

نمبر 5= موضوع مناظرہ

اس مناظرہ کے دو موضوع ہونگے

پہلا موضوع

یہ ہو گا۔ کہ شیخ احمد احسائی نے تمام عقائد اسلام علی الخصوص پانچوں اصول دین۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت اور معاد میں ہر ایک سے انحراف کیا ہے۔ اور اس طرح کفر و شرک کا مرتکب ہوا ہے۔

دوسرا موضوع

یہ ہوگا۔ کہ شیعیت ایک مستقل مذہب ہے۔ جس کے کئی فرقے ہیں۔ لیکن خالصیت کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور نہ ہی پاکستان میں کوئی فرد خالص کا پیرو ہے۔

شیعی مبلغ محمد حسنین سابقی نے ایک طرف تو اپنی کوشش سے حکومت میں اثرورسوخ رکھنے والے افراد کے ذریعہ اس پمفلٹ کو حکومت کے ذریعہ ضبط کرادیا اور اخبار در نجف کے ذریعہ اس اشتہار کا یہ جواب دیا۔ کہ جامعۃ المنتظر وہابیوں کا گڑھ ہے۔ لہذا ہم وہاں مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اور امام خمینی کے نمائندے آقائے حسن طاہری کے منصف ماننے کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا۔ کہ وہ ہم دونوں کی زبان سے آگاہ نہیں ہے۔ اور وہ ہماری زبان نہیں سمجھتے

اس حقیر نے پمفلٹ کی ضبطی کے سلسلہ میں متعلقہ ادارے سے رجوع کیا۔ اور انہیں اپنا مذکور پمفلٹ دکھا کر کہا۔ کہ اس میں ایسی کونسی بات ہے؟ جس کی بنا پر پمفلٹ ضبط کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا ریکارڈ دیکھ کر بتلایا' کہ یہ ہماری طرف سے ضبط ہی نہیں ہوا' بلکہ گورنر صاحب پنجاب نے خود کسی کے کہنے پر' اس کی ضبطی کے آرڈر کئے ہیں۔ اس میں ہمارے قانون کے مطابق کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس کی بنا پر ضبط کیا جاوے۔ لہذا میں نے اس خیال سے کہ کہیں مبلغین شیعہ اس پمفلٹ کی ضبطی کی کوئی اور وجہ بتا کر شیعہ عوام کو دھوکہ نہ دیں۔ ہوم سیکرٹری پنجاب کے پاس زیر دفعہ 48 سب سیکشن (1) پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس 1963 ضبطی کو چیلنج کرتے ہوئے اپیل دائر کر دی' اس سے اگلے صفحات میں اس اپیل کی نقل پیش کی جارہی ہے۔

شیخی مبلغ حسنین سابقی کی کھلی چٹھی
کے جواب کی ضبطی کے خلاف
زیر دفعہ 48 سب سیکشن (1)
پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی نینس 1963
اپیل کی نقل

☆☆☆☆☆

مذکور پمفلٹ بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبر I-24/H-SPL-III/84 حکومت پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے زیر دفعہ 39 پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 ضبط ہوا۔ جو ایکسٹرا آرڈینری گزٹ میں مورخہ 84-11-26 کو صفحہ نمبر 1817 پر طبع ہوا۔ جس کے خلاف مذکور اپیل زیر دفعہ 48 سب سیکشن (1) پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 حکومت پنجاب کے سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نام مورخہ 85-1-15 کو دائر کی گئی۔ جس کسی کا دل چاہے۔ مذکور محکموں سے تحقیق کر سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

۷۸٦

اپیل

زیر دفعہ 48 سب سیکشن (1) پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 بمراد اینکہ پمفلٹ ''شیخی مبلغ حسنین سابقی'' کی کھلی چھٹی اور اشتہار کا فاتح شیعیت قاطع بدعت مجاہد ملت مبلغ شیعیت مولانا سید محمد حسین زیدی برستی آف چنیوٹ کی جانب سے جواب ''ضبط شدہ زیر دفعہ 39 آرڈی ننس مذکور پر آرڈی ننس مذکور کی دفعہ 24 کی ضمنی دفعہ (1) کی کلاز (J) لاگو نہیں ہو سکتی لہذا ضبطی مذکور خلاف ضابطہ و قانون ہے۔ اس لئے پمفلٹ مذکور کی ضبطی کا حکم کالعدم قرار دیکر پمفلٹ مذکور کی اشاعت کو واگزار اور بحال فرمایا جاوے

------- ---

منجانب ______ بنام ______

سید محمد حسین زیدی برستی ولد سید محمود حسن زیدی	حکومت پنجاب
ساکن محلہ لاہوری گیٹ نزد پوسٹ آفس	ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور
چنیوٹ ضلع جھنگ۔ ---- اپیلانٹ	

جناب عالی---------

اپیلانٹ حسب ذیل عرض گزار ہے۔

(1)= یہ کہ اپیلانٹ پمفلٹ مذکور یعنی ''شیخی مبلغ حسنین سابقی کی کھلی چھٹی اور اشتہار کا فاتح شیعیت قاطع بدعت مجاہد ملت مبلغ شیعیت مولانا سید محمد حسین زیدی برستی آف چنیوٹ کی جانب سے جواب'' کا مولف و منصف ہے۔ اور پمفلٹ مذکور اپیلانٹ کی پراپرٹی ہے۔

(2)= یہ کہ اپیل کی سماعت کے لئے اطلاع دینے کے واسطے پتہ مندرجہ عنوان کافی ہے

3= یہ کہ پمفلٹ مذکور بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر I-24/H-SPL-III/84 حکومت پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے زیر دفعہ 39 پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 ضبط کر لیا گیا ہے۔ جو کہ ایکسٹرا آرڈی نری گزٹ میں مورخہ 26-11-84 کو صفحہ 1817 پر طبع ہوا ہے۔ لیکن پبلک سیل کے لئے ابھی تک گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کے سیل ڈپو پر نہیں پہنچا ہے۔ اسلئے سیل ڈپو کے مینجر کا سرٹیفکٹ ہمراہ ہذا

لف ہے۔ Annexure--A

(4) یہ کہ پمفلٹ مذکور پر پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 کی دفعہ 24 ضمنی دفعہ (1) کا فقرہ (j) کا مفہوم ہرگز ہرگز احاطہ نہیں کرتا۔ لہذا پمفلٹ مذکور آرڈی نینس مذکور کی دفعہ کے ماتحت ضبطی خلاف قانون۔ بے بنیاد۔ غلط فہمی یا غلط اطلاعات کی وجہ سے صادر ہوئی ہے۔ جو ان وجوہات و دلائل کی بنا پر جن کا بیان آئندہ سطور میں کیا جائے گا۔ خود حکومت پاکستان کی بدنامی اور رسوائی کا سبب ہے۔ اور اس پمفلٹ کی واگذاری اور اس کی اشاعت کی واگزاری خود حکومت کی نیک نامی کا موجب اور ایک مذہب باطل سے برات کا سبب ہو گی۔

وجوہات و دلائل حسب ذیل ہیں

(ا) یہ کہ حسب فیصلہ عدالت عالیہ کراچی (PLD -1966 Kar. 383) مذہبی تنقید میں یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی تحریر قانون میں بیان کردہ کسی (mischeif) کے تحت آتی ہے یا نہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اس تحریر کو بحیثیت مجموعی اور لکھنے والے کی نیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کاملاً و مکملاً ملحوظ رکھتے ہوئے غور کیا جاوے۔ اور کہیں کہیں سے فقرے یا الفاظ لیکر صرف ان پر ہی اکتفا اور انحصار نہ کیا جاوے۔

(ب) یہ کہ پریس اینڈ پبلی کیشن ارڈی ننس 1963 کی دفعہ 24 کی ضمنی دفعہ (1) کے فقرہ (j) کے الفاظ صرف different communities, sects, classes or section of the citizens of Pakistan کے اوپر لاگو ہوتے ہیں۔ جب کہ اس پمفلٹ میں شیخی مبلغ کی کھلی چٹھی اور اشتہار کا جواب دیا گیا ہے۔ اور مذہب شیخیہ پاکستان کا مسلمہ مذہب یا فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مذہب یعنی مذہب شیخیہ ایران کا ایک ایسا ہی استعماری مذہب ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں مرزائیت ہے۔ اور جس طرح دوسرے ممالک میں مسلمانوں کی آگاہی کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ان کو یہ بتلایا جائے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کیا دعاوی تھے۔ اور اس نے کیا نئے عقائد و نظریات پیش کئے۔ اور یہ کہ وہ جو دوسرے ممالک میں خود کو سنی مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے سواد اعظم کے مثل سنی مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک جدید مذہب ہے۔ جس کا بانی غلام احمد قادیانی ہے۔ اور اس کو مسلمانان پاک و ہند نے مرتد و کافر قرار دیا ہے۔ اور اب ماضی قریب میں حکومت پاکستان نے بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح پاکستان کے تمام مسلمانوں کو ایران میں پیدا شدہ اس جدید استعماری مذہب کے بارے میں یہ بتلانا ایک اہم ضرورت ہے کہ شیخی مذہب کے بانی شیخ احمد احسائی کے کیا دعاوی ہیں۔ اور ان کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ اور اسلام اور مذہب شیعہ سے انہوں نے کیا انحراف کیا ہے۔

ج=   یہ کہ یہ بات مسلمانان پاکستان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اولاً سنی القیعدہ مسلمان تھا۔ اور مسلمانان پاک وہند آریہ سماجیوں کے ساتھ مناظروں میں اس کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو مسلمان عالم ہی سمجھتے تھے۔

اور یہ کہ فسادات پنجاب **1953** کی مسٹر جسٹس منیر کی رپورٹ کے مطابق جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مامور من اللہ ہونے کا دعوی کیا اور اپنے اوپر وحی کے نازل ہونے کا دعوی کیا اور مسائل جہاد ومسیحیات اور ختم نبوت کے بارے میں مسلمانوں کی مسلمہ تعریف سے انحراف کیا تو اس وقت مسلمانان پاک و ہند نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی اور اس کے ماننے والوں کو مرزائی کا لقب دیا۔

(ہ)   یہ کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مرزائی حضرات اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔ احادیث پر ایمان رکھتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسجدیں بناتے ہیں۔ اہل قبلہ ہیں۔ ان کی شکلیں مسلمانوں جیسی ہیں۔ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہیں۔ اور وہ خود کو سنی مسلمان ہی کہتے ہیں۔ اور غلام احمد قادیانی کے خلیفہ سوئم مرزا ناصر احمد کے یہ الفاظ جو کہ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئے۔ آج بھی ربوہ کی پہاڑیوں میں گونج رہے ہیں۔ کہ "دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسلام سے خارج نہیں کر سکتی" ہمارا اللہ پر ایمان ہے۔ قرآن پر ایمان ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہماری فقہ حنفی فقہ ہے۔" ان تمام باتوں کے باوجود مسلمانان پاک وہند مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور اس کی پیروی کرنے والوں کو مرتد وغیر مسلم سمجھتے ہیں۔ اور ان کو ایک نئے مذہب یعنی مرزائیت کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور وفاقی شرعی عدالت نے حال ہی میں مرزائیوں کی رٹ کے خلاف جو فیصلہ دیا ہے۔ وہ اکثر روزناموں میں شائع ہو چکا ہے۔ لہذا مذکور حقائق کو بیان کرنا پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس **1963** کی مذکور دفعہ کے تحت نہیں آسکتا۔

(و)   یہ کہ مرزائیت خالصتاً ہندو پاکستان میں استعمار کا پیدا کردہ ایک نیا مذہب ہے۔ لیکن وہ دوسرے ممالک میں خود کو سنی مسلمان کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔ لہذا مسلمانان پاکستان زر کثیر صرف کر کے دوسرے ممالک میں یہ بتلانے کے لئے جاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک نئے مذہب کا بانی ہے۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو پاکستان میں مرزائی کہا جاتا ہے۔ لہذا جس کتاب میں مذکور حقائق بے خبر مسلمانوں کی آگاہی کے لئے نشر کئے جائیں گے۔ وہ نہ صرف پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس کی دفعہ **24** کی ضمنی دفعہ **2** کا کلاز **(J)** کے تحت کسی **mischief** کے تحت لائی جاسکتی ہے۔ نہ زیر دفعہ **39** آرڈی ننس مذکور ضبط کی جاسکتی ہے۔ درانحالیکہ مرزائی حضرات حتماً پاکستانی شہری ہیں۔

ز)   یہ کہ مرزا غلام احمد کے بعد مرزائی حضرات حکیم نور الدین تک متحد رہے۔ لیکن حکیم نور الدین

کے بعد مرزائی حضرات دو فرقوں میں بٹ گئے۔ایک جماعت مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کی پاسداری کرتے ہوئے خلافت کے نام سے اس کا سلسلہ جانشینی قائم رکھے ہوئے ہے۔اس جماعت کے نزدیک حکیم نورالدین کے بعد دوسرے خلیفہ بشیر الدین محمود ہوئے۔ تیسرے خلیفہ ناصر احمد ہوئے۔اور موجودہ خلیفہ یا جانشین یاسر براہ مرزا طاہر احمد ہیں۔لیکن مرزائیوں کی دوسری جماعت مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی۔بلکہ ایک عالم مجر اور مجدد کا درجہ دیتی ہے۔اور انجمن اشاعت اسلام کے نام سے لاہوری جماعت کہلاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ پاکستان کی حکومت نے مسلمان علمائے پاکستان نے اور پاکستان کے مسلم عوام نے ان کو بھی مرزائیوں کے ہی ذمرے میں رکھا ہے۔حالانکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔لیکن چونکہ یہ بات مسلم ہے۔اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے بالفاظ واضع ظاہر ہے۔کہ وہ مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہے۔وہ اپنے اوپر وحی آنے کا مدعی ہے۔لہذا محض مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ وابستگی اور اس کے عقائد وافکار کی تبلیغ ہی ان کے مرزائی کہلانے کی سند ہے۔خواہ وہ اس کو نبی مانیں یا نہ مانیں۔پس مسلمانان عالم کی آگاہی کے لئے مذکور حقائق کو بیان کرنا اور ان کے دھوکے اور فریب کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے یعنی بے خبر مسلمانان عالم کے سامنے خود کو سنی مسلمان کہنے کو غلط ثابت کرنا پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 کی دفعہ 24 کی ضمنی (1) کے فقرے کے تحت کسی پاکستانی شہری کے خلاف کسی قسم کی mischief ہے اور نہ ہی ایسی کوئی کتاب جن میں مذکور حقائق بیان کئے جائیں۔پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس 1963 کی دفعہ 39 کے تحت ضبط کی جاسکتی ہے۔حالانکہ مرزائی حضرات پاکستانی شہری ہیں۔لیکن مذہب شیعہ یا فرقہ شیعہ تو پاکستان کے مسلمہ مذہب یا مسلمہ فرقوں میں سے کوئی مسلمہ مذہب یا فرقہ بھی نہیں ہے۔کیونکہ یہ مذہب ایران میں پیدا ہوا اور اس کے بعد عراق و کویت اور خلیج کی بندرگاہی ریاستوں میں پھیلا اور اب پاکستان پر اس مذہب شیعہ کا حملہ ہوا ہے۔لہذا اس مذہب شیعہ کے حالات و کوائف' دعاوی و عقائد' نظریات وافکار سے پاکستان کے تمام مسلمانوں کو جو اس نئے اور جدید مذہب سے واقف نہیں ہیں' آگاہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ پاکستانی مسلمان عوام میں سے کوئی مسلمان اس کے مکر و فریب اور دھوکہ میں نہ آجائے۔لہذا ایسی کوئی بھی کتاب یا پمفلٹ جس میں ان حقائق کا بیان ہوگا۔اور اس سے مسلمانان پاکستان کو اس نئے مذہب شیعہ کے حالات و کوائف دعاوی و عقائد نظریات وافکار سے آگاہ کرنا مقصود ہوگا۔وہ ہرگز ہرگز پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس 1963 کی دفعہ 24 کی ضمنی دفعہ (1) کی کلاز (j) کی کسی mischief کے تحت نہیں آسکتی۔اور نہ وہ آرڈی ننس مذکور کی دفعہ 39 کے ماتحت ضبط کی جاسکتی ہے۔

(ح) یہ کہ دی نیو انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا مائیکروپیڈیا جلد نمبر 1 ایڈیشن نمبر 10 صفحہ نمبر 157 پر شیخ

احمد احسائی کے بارے میں یوں لکھاہیں-"Shaikh Ahmad Ibn Zayn ad-din ibn Ib-rahim Alahsai-e-founder of the heterodox Shaykhi Sect of Iran,"یعنی شیخ احمد احسائی ایران کے ایک مرتدو کافر شیخی فرقے یا مذہب کا بانی تھا۔ انسائیکلوپیڈیا مذکور پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ منگوا کر دیکھی جاسکتی ہے۔ متعلقہ عبارت کی نقل ہمراہ ہذالف ہے۔-Annexure Bاور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ایک مستند کتاب ہے۔ اس میں شیخیہ اور شیخی کے معنی ہی احمد احسائی کے متبلعین لکھے ہیں۔ اور اس کے تعلیقہ میں یوں لکھا ہے۔ ''شیخ احمد احسائی (رک بہ احمد احسائی شیخ) سے منسوب فرقہ شیخی یا شیخیہ کے نام سے منسوب ہے۔ انسائکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 872 تا 876 کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہمراہ ہذالف ہے۔Annexure-C

اور انسائکلوپیڈیا آف اسلام جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 82 پر احمد احسائی شیخ کے حالات میں یوں لکھا ہے ''سلسلہ شیخیہ کے بزرگ و پیشوا اور صفحہ نمبر 84 پر تمام شیخی پیشواؤں کے نام اور انکی تالیفات کی تعداد تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ اور صفحہ نمبر 82 سے صفحہ نمبر 88 تک جا بجا مذہب شیخیہ کی تکرار ہوئی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد نمبر 2 کے صفحہ نمبر 82 تا صفحہ نمبر 88 کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہمراہ ہذالف ہے۔Annexure-D

(ه) یہ کہ کسی نئے مذہب کے بارے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس نئے مذہب کے بانی کے دعاوی کیا ہیں ؟ اور اس نے کیا نئے عقائد پیش کئے ہیں ؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا بیان اوپر کیا جاچکا ہے۔ اور مزید لکھنے کی اس لئے ضرورت نہیں ہے۔ کہ پاکستان کے تمام مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور اس کے نئے عقائد کو بھی جانتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شیخ احمد احسائی کے دعاوی کیا تھے۔ اور اس نے کیا نئے عقائد پیش کئے جس کی بنا پر اس کو ایران و عراق کے عوام نے کافر قرار دیا تھا۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں اور اس کے عقائد وافکار کی تبلیغ کرنے والوں کو اسی طرح سے شیخی کا لقب دیا۔ جس طرح ہندوپاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کالقب مرزائی رکھا گیا ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت تھوڑے دعاوی کئے ہیں۔ لیکن شیخ احمد احسائی کے دعاوی بہت زیادہ ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان ہم نے اپنی کتاب ''ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں'' میں کردیا ہے۔ جو بہت جلد مسلمانان پاکستان کے ہاتھوں میں

پہنچنے والی ہے۔ اس سب کا بیان باعث طوالت ہو گا۔ ان میں سے صرف دس دعاوی کا بیان بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جو خود اس نے اپنی خود نوشت سوانح حیات اور اپنی دوسری کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ جو یہ ہیں۔

i) شیخ احمد احسائی اپنے اوپر وحی نازل ہونے اور الہام ہونے کا مدعی تھا۔

ii) شیخ احمد احسائی وحی والہام کے ذریعہ مامور من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔

iii) شیخ احمد احسائی معصوم عن الخطاہونے کا مدعی تھا

iv) شیخ احمد احسائی تمام مخلوق سے افضل ہونے کا مدعی تھا۔

v) شیخ احمد احسائی برگزیدہ خداہونے کا مدعی تھا۔

vi) شیخ احمد احسائی اور روسائے شیخیہ خود کو پیغمبر اکرم نبی خاتم صلی الہ علیہ والہ وسلم سے بھی افضل سمجھتے تھے۔

vii) شیخ احمد احسائی رسول ہونے کا مدعی تھا۔

viii) شیخ احمد احسائی مدعی تھا کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہ کہتا ہے جس کی اس کو وحی ہوتی ہے۔ اور جسکا اس کو خدا کی طرف سے اذن ہوتا ہے۔

ix) شیخ احمد احسائی پیغمبر اکرم نبی خاتم صلی الہ علیہ والہ وسلم کی طرح امی ہونے کا مدعی تھا۔

x) شیخ احمد احسائی مدعی تھا کہ اس کا علم۔ علم لدنی ہے۔ اور اس کے تمام علوم وحی والہام سے حاصل شدہ ہے۔

نمونہ کے طور پر یہ دس دعاوی ہی کافی ہیں۔ لیکن ہم نے شیخ کے اکثر دعاوی کو دستاویزی ثبوت کے ساتھ اپنی کتاب "ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں" میں پیش کر دیا ہے۔ اور شیخ احمد احسائی نے جو نئے اعتقادات و نظریات پیش کئے ہیں۔ ان کو اپنی کتاب الفرق بین الشیعۃ التقیہ والشیخیہ المضلتہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اور اس درخواست میں ان کو تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اختصار کے طور پر اتنا لکھنا ہی کافی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے افکار و عقائد میں صرف خاتم النبین کے معنی میں مسلمانوں کے مسلمہ معنی سے انحراف کیا ہے۔ اور جہاد و مسیحیات میں اپنا علیحدہ نکتہ نظر پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مسٹر جسٹس منیر کی فسادات پنجاب 1953 کی رپورٹ

لیکن شیخ احمد احسائی نے توحید سے لیکر معاد تک مسلمانوں کے تمام بنیادی عقائد یعنی اصول دین

سے انحراف کرنے کے علاوہ اکثر ضروریات دین میں بھی تحریف کی ہے۔اب شیخ احمد احسائی کے پیروکاروں نے بڑی شدت کے ساتھ پاکستان پر شیخی نظریات کی یلغار کر دی ہے۔لہذا شیخ احمد احسائی کے دعاوی اور اس کے باطل عقائد سے مسلمانان پاکستان کو آگاہ کرنا پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس کی دفعہ 24 کی ضمنی دفعہ (1) کے فقرہ (J) کی کسی mischief کے تحت نہیں آسکتا اور نہ ہی ایسی کوئی کتاب مذکور آرڈی ننس کی دفعہ 39 کے تحت ضبط کی جاسکتی ہے۔

(ی) یہ کہ شیخ احمد احسائی کے بعد حضرات شیخیہ شیخ احمد احسائی کے جانشین اول سید کاظم رشتی کے بعد تک متحد رہے۔لیکن کاظم رشتی کے بعد جانشینی کے مسئلہ میں کاظم رشتی کے شاگردوں میں پھوٹ پڑگئی۔ایک طرف مرزا شفیعی الحکاک نے جانشینی کا دعوی کر دیا۔دوسرے مقام پر مرزا علی محمد باب شیرازی نے امام مہدی ہونے کا دعوی کر دیا۔ اور اس کے ماننے والے بابی اور مرزا علی محمد باب کے بعد اس کے جانشین حسین علی بہاؤاللہ کے پیرو بہائی مشہور ہوئے۔ تیسرے کرمان سے مرزا محمد کریم خان قاچاری نے شیخ احمد احسائی کے جانشین کاظم رشتی کی جانشینی کا دعوی کر دیا۔ جس کا تفصیلی بیان انسائکلوپیڈیا اف اسلام شائع کردی پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔جو ہمراہ ہذالف ہے۔Annexure D ان کا مرکز کرمان ایران ہے۔اور چوتھے شاگرد مرزا حسن گوہر نے مرزائیوں کی لاہوری جماعت کی طرح شیخ احمد احسائی کے دعاوی کا ذکر نہ کرتے ہوئے اس کو ایک عالم متبحر اور مجدد کی حیثیت میں پیش کرتے ہوئے اس کے عقائد وافکار کی تبلیغ شروع کر دی۔ مرزا حسن گوہر سے وابستگی رکھنے والے شروع میں گوہریہ کہلائے۔ لیکن جب سے اس سلسلہ کے ایک رئیس وسربراہ شیخیہ یعنی مرزا موسیٰ اسکوئی نے شیخ احمد احسائی کے دفاع میں کتاب احقاق الحق تصنیف کی اس کے بعد سے اس سلسلہ کے ساتھ وابستہ حضرات شیخیہ۔شیخیہ احقاقیہ کہلاتے ہیں۔ اور ان کا مرکز کویت میں ہے۔اور شیخیہ احقاقیہ کے موجودہ سربراہ ورئیس مرزا حسن الاسکوئی الاحقائی الکویتی ہیں۔

اپیلانٹ نے مذہب شیخیہ کی ان دونوں شاخوں کے سربراہوں کے حالات دستاویزی ثبوت کے ساتھ اپنی کتاب "شیخیت کیاہے۔اور شیخی کون ہیں" میں بیان کر دیئے ہیں۔جو ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ان کا مختصر حال اپنی کتاب "ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام" کے گفتار مترجم میں بیان کیا ہے۔جو ہمراہ ہذالف ہے۔-Annexure-E-

ک) کرمان کی شیخی جماعت کی طرف سے جب پاکستان میں ایک مکتبہ۔مکتبہ ابراہیمہ کرمان کی شاخ پاکستان کھولا گیا اور شیخی مبلغ کاظم علی رساء اس کے مدیر مقرر ہوئے۔انہوں نے ہفت روزہ رضاکار لاہور

میں شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کی کتابوں کا اشتہار دیا اور ان کو ایک شیعہ عالم کی تصانیف ظاہر کیا تو اپیلانٹ نے تمام مسلمانان پاکستان کو علی العموم اور شیعان پاکستان کو علی الخصوص آگاہ کرنے کے لئے (ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار) کے عنوان سے مضمون کا ایک سلسلہ شروع کیا تو شیخی مبلغ نے مجھے اس مقدس جہاد سے روکنے کے لئے کراچی کی فوجداری عدالت میں زیر دفعہ 500 استغاثہ دائر کر دیا لیکن جب اپیلانٹ نے کراچی جا کر عدالت میں اس کا مقابلہ کیا تو وہ راہ فرار اختیار کر گیا اس کے بعد مذکور شیخی مبلغ کاظم علی رسا نے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں مسلمانان پاکستان کو دھوکہ و فریب دینے کے لئے دروغ بیانی' افترا پردازی اور اتہام طرازی کی حد کر دی اور نہ صرف اپیلانٹ کی انتہائی توہین کی بلکہ شیعہ مورخین' شیعہ علمائے اسلام اور شیعہ مجتہدین عظام کی بھی توہین کی جس کے خلاف اپیلانٹ نے اے سی صاحب چنیوٹ کی عدالت میں زیر دفعہ 501 -298-295A- استغاثہ دائر کر دیا۔ جس پر مذکور شیخی مبلغ کے سمن' پھر وارنٹ گرفتاری باضمانت اور اسکے بعد وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت جاری ہوئے۔ جس پر مذکور شیخی مبلغ کاظم علی رسا نے ہائیکورٹ لاہور میں رٹ پٹیشن دائر کر دی اور مذکور استغاثہ کو لاہور ہائی کورٹ میں منتقل کرا لیا۔ لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی گئی شیخی مبلغ کاظم علی رسا کی رٹ پٹیشن کی فوٹو کاپی جو پٹیشنر کے وکیل عبد الرحمان صاحب کی طرف سے اپیلانٹ کو دی گئی اس کی فوٹو کاپی بھی ہمراہ ھذ الف ہے۔ (Annexure -F)

شیخی مبلغ کاظم علی رسا کی پٹیشن کا جو جواب عدالت کی اجازت سے اپیلانٹ نے عدالت عالیہ میں داخل کیا۔ اس کی فوٹو کاپی بھی ہمراھذ الف ہے ملاحظہ ہو۔ (Annexure- G)

اپیلانٹ کی طرف سے عدالت عالیہ میں داخل کردہ جواب کا مطالعہ اس اپیل کی سماعت کے دوران کافی مددگار ثابت ہو سکتا ہے اور اس جواب سے اس مذہب شیخیہ کے مبلغین کی مکاری و عیاری و فریب کاری اور دھوکہ بازی کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

مذکور پٹیشن کی سماعت کے وقت اپیلانٹ نے عدالت عالیہ لاہور میں ہائیکورٹ کے فاضل جج مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب کے سامنے خود اصالتاً پیش ہو کر ثابت کیا کہ پٹیشنر کاظم علی رسا شیخی مبلغ ہے اور اس نے شیخی ہونے کی بنا پر نہ صرف میری بلکہ مدیر محترم رضاکار کی شیعہ مورخین کی شیعہ علمائے اعلام اور مجتہدین عظام کی دانستہ طور پر توہین کی ہے اور وہ دفعہ 501-298-295A کا مرتکب ہوا ہے۔ اپیلانٹ کے دلائل سننے کے بعد جس وقت عدالت عالیہ لاہور کے فاضل جج مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب نے جو آج کل لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس ہیں یہ فرمایا کہ جرم ثابت ہو گیا ہے۔ تو مذکور شیخی مبلغ زار و قطار رونے لگ گیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔ میں مولانا صاحب سے معافی مانگتا ہوں میں اب کچھ

نہیں لکھوں گا میں اب ان کی کسی تحریر پر بھی تنقید نہیں کروں گا۔ میں معافی مانگتا ہوں مجھے معاف کر دو۔
شیخی مبلغ کی فریاد و فغاں سن کر فاضل جج کو رحم آگیا اور انہوں نے اپیلانٹ سے فرمایا کہ میں آپ کو مجبور تو نہیں کرتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح فتح مکہ کے بعد تمام کفار قریش اور مشرکین مکہ کو معاف کر دیا تھا۔ اب وہ معافی مانگ رہا ہے آئندہ کچھ نہ لکھنے کا وعدہ کر رہا ہے لہذا میں یہ سفارش کرتا ہو کہ آپ بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اس کو معاف کر دیں کمرہ عدالت میں موجود میرے ساتھیوں نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا کہ سزا دلوانے کی نسبت معاف کر دینا اصلی اور بہت بڑی فتح ہے لہذا آپ اس کا معافی نامہ قبول کر لیں چنانچہ اپیلانٹ نے فاضل جج کی فرمائش پر اور اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے شیخی مبلغ کا معافی نامہ قبول کرتے ہوئے فاضل جج سے یہ کہہ دیا تھا کہ اپیلانٹ بدستور اپنی قوم کو۔ پاکستانی عوام کو اور سنی و شیعہ مسلمانوں کو اس مذہب کے حالات اور شیخ احمد احسائی اور روسائے شیخیہ کے بارے میں آگاہ کرتا رہے گا۔ چنانچہ عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور کے فاضل جج مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب نے جو اس وقت لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہیں۔ جو فیصلہ دیا اس کی نقل کی فوٹو کاپی ہمراہ ہذا لف ہے ملاحظہ ہو۔ (Annexure-H) اور اسی فتح کے بعد ملتان میں ایک اجتماع عام میں معروف شیعہ علمائے پاکستان نے اس اپیلانٹ کو فاتح شیخیت کا لقب دیا تھا۔

(ل) یہ کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے مذہب شیخیہ کی ایک شاخ تو کرمان میں قائم ہے اور دوسری شاخ شیخیہ احقاقیہ کی ہے جس کا مرکز کویت میں ہے اور اس شاخ کے موجودہ سربراہ مرزا حسن الاسکوئی الاحقاقی ہیں۔ شیخی مبلغ کاظم علی رسا جب ایران گیا تو وہاں پر کرمان میں رئیس مذہب شیخیہ کرمان سے وابستگی اختیار کر کے اور مذہب شیخیہ اختیار کر کے convert ہو گیا اور پاکستان آکر شیخی مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گیا اسی طرح محمد حسنین سابقی جب کویت گیا تو وہاں پر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت سے وابستگی اختیار کر کے اور مذہب شیخیہ اختیار کر کے convert ہو گیا اور وہ بھی پاکستان آکر شیخی مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گیا۔

(م) یہ کہ جس طرح پاکستان میں ہر وہ شخص جو ربوہ کے رئیس و سربراہ جماعت احمدیہ سے وابستگی اختیار کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و افکار کی پیروی کرتا ہے وہ بھی مرزائی ہے۔ اور جو شخص لاہوری جماعت اشاعت اسلام سے وابستہ ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و افکار کی پیروی کرتا ہے وہ بھی مرزائی ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو شیخیہ رکنیہ کرمان سے وابستگی اختیار کر کے شیخ احمد احسائی کے عقائد و افکار کی پیروی کرتا ہے وہ بھی شیخی ہے اور جو شخص شیخیہ احقاقیہ کویت سے وابستگی اختیار کر کے شیخ احمد احسائی

کے عقائد وافکار کی پیروی کرتا ہے وہ بھی شیخی ہے۔ پس شیخی مبلغ کاظم علی رسا جن کا بیان اوپر گذر چکا شیخیہ رکنیہ کرمان کی طرف سے پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ اور محمد حسنین سابقی شیخیہ احقاقیہ کویت کی طرف سے پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ میں مصروف ہے اور اس نے عربی میں شیخ احمد احسائی کے دفاع میں ایک کتاب عبقریہ الشیخ الاوحد تصنیف کی ہے جو بوقت ضرورت ملاحظہ کے لئے پیش کی جاسکتی ہے۔

یہ حضرات پاکستان میں ان شیخی رؤسا کو اور بانی مذہب شیخیہ کو ایک شیعہ متبحر عالم اور مجدد کی حیثیت سے متعارف کرا رہے ہیں۔ جس طرح مرزائی حضرات سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اور دوسرے ممالک کو خود کو سنی مسلمان کے بھیس میں جلوہ گر کرتے ہیں۔

(ن) یہ کہ صدر پاکستان نے مرزائیت کے سدباب کے لئے **1984**ء میں ایک آرڈیننس پاس کیا ہے۔ لیکن ہم جب پاکستان میں ایران کے اس مرتد وکافر، ضال ومضل شیخی فرقے کے بارے میں مسلمانان پاکستان کو آگاہ کرنے کے لئے کچھ لکھتے ہیں تو حکومت اس کو ضبط کر لیتی ہے لیکن شیخیوں کے ایسے جارحانہ رسالوں پمفلٹوں اور اشتہارات کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتی چنانچہ ایک پمفلٹ کے خلاف ہائی کورٹ لاہور کا فیصلہ اور عدالت میں اپیلانٹ کا جواب حکومت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں کی طرح حکومت کی مشنری میں کوئی شخص ایسا موجود ہو جو شیخیت سے متاثر ہو اور شیخیوں کو تو ہر قسم کے جارحانہ توہین آمیز اور ہتک انگیز پمفلٹ اور اشتہار وغیرہ شائع کرنے کی کھلی چھٹی دیئے ہوئے ہو لیکن جب ان کے جواب میں کچھ شائع کیا جائے تو ہر چند کہ وہ مہذب ترین زبان میں اور پوری اخلاقی ذمہ داریوں کے ساتھ تحریر کیا گیا ہو لیکن اس کی ضبطی میں دیر نہیں لگتی ثبوت کے لئے اپیلانٹ کا ضبط شدہ پمفلٹ ہمراہ ھذ الف ہے ملاحظہ ہو۔ **(Annexure- I)**

ہر چند کہ اپیلانٹ کو حکومت کی نیت پر کوئی شبہ نہیں ہے لیکن حکومت کا یہ عمل شیعان پاکستان کو یہ سمجھنے پر مجبور کر سکتا ہے کہ کہیں پاکستان کی حکومت پاکستان میں شیخیت کی سرپرستی تو نہیں کر رہی۔ امید ہے کہ ہماری حکومت یہ بدنما داغ اپنے اوپر نہیں لگنے دیگی۔ اپیلانٹ نے جو کچھ اس اپیل میں تحریر کیا ہے اس کے دستاویزی ثبوت ہمراہ ھذ الف کر دیئے ہیں اور مزید ثبوت حسب الطلب پیش کر دیا جائے گا۔

(ص) یہ کہ مندرجہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے گذارش کی جاتی ہے کہ مذکور حکم ضبطی جو بذریعہ نوٹیفیکشن نمبر **A-24/H-SPL-III/84** صادر ہوا ہے کالعدم قرار دیا جائے اور پمفلٹ مذکور کو بحال و واگذار کیا جائے عین نوازش ہوگی۔ فقط

مورخہ **15-01-1985**

عرض گذار

سید محمد حسین زیدی برستی

ولد سید محمود حسین زیدی

ساکن محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ (ضلع جھنگ)

شیخی مبلغ سے مناظرے کا اشتہار

مذکور اپیل کے علاوہ اس حقیر نے "مناظرے کے لئے شیخی مبلغ کی شرائط کا مختصر جواب" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں اس کی شرائط کے ہر لفظ کا علیحدہ جواب اس طرح سے تھا۔

"مناظرے کا مقام شیعوں کی عظیم درسگاہ جامعہ المنظر انہیں منظور نہیں تو ان کا تجویز کردہ مقام ہمیں بھی منظور نہیں"

"مناظرے کا منصف و ثالث اگر وہ امام خمینی کے نمائندے کو قبول نہیں کرتے تو سید العلماء السید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد (نقن صاحب لکھنوی) غیر متنازعہ ہستی بھی ہیں، اور مذہبی سوجھ بوجھ کے علاوہ فریقین کی زبان بھی سمجھتے ہیں لہذا انہیں قبول کرلیں۔"

"مناظرہ صرف صاحبان علم کے سامنے ہوگا، محفوظ مقام پر ہوگا اور حفاظتی انتظامات کے ساتھ ہوگا، مناظرہ میں جن بزرگ علمائے شیخیہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہم ان سے مناظرہ کرنے کیلئے تنہا کافی ہیں مگر شرط یہ ہے کہ مناظرے سے پہلے ان سب حضرات کو تحریری اعلان کرنا ہوگا کہ وہ عقائد میں شیخ احمد احسائی کے پیرو ہیں۔"

"مناظرے کے موضوعات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب غیر متعلق ہے، مسئلہ زیر بحث صرف اتنا ہے کہ شیخ احمد احسائی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اور وہ ایک مذہب کا بانی ہے، جس نے تمام عقائد اسلام سے انحراف کیا ہے، لہذا علمائے شیعہ نے پیروان شیخ کو اسی طرح شیخی کا نام دیا ہے جس طرح ہندو پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کو مرزائی کا نام دیا گیا ہے۔

لیکن

حضرات شیخیہ نے مسلمانان پاکستان کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے مقابلہ میں علمائے شیعہ اور شیعیان امامیہ اثنا عشریہ کے بے شمار القابات سے نوازا ہے منجملہ ان کے ایک خالصیت ہے۔

لہذا

ثابت صرف یہ کرنا ہے کہ ہم جو ان کو شیخی کہتے ہیں تو شیخیت کوئی مذہب ہے یا نہیں اور اسی طرح مقابلہ میں حضرات شیخیہ شیعہ علمائے امامیہ اثنا عشریہ کی طرف جو خالصیت کی نسبت دیتے ہیں تو خالصیت کوئی مذہب ہے یا نہیں، شیخیت کو مذہب ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہوگا اور خالصیت کو مذہب ثابت کرنا حضرات شیخیہ کے ذمہ ہوگا۔

لیکن

مذہب کے ثابت کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ اس مذہب کے بانی نے اپنی کتابوں میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ (۱) مامور من اللہ ہے۔(۲) عقائد کے بارے میں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے جو عقائد پیش کئے ہیں یہ اس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوئے ہیں (۳) اس نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حکم خدا سے بیان کیا ہے (۴) اس کے کلام میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ بنابریں اس کی پیروی کرنے والے اس کی ہر بات پر آمنا وصدقنا کہتے ہیں۔ ہم شیخ احمد احسائی کے بارے میں یہ تمام باتیں ثابت کریں گے۔

مذکور اشتہار کا نہ تو حسنین سابقی نے آج تک کوئی جواب دیا اور نہ ہی کسی اور شیخی مبلغ نے اس کا جواب دینے کی جرات کی لیکن اس حقیر نے اپنی مذکور دس کتابوں میں ان تمام باتوں کو ثابت کر دیا ہے جس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکا۔

مناظرہ کے مذکور چیلنج کے علاوہ اس حقیر نے شیخی مبلغ ابوالحسن موسوی کے اخبار رضاکار میں شائع کردہ مضمون کا اخبار رضاکار ہی کے ذریعہ جواب دیا اور مذکور شیخی مبلغ کے ساتھ اخبار رضاکار میں ہی کافی عرصہ تک یہ حقیر ٹکر لیتا رہا، مذکور شیخی مبلغ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کا پاکستان میں نمائندہ ہے، اور ان کی زیر سرپرستی ایک ماہنامہ "لسان صدق" کے نام سے اسلام آباد سے شائع کر رہا ہے، جس کے سرورق پر باقاعدگی کے ساتھ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کا فوٹو ہوتا ہے اور ان کی تصویر کے نیچے ان کا نام اس عنوان اور القابات کے ساتھ لکھا جاتا ہے :- سماحۃ المرجع الدینی العبدالصالح الامام المصلح الحاج مرزا حسن الحائری الاحقاقی۔

ان القابات کے ساتھ جب ایک بے خبر اور سادہ لوح شیعہ ان کا نام پڑھتا ہے تو وہ ہرگز یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ ایک نئے مذہب کا رئیس و سربراہ ہے۔ جو مذہب شیعہ کے عقائد سے جدا عقائد رکھتا ہے،

اگرچہ وہ خود کو شیعہ اثنا عشری ہی کہتا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار حتماً اہل حدیث مسلمانوں سے جدا ہو گئے ہیں لیکن وہ خود کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ اور انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے کیا قانون پاس کر دیا ہے۔ اور ان کی بہت سی اقدار آج بھی اہل حدیث مسلمانوں کے ساتھ مشترک ہیں اور سوائے چند امتیازی باتوں کے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک ظلی و بروزی نبی ثابت کرنے کے لئے ضروری اور لازمی ہیں باقی اکثر امور میں ان کی اور اہل حدیث مسلمانوں کی اکثر باتیں مشترک ہیں، یہی حال مذہب شیخیہ کا ہے 'لہٰذا ایک بے خبر اور لاعلم سادہ لوح شیعہ ان القابات کو دیکھ کر جو شیعہ علماء کے ساتھ مخصوص ہیں غلط طور پر یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ اس رسالہ میں جو باتیں لکھی ہیں وہ شیعہ مذہب کے افکار و نظریات ہیں۔

لیکن ایک باخبر صاحب علم اور واقف حال شیعہ شیخی مبلغ ابوالحسن موسوی کے لکھے ہوئے ان القابات کو پڑھ کر ہرگز دھوکہ نہیں کھا سکتا۔

شیخی مبلغ ابوالحسن موسوی کے مضامین کے رد کرنے کے علاوہ اس حقیر نے شیخی مبلغ ڈاکٹر کاظم حسین جعفری آف سرگودھا کے رسالہ "نوریا خاک" کا جواب لکھ کر اسے بھیجا کیونکہ اس نے یہ اعلان کیا تھا کہ اس رسالے کے جتنے جوابات آئیں گے وہ انہیں ایک کتاب کی شکل میں شائع کرے گا، مگر اس حقیر نے اسے چیلنج کیا تھا کہ وہ قیامت تک اس جواب کو طبع کرانے کی جرات نہ کر سکے گا۔ چنانچہ اس نے جواب دینے والوں کے نام کی ایک فہرست تو شائع کی، جس میں میرا نام بھی شامل تھا۔ لیکن اسے ان جوابات کو کتاب کی شکل میں شائع کرانے کی مراد نہ لگی۔ البتہ حجتہ الاسلام آقائے علامہ السید گلاب شاہ صاحب نے اچھا کیا کہ اس کو جواب بھیجنے کی بجائے اس کے جواب میں خود "نوری انسان" کے نام سے کتاب شائع کرا دی۔

بہرحال اس حقیر نے پاکستان میں شیخیت کے خلاف تقریر سے، تحریر سے، دس کے قریب کتابیں لکھ کر اور اخبارات و رسائل میں اپنے مضامین کے ذریعہ آج تک شیخیت اور مذہب شیخیہ کے مبلغین سے زبردست ٹکر لی ہے اور یہ ساری جدوجہد اس حقیر نے کفر و شرک کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہوئے کی ہے، اور آج تک کسی بھی شیخی مبلغ کو اس حقیر کی کتابوں کا جواب دینے کی ہمت اور جرات نہیں ہوئی ہے، اور کاظم علی رسا کے خلاف مقدمہ کے ذریعہ اس حقیر نے ان تمام مبلغین کو جو عمامہ و عبا پہن کر شیعہ علماء کے لباس میں، شیعہ علمائے محققین بنے ہوئے تھے ایسا ننگا کیا کہ پھر وہ خود کو چھپا نہیں سکے لہٰذا اب یہ پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کی کم عقلی کی انتہاء ہو گی کہ پاکستان میں ڈنکے کی چوٹ یہ بات مشتہر ہو جانے کے بعد کہ مذہب شیخیہ شیعوں سے جداگانہ عقائد کا مذہب ہے پھر بھی ان کے افکار و نظریات و عقائد

کو اپنائے رہیں اور ان کے نظریات سے چمٹے رہیں۔ اب پاکستان میں شیخیوں کے اور شیعوں کے عقائد کا فرق ظاہر کرنے والی کتابیں شائع ہو چکی ہیں لہٰذا یہ پاکستان کے شیعوں کی بدبختی ہے کہ وہ پھر بھی اپنی عاقبت کو خراب کرنے کے پیچھے پڑے رہیں اور ان کے پھیلائے ہوئے غلط اور باطل عقائد کو چھوڑ کر شیعہ امامیہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے صحیح عقائد کو نہ اپنائیں۔

پاکستان کے دوسرے شیعہ علماء کی شیخیت کے خلاف ٹکر

بہر حال اس حقیر کے علاوہ پاکستان کے اور بھی بہت سے علماء نے شیخیت اور شیخی مبلغین سے ٹکر لی ہے چنانچہ مولانا راجہ محسن علی ساکن سرگودھا نے شیخی مبلغ علی حسنین شیفتہ کی لکھی ہوئی کتاب ''تائید حق'' کا جس میں ''اصول الشریعہ'' کے دسوں ابواب کا علیحدہ علیحدہ رد کیا تھا' اور ان کے مقابلہ میں شیخی عقائد کی تائید کی تھی' اپنی کتاب ''توثیق حق'' کے ذریعہ جواب دیا اور اس میں اسی طرح ''تائید حق'' کے دسوں ابواب کا رد کیا تھا' اور اس کے مقابلہ میں صحیح شیعہ عقائد کی توثیق کی تھی۔ یہ ایک ایسا مسکت جواب تھا کہ پھر علی حسنین شیفتہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

علی حسنین شیفتہ مؤلف ''تائید حق'' پاکستان کے شیعوں میں دوسرے بزرگ مبلغین شیخیہ کی طرح' خود کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنا مذہب شیخیہ ظاہر کئے بغیر' شیعہ مجلس خوان واعظ کے لباس میں' عقائد مذہب شیخیہ کی فضائل آل محمد کے نام سے تبلیغ کرتے رہے ہیں۔

اگر پاکستان کے بے خبر شیعوں میں سے کسی کو ان کے شیخی ہونے میں اور ان کے کتاب ''تائید حق'' مذہب شیخیہ کے عقائد کی تائید میں لکھنے کا شک اور شبہ ہو' تو وہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی کی کتاب ''علل اربعہ اور اصول دین'' کا مطالعہ کرے۔ جنہیں علی حسنین شیفتہ نے اپنی مذکور کتاب ''تائید حق'' بھیج کر انہیں اس بات سے آگاہ اور مطلع کیا تھا کہ وہ نہ صرف تقریر کے ذریعہ بلکہ اپنی تحریر کے ذریعہ بھی عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اس بات کے ثبوت میں انہوں نے رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کے پاس اپنی کتاب ''تائید حق'' ارسال کی تھی۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی مذکور کتاب وصول کرنے کے بعد اپنی مذکور کتاب ''علل اربعہ اور اصول دین'' کے پہلے ہی صفحہ پر خطبہ کے بعد لکھتے ہیں کہ:

''و بعد چنین گوید مسکین مستکیں عبدالرضا بن ابی القاسم بن زین العابدین که چندی پیش کتابی بدستم رسید از جناب عالم فاضل آقای علی حسنین شیفته ایده اللہ تعالیٰ که از علمائے پاکستان و ساکن آن سامان اند و دراں رد به جماعتی از مقصرین و منکرین فضائل

آئمه اطهار علیهم السلام نموده بودند و بمناسبت ریکه آن جماعت در نوشته جات شان بعض فضائل را غلو شمرده وقائلین بآنها را شیخی، یعنی تابعین عالم ربانی و حکیم صمدانی مرحوم مبرور شیخ احمد احسائی اعلیٰ اللّٰهمقامه نموده بودند، نصرت آن بزرگوار را نموده بودند"
(کتاب علل اربعہ واصول دین ص ۱)

ترجمہ : یہ مسکین مستکین عبد الرضا بن ابی القاسم بن زین العابدین یہ کہتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا جناب عالم فاضل آقای علی حسنین شیفتہ نے، خداوند تعالیٰ ان کی (مذہب شیخیہ کی تبلیغ کے سلسلہ میں) تائید و مدد کرے ،ایک کتاب (تائید حق) میرے پاس بھیجی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مقصرین اور منکرین فضائل آئمہ اطہار علیہم السلام کی ایک جماعت کا ردو ابطال کیا ہے۔ اور اس نسبت سے کہ اس جماعت نے اپنی کتابوں میں بعض فضائل کو غلو شمار کیا ہے اور ان کے قائلین کو "شیخی"، یعنی عالم ربانی و حکیم صمدانی مرحوم مبرور شیخ احمد احسائی اعلیٰ اللہ مقامہ کے تابعین اور پیروکاروں میں سے شمار کیا ہے۔ علی حسنین شیفتہ نے اپنی اس کتاب میں ان بزرگوار (یعنی شیخ احمد احسائی) کی تائید و نصرت فرمائی ہے۔

اور یہ تحریر ثبوت ہے علی حسنین شیفتہ اور کتاب تائید حق کے شریک مولف کے شیخی ہونے کا، جس کا مولانا راجہ محسن علی آف سرگودھا نے مسکت جواب دیا اور اس کا بھی آج تک نہ تو علی حسنین شیفتہ نے کوئی دیا اور نہ ہی کسی اور شیخی سے اس کا جواب بن پڑا۔

بہرحال پاکستان میں رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے زیر سرپرستی کئی مدرسے اور کوئی ادارے اور کئی تنظیمیں مختلف ناموں سے کام کر رہی ہیں جن کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور اشتہار مذہب شیخیہ کی تائید میں اور شیعیان حقہ جعفریہ اثناعشریہ پر مختلف تہمتیں اور بہتان کے عنوان سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور اس حقیر نے بھی بہت سے پمفلٹوں اور اشتہارات کا جواب اپنی کتاب "شیخیت کیا ہے؟ اور شیخی کون؟ اور کیا خالصیت بھی کوئی مذہب ہے؟" میں دیا ہے۔

میرے علاوہ مذکور پمفلٹوں اور اشتہارات کا جواب مولانا بلال مہدی صاحب نے بھی اپنی کتاب "جوابات عالیہ دررد خرافات غالیہ" کے ذریعہ دیا ہے جسکا مقدمہ علامہ السید حسین عارف صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

مذکور کتابوں کے علاوہ شیخیت کے خلاف ٹکر لینے والے حضرات میں ایک مولانا محمد حسین اکبر صاحب ہیں جنہوں نے ایک کتاب "استعمار شیخیت کے روپ میں" لکھی دوسرے مولانا سید علی اصغر نقوی صاحب ہیں جنہوں نے "شیخ احمد احسائی استعماری ایجنٹ" لکھی۔

تیسرے مولانا اختر حسین نسیم صاحب ہیں جنہوں نے تین مختصر رسالے تصنیف کئے جن میں سے ایک "دور حاضر کے ابلیس کا مختصر تعارف" ہے۔ نمبر ۲ "انڈونیشیا کا عیسائی جاسوس شیعت کے روپ میں" ہے نمبر ۳ "ابلیس اپنے عقائد و نظریات کے آئینہ میں" ہے۔

چوتھے مولانا سید ابو علی سلیم محمدی صاحب نے ایک کتابچہ "طمانچہ بر رخسار شیخ وشیخیہ" لکھی۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے یہ مختصر حال ہے پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور علماء شیعہ سے ٹکراؤ کا۔

شیعہ علمائے کرام سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہی سے بچائیں

بیشک اس خطہ زمین میں جسے پاکستان کہا جاتا ہے تقسیم ہند کے وقت اس کے حصہ میں کوئی شیعہ دینی مدرسہ نہیں آیا تھا۔ اور بلاشبہ یہاں پر مجالس حسینی ہی واحد دینی درسگاہیں تھیں جن کا شیخی مبلغین استحصال کر رہے تھے' اور فضائل آل محمد علیہم السلام کے نام سے غالیانہ شیخی افکار' سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں میں بٹھاتے چلے جا رہے تھے۔

مگر اب کم از کم انقلاب ایران کے بعد تقریباً پاکستان کے ہر بڑے شہر میں شیعہ دینی مدرسہ کھل چکا ہے۔ جن میں شیعہ علمائے حق درس و تدریس میں مشغول ہیں۔ لیکن مجالس حسینی کا استحصال اسی طرح سے جاری ہے مجلس خوان مقررین اور بے خبر ذاکرین بدستور انہیں شیخی افکار و نظریات کو بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ بے خبر سامعین ان شیخی نظریات کو فضائل آل محمدؑ سمجھ کر خواب واہ واہ کرتے ہیں لہذا اکثر عزادار خاص طور پر ایسے ہی مقررین و ذاکرین کو مدعو کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی باتیں بیان کرنے سے لوگ زیادہ سننے آتے ہیں' اور ان کی مجلسیں کامیاب ہوتی ہیں چاہے اس میں آخرت کا خسارہ ہی کیوں نہ ہو۔

علمائے کرام اس حدیث سے بھی اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جس وقت بدعت پھیلے تو عالم کا فرض ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے۔ اور کوئی شیعہ عالم ایسا نہیں ہے جسے یہ معلوم نہ ہو کہ مذہب شیعہ میں عقیدہ تفویض شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں۔ اور شاید ہی کوئی ایسا عالم ہو جسے یہ علم نہ ہو کہ شیخیہ احقاقیہ کویت ہی شیعہ کہلانے والا وہ واحد فرقہ ہے جو برملا طور پر تفویض کا قائل ہے اور پاکستان میں اپنا تبلیغی مشن جاری رکھے ہوئے ہے۔ اور اگر کوئی شیعہ عالم ایسا ہے جسے اس بات کا علم نہیں ہے تو وہ رئیس مذہب شیخیہ مرزا موسی اسکوئی کی کتاب احقاق الحق میں باب تفویض کا مطالعہ کرلے اور موسی اسکوئی کے بعد آنے والے ان کے فرزند اکبر رئیس شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی کی کتاب

"عقیدہ الشیعہ" میں تفویض کے باب کا مطالعہ کرے۔ اور اگر وہ حوالوں سے مطمئن ہو سکتے ہوں تو ہماری کتابوں "العقائد الحقیہ" اور "نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ" اور "نوع نبی وامام" کا مطالعہ کرے۔ جن میں ہم نے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسی اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کے اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی کی کتاب "عقیدہ الشیعہ" کی عبارتیں نقل کرنے کی بجائے مذکور صفحات کے عکس (فوٹو) دے دیئے ہیں۔ بہر حال ہم سے تو جو کچھ ہو سکا ہے اعلائے کلمتہ الحق کے لئے کیا ہے' لیکن پاکستان کے تمام علمائے حق پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہی سے بچانے کے لئے میدان میں نکلیں اور نہ صرف شیعہ عوام کو بتلائیں بلکہ مجلس خوان مقررین وذاکرین کو بھی سمجھائیں کہ دنیا ہی سب کچھ نہیں ہے کچھ اپنی آخرت اور عاقبت کا بھی خیال کرو۔

میرا خیال یہ ہے کہ اگر سب علمائے حق پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے میدان میں نکل آئیں اور پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو صحیح شیعہ عقائد سے آگاہ کریں اور مجلس خوان مقررین وذاکرین کو سمجھائیں اور خصوصیت کے ساتھ عزاداروں کو بتلائیں کہ یا تو وہ ایسے مجلس خوان مقررین اور ذاکرین کو بلا کر نہ پڑھوائیں اور اگر پڑھوائیں تو ان کو شیخی عقائد و نظریات بیان کرنے سے منع کر دیں ورنہ ایسے ذاکرین اور مجلس خوان مقررین سے مجلس پڑھوا کر آپ جو کچھ ہدیہ اور نذر نیاز کے طور انہیں دیتے ہیں ان سے تمہارا دنیاوی نقصان بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی ثواب تمہیں نہیں مل سکتا۔ بلکہ اس سے الٹا تمہاری عاقبت خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ ہی پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرانے کا سبب بنتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان کی اس قسم کی کوششوں کا کوئی اثر نہ ہو۔

علاوہ ازیں اب اردو زبان میں مذہب شیخیہ کے عقائد کا ابطال کرنے والی بہت سے کتابیں چھپ چکی ہیں اگر دینی مدرسوں میں ان کتابوں کا غیر نصابی سرگرمیوں کے طور پر طلبہ کو مطالعہ کرایا جائے تو کم از کم آنے والی نسلیں غافل اور بے خبر نہ رہیں گی۔

و ما علینا الا البلاغ

کمپوٹر کمپوزنگ بتاریخ 20 ستمبر 1999 بمطابق 9 جمادی الثانی 1420ھ

خالد کمپوٹر کمپوزنگ۔ کلر فوٹو سیٹ۔ پبلک کال آفس۔ سرگودھا روڈ' ریلوے کارنر چنیوٹ

مولف کی تالیفات ایک نظر میں

#	نام کتاب	طبع	حالت	دستیابی
1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
2	شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کونسے شیعہ	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
3	تبصرۃ المھوم علی اصلاح الرسوم والیضاح الموھوم	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
4	شیعہ علماء سے چند سوال	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
5	نور محمد ﷺ اور نوح نبی و امام	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعہ والشیخیہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
9	امامت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
10	ولایت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
11	حکومت الیہ اور دنیاوی حکومتیں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
12	فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
13	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
14	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
15	بشریت انبیاء و رسل کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
16	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
17	آیت سخرہ قرآن کا درس توحید	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
18	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
19	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
20	سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
21	سراب آزادی یا غلامی کی پر فریب زنجیریں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
22	پاکستان میں ملت جعفریہ کا سیاسی کردار	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
23	شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
24	شیعہ عقائد کا خلاصہ	کمپوز	ہو گئی	ہے
25	حضرت آدم علیہ السلام آئینہ سیرت و کردار انبیاء	کمپوز	ہو گئی	ہے